سیّارہ ڈائجسٹ

فرمان رسول نمبر

الله
رسول
محمد


الله

19213

سیّارہ ڈائجسٹ

فرمانِ رسول نمبر

جنوری ۱۹۹۶ء

مُدیرِ اعلیٰ : امجد رؤف خان

خصوصی ادارت : محمد یونس حسرت

مُدیر : شماہ جہان

نائب مدیر : محمد ثاقب، کامران امجد، شمس تبریز

کتابت : علی احمد

کپوزنگ : آزاد کپوزنگ سنٹر لاہور

نگران پرنٹنگ : خالد محمود

سرکولیشن : محمد بشیر

ناظم اشتہارات : محمد توفیق (کراچی) محمد اشرف (لاہور)

قیمت : عام شمارہ ۱۲/ روپے، خاص نمبر ۸۰/ روپے

خط وکتابت و رابطہ کے لیے : ۱۸۹۔ ریواز گارڈن۔ لاہور فون : ۷۲۲۴۵۴۱۲-۳۵۷۱۵۲۱

نیشنل نیوز ایجنسی۔ اسد چیمبر گراؤنڈ فلور شمبھوناتھ روڈ کراچی فون : ۵۶۸۱۵۲۰-۵۶۸۸۸۲۹

امجد رؤف خان پبلشر نے اللہ والا پرنٹرز سے چھپوا کر ۱۸۹۔ ریواز گارڈن لاہور سے شائع کیا

19213

دستک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت بڑی اہمیت کے ساتھ بیان ہوئی ہے کہ جو شخص ہدایت کا پیاسا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کی راہ پر لگاتا ہے اور جس کے اندر ہدایت کی پیاس نہیں ہوتی اُسے ہرگز ہدایت نہیں دیتا۔ وہ ایسا کبھی نہیں کرتا کہ مچھلی مانگنے والے کو سانپ دیدے اور سانپ کے طلبگار کو مچھلی بخش دے۔ جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ اسے ہدایت ملے تو اللہ اسکے ساتھ اس طرح کا معاملہ فرماتا ہے جس طرح کا معاملہ والد اپنے بچے اور شفیق استاد اپنے مخلص شاگرد کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی راہ پہ لگاتا ہے اور راہ پر لگا کر چھوڑ نہیں دیتا بلکہ اسے برابر اپنی طرف کھینچتا اور آگے بڑھاتا رہتا ہے۔ اس کے برعکس جس کے اندر ہدایت کی طلب نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے، اُسے چھوڑ دیتا ہے کہ جس راہ پر چاہے چلے اور جس کھڈ میں چاہے گرے۔

قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے اس سے روشنی صرف وہی پاتا ہے جس کے اندر ہدایت کی پیاس ہوتی ہے۔ لیکن جو شخص اپنی ہدایت کے لیے قرآن کے پاس نہیں جاتا بلکہ محض "علمی سیر" کے طور پر اور "معلومات میں اضافہ" کی غرض سے جاتا ہے تو ایسے آدمی کو قرآن سے کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔ یہی خاصیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے اندر بھی پائی جاتی ہے۔

یہ نمبر "فرمانِ رسول نمبر" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کا مجموعہ ہے اور اسے اصلاح و تربیت کے مقصد سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ "علمی سیر" کے طور پر یا محض معلومات بڑھانے کی نیت سے ہرگز نہ کیا جائے۔ احادیثِ نبی کو اس طرح پڑھنے میں بڑا گھاٹا ہے دوسری بات یہ ہے کہ صرف ترجمہ اور توضیح کا پڑھنا اور احادیث کے الفاظ نہ پڑھنا بڑی محرومی کی بات ہوگی۔ تیسری بات یہ کہ جو حدیث سامنے آئے اس پر ٹھہر کر غور کر لیا جائے تو یقین ہے کہ اصلاح و تربیت کے بہت سے ایسے پہلو بھی سامنے آئیں گے جو تشریح و توضیح کے ضمن میں بیان نہیں ہو سکے ہیں۔

اصلاح و تربیت کے محتاج یوں تو ہم سارے ہی مسلمان ہیں لیکن اس کے سب سے زیادہ محتاج وہ لوگ ہیں جو دین کا کام کرنے اٹھیں، جنہوں نے یہ طے کیا ہو کہ بگاڑ کے اس زمانہ میں اور بگڑے ہوئے ماحول میں حق کی شہادت کا کام کریں گے۔ یہ حق کی شہادت اور دین کی اقامت کا کام بڑی تیاری چاہتا ہے۔

اس نمبر کے سب پڑھنے والوں سے ــــ خصوصاً حضرات علماء و اساتذۂ حدیث سے ــــ درخواست ہے کہ اس نمبر میں جہاں کہیں کوئی غلطی نظر آئے، اس کی نشان دہی فرمائیں، میں اُن کا بہت ممنون ہوں گا اور اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے گا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

امجد رؤف خان

فہرست

حسن نیت

حسن ایمان

حسنِ معاملہ

حسنِ عبادت

حقوق العباد

حسن اخلاق

تعمیر سیرت و کردار

حسن نیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

○ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَّا نَوٰی،

فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے اور آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے

نیت کی ہو گی

تو (مثلاً) جس نے اللہ و رسول کے لئے ہجرت کی ہو گی' واقعی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی۔

اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہو گی تو اس کی ہجرت دنیا کے لئے یا عورت کے لئے ہی شمار ہو گی۔"

تشریح: حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر نیت ٹھیک ہے تو اس کا ثواب ملے گا' ورنہ نہیں ملے گا۔ کوئی عمل چاہے وہ دیکھنے میں نیک ہو' اس کا اجر آخرت میں صرف اسی صورت میں ملے گا جب کہ وہ خدا کی خوشنودی کے لئے کیا گیا ہو۔ اگر اس عمل کا محرک دنیا طلبی ہو' اگر اسے کسی اپنی دنیاوی غرض پوری کرنے کے لئے انجام دیا گیا ہو تو آخرت میں اس کا کوئی صلہ نہ ملے گا۔ اس حقیقت کو آپ ﷺ نے ہجرت کی مثال دے کر واضح کیا کہ دیکھو! ہجرت کتنا بڑا نیکی کا کام ہے لیکن اگر کوئی خدا اور رسول ﷺ کے لئے نہیں بلکہ اپنی دنیاوی غرض پوری کرنے کے لئے ہجرت کرتا ہے تو آخرت میں اسے اس عمل کا جو بظاہر بہت بڑی نیکی ہے' کچھ ثواب نہ ملے گا۔

○ اللہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی
قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"اللہ تمہاری شکل و صورت اور تمہارے مال کو نہ دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھے گا۔"

○ فاسد نیت کا ثمرہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلَیْهِ رَجُلٌ نِ اسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا،

قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا؟

قَالَ قَاتَلْتُ فِیْكَ حَتّٰی اسْتُشْهِدْتُّ،

قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْءٌ فَقَدْ قِیْلَ۔

ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ۔

وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا،

قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا؟

قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَاْتُ فِیْكَ الْقُرْاٰنَ۔

قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِیُقَالَ هُوَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ هُوَ قَارِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ،

ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ،

وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا،

قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟
قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ،
قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيلَ،
ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"قیامت کے دن سب سے پہلے ایک ایسے شخص کے خلاف فیصلہ سنایا جائے گا جس نے شہادت پائی ہوگی۔ اسے خدا کی عدالت میں حاضر کیا جائے گا۔ پھر خدا اسے اپنی سب نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انہیں تسلیم کرے گا۔

پھر خدا پوچھے گا کہ تو نے میری نعمتیں پاکر کیا کام کئے؟

وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں نے تیری خوشنودی کی خاطر (تیرے دین سے لڑنے والوں کے خلاف) جنگ کی، یہاں تک کہ میں نے اپنی جان دے دی۔۔

خدا اس سے کہے گا کہ تو نے یہ بات غلط کہی کہ میری خاطر جنگ کی تو نے تو صرف اس لئے جنگ کی (اور جانبازی دکھائی) کہ لوگ تجھے جری اور بہادر کہیں، سو دنیا میں تجھے اس کا صلہ مل گیا۔

پھر حکم ہوگا کہ اس کو منہ کے بل گھسیٹتے لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو

چنانچہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا

پھر ایک دوسرا شخص خدا کی عدالت میں پیش کیا جائے گا جو دین کا عالم و معلم ہوگا۔

اسے خدا اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ انہیں تسلیم کرے گا۔

پھر خدا اس سے کہے گا: ان نعمتوں کو پاکر تو نے کیا عمل کئے؟

وہ عرض کرے گا: خدایا! میں نے تیری خاطر تیرا دین سیکھا اور تیری خاطر دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور تیری خاطر قرآن مجید پڑھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے جھوٹ کہا۔ تم نے تو اس لئے علم سیکھا تھا کہ لوگ تمہیں عالم کہیں اور قرآن اس غرض سے تم نے پڑھا تھا کہ لوگ تمہیں قرآن کا جاننے والا کہیں سو تمہیں دنیا میں اس کا صلہ مل گیا۔

پھر حکم ہو گا کہ اس کو چہرہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو۔ چنانچہ اسے گھسیٹتے ہوئے لے جاکر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اور تیسرا آدمی وہ ہو گا جس کو اللہ نے دنیا میں کشادگی بخشی تھی اور ہر قسم کی دولت سے نوازا تھا۔ ایسے شخص کو خدا کی جناب میں پیش کیا جائے گا اور وہ اسے اپنی سب نعمتیں بتائے گا اور وہ ساری نعمتوں کا اقرار کرے گا کہ ہاں یہ سب نعمتیں اسے دی گئی تھیں۔

تب اس سے اس کا رب پوچھے گا: میری نعمتوں کو پاکر تو نے کیا کام کئے؟

وہ جواب میں عرض کرے گا: جن جن راستوں میں خرچ کرنا تیرے نزدیک پسندیدہ تھا' ان سب راستوں میں' میں نے تیری خوشنودی کے لئے خرچ کیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ کہا' تو نے یہ سارا مال اس لئے لٹایا تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں' سو یہ لقب تجھے دنیا میں مل گیا۔

پھر حکم ہو گا کہ اس کو چہرہ کے بل گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور آگ میں ڈال دو۔ چنانچہ اسے لے جاکر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔"

تشریح: یہ روایت اس حقیقت کو وضاحت سے سامنے لاتی ہے کہ آخرت میں کسی نیک کام کی ظاہری شکل پر کوئی انعام نہیں مل جائے گا۔ وہاں تو صرف وہی کام اجر و ثواب کا مستحق ہو گا جس کو خدا کی خوشنودی کے لئے کیا گیا ہو گا۔ بڑے سے بڑا نیکی کا کام اگر اس

لئے کیا گیا ہے کہ دوسرے اس سے خوش ہوں یا لوگوں کی نگاہ میں اس کی وقعت بڑھے، تو خدا کی نگاہ میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہوگی۔

○ قبولیت عمل کی بنیاد یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّمَا یُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِیَّاتِهِمْ۔ (الترغیب للمنذری بحوالہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "لوگ قیامت کے دن صرف اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ آخرت میں انسان کا ظاہر نہیں دیکھا جائے گا بلکہ صرف یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے جو نیک کام کئے ہیں، کس نیت سے کئے ہیں۔ اسی لحاظ سے اس کے عمل کو قبول یا رد کیا جائے گا۔

○ آخرت کے اجر کا مدار نیت پر ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا،
اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْجِهَادِ وَالْغَزْوِ۔
فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللّٰهُ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا۔
وَاِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِیًا مُّكَاثِرًا بَعَثَكَ اللّٰهُ مُرَائِیًا مُّكَاثِرًا۔
یَا عَبْدَ اللّٰهِ عَلٰی اَیِّ حَالٍ قَاتَلْتَ اَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللّٰهُ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ۔

(ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"اے اللہ کے رسولؐ! مجھے جہاد اور غزوہ کے بارے میں بتائیے (کہ کون سے جہاد پر ثواب ملتا ہے اور کس صورت میں مجاہد اپنے عمل کے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے؟)

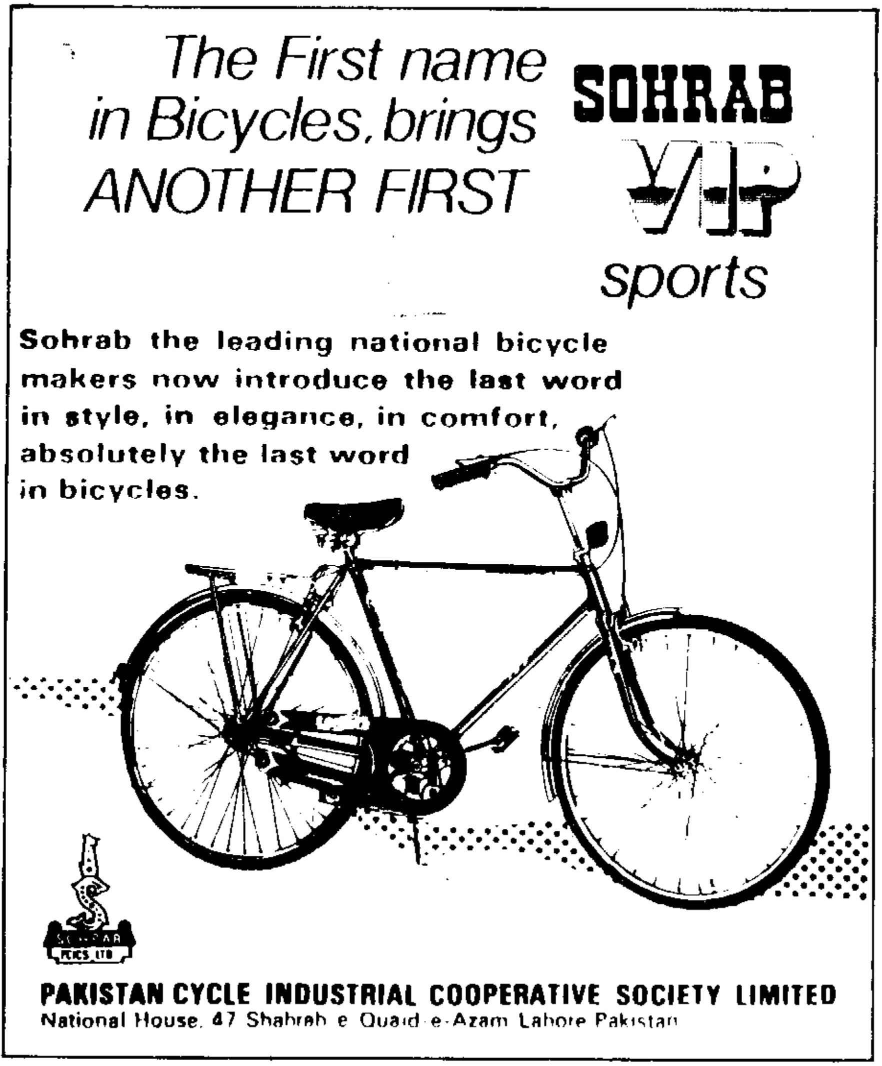
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ! اگر تم نے اجر آخرت کی نیت سے جہاد کیا اور آخر تک جمے رہے تو خدا کے یہاں تمہارے عمل کا اجر ملے گا اور صابروں کی فہرست میں تمہارا نام لکھا جائے گا اور اگر تم نے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور فخر جتانے کے لئے جنگ کی ہوگی تو قیامت کے دن اللہ تمہیں اسی حال میں اٹھائے گا۔ اے عبداللہ! جس نیت سے تم لڑو گے اور جس حال میں تم قتل کئے جاؤ گے اسی حالت پر اللہ قیامت کے دن تمہیں اٹھائے گا۔"

○ دنیا پرست عالم کا انجام عبرتناک ہو گا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:
وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِهٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمَعًا وَّشَرٰى بِهٖ ثَمَنًا فَذٰلِكَ يُلْجَمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ، وَيُنَادِيْ مُنَادٍ هٰذَا الَّذِيْ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِهٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمَعًا وَّاشْتَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَّكَذٰلِكَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْحِسَابُ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"... وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا علم بخشا اور اس نے اللہ کے بندوں کو دین کا علم سکھانے میں بخل سے کام لیا اور سکھایا تو اس پر مال وصول کیا اور اپنی


The First name
in Bicycles, brings
ANOTHER FIRST
SOHRAB
VIP
sports
Sohrab the leading national bicycle makers now introduce the last word in style, in elegance, in comfort, absolutely the last word in bicycles.
PAKISTAN CYCLE INDUSTRIAL COOPERATIVE SOCIETY LIMITED
National House, 47 Shahrah e Quaid-e-Azam Lahore Pakistan

دنیا بنائی تو ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی اور ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے دین کا علم بخشا تھا لیکن اس نے دوسروں کو دین بتانے میں بخل کیا اور جنہیں سکھایا ان سے مال وصول کیا اور اپنی دنیا بنائی۔ یہ فرشتہ برابر اسی طرح محشر میں حساب کتاب ختم ہونے تک اعلان کرتا رہے گا۔"

○ طلب دنیا کے لئے علم دین حاصل کرنا:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَنَّہٗ قَالَ کَیْفَ بِکُمْ اِذَا لَبِسَتْکُمْ فِتْنَۃٌ یَرْبُوْ فِیْہَا الصَّغِیْرُ وَیَہْرَمُ فِیْہَا الْکَبِیْرُ وَتُتَّخَذُ سُنَّۃً فَاِنْ غُیِّرَتْ یَوْمًا قِیْلَ ھٰذَا مُنْکَرٌ،

قَالَ وَمَتٰی ذٰلِکَ ؟

قَالَ اِذَا قَلَّتْ اُمَنَاؤُکُمْ، وَکَثُرَتْ اُمَرَاؤُکُمْ،

وَقَلَّتْ فُقَہَاؤُکُمْ وَکَثُرَتْ قُرَّاؤُکُمْ وَتُفُقِّہَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَالْتُمِسَتِ الدُّنْیَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَۃِ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! تمہارا کیا حال ہو گا جب تم پر وہ فتنہ مسلط ہو گا جس میں تمہارے چھوٹے بچے' بڑے ہوں گے اور بوڑھے اپنے بڑھاپے کی انتہا کو پہنچیں گے اور فتنہ (گمراہی) کو سنت (بھلائی) سمجھا جانے لگے گا' اگر کوئی شخص اس فتنے کو ہٹانے کے لئے اٹھے گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ شخص ناپسندیدہ اور برا کام کر رہا ہے۔"

کسی نے پوچھا: ایسی حالت امت پر کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارے اندر ایماندار اور قابل اعتماد لوگ کم ہو جائیں گے اور اقتدار کی ہوس رکھنے والے زیادہ ہو جائیں گے' دین کے واقعی علماء کم ہو جائیں گے اور دین کے پڑھنے والے زیادہ ہو جائیں گے' دین کو دنیا حاصل کرنے کے لئے پڑھا جانے لگے گا' نیک کام کریں گے لیکن اس سے مقصود دنیا کا حصول ہو گا۔"

تشریح: یہاں فتنہ سے مراد دینی انحطاط اور پستی کی وہ حالت ہے جس پر نسلوں پر نسلیں گزرتی چلی جائیں گی' یہاں تک کہ اس دینی پستی اور گمراہی کو لوگ صحیح راہ سمجھنے لگیں گے اور جو لوگ اس گمراہی کو مٹانے کی کوشش کریں گے' لوگ انہیں نکو بنائیں گے اور کہیں گے کہ ان لوگوں کی ساری تگ و دو غیر اسلامی ہے۔ یہ کیفیت اس دور میں پیدا ہو گی جس میں علم دین حاصل کرنے والے علماء اور فقہاء تو بہت ہوں گے لیکن ان کی نیتیں صاف نہ ہوں گی۔ یہ پیشہ ور علماء ہوں گے۔ بظاہر آخرت کا کام کر رہے ہوں گے لیکن مقصد دنیا کا حصول ہو گا۔

○ علم قرآن اور اخلاص نیت:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَارِئٍ يَقْرَءُ، ثُمَّ سَأَلَ، فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:
مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ، فَاِنَّهٗ سَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ
الْقُرْاٰنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو اس نے لوگوں

سے مال مانگا یہ منظر دیکھ کر عمران بن حصینؓ نے انا للہ ۔۔۔ الخ پڑھا: پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

"جو شخص قرآن پڑھے' اسے اللہ ہی سے مانگنا چاہئے اس لئے کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے تاکہ لوگوں سے مال وصول کریں۔"

○ ریاکار کا ٹھکانہ بدترین ہوگا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ جَهَنَّمَ لَوَادِيًا تَسْتَعِيْذُ جَهَنَّمُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ، اُعِدَّ ذٰلِكَ الْوَادِيْ لِلْمُرَائِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَامِلِ كِتَابِ اللهِ، وَالْمُتَصَدِّقِ فِيْ غَيْرِ ذَاتِ اللهِ، وَالْحَاجِّ اِلٰى بَيْتِ اللهِ، وَلِلْخَارِجِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن ماجہ۔ باب الریاء)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ' نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس سے خود جہنم بھی ہر دن چار سو بار پناہ مانگتا ہے۔ یہ وادی (گڑھا) محمد ﷺ کی امت کے ریاکاروں کے لئے تیار کی گئی ہے' کتاب اللہ کے عالم کے لئے' صدقہ و خیرات کرنے والے کے لئے' بیت اللہ کا حج کرنے والے کے لئے اور خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلنے والے کے لئے۔"

○ ایسی نماز اللہ سے مذاق ہے:

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص جو لوگوں کے سامنے تو اچھے طریقے سے نماز پڑھتا ہے (خوب خشوع و خضوع کا مظاہرہ کرتا ہے اور رکوع اور سجدہ ٹھیک سے کرتا ہے) اور جب تنہائی میں پڑھتا ہے تو ٹھیک سے نہیں پڑھتا تو ایسا شخص اپنے رب کو حقیر جانتا اور اس سے مذاق کرتا ہے۔"

اخلاص نیت کی اہمیت:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ:

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ اَرَاَیْتَ رَجُلاً غَزَا یَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّکْرَ، مَالَہٗ؟

قَالَ لَا شَیْءَ لَہٗ

فَاَعَادَھَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، وَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا شَیْءَ لَہٗ،

ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصًا وَابْتُغِیَ وَجْھُہٗ۔ (ابوداود، نسائی)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اس نے دریافت کیا: "ایک آدمی جہاد کرتا ہے آخرت میں اجر پانے کے لئے اور دنیا میں شہرت پانے کے لئے تو کیا اس کو ثواب ملے گا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو کچھ نہیں ملے گا۔"

سائل نے اپنا یہ سوال تین مرتبہ دہرایا اور ہر بار نبی ﷺ کی طرف سے یہی جواب ملا کہ وہ کسی اجر و ثواب کا مستحق نہیں۔

آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ صرف وہی عمل قبول کرے گا جو خالصتاً اس کے لئے کیا گیا ہوگا اور اسی کی خوشنودی اس عمل کی محرک ہوگی۔"

○ تھوڑی سی ریاء بھی شرک ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا

عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ،

فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ؟

قَالَ يُبْكِيْنِيْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ،

اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وہ ایک دن گھر سے نکل کر مسجد نبوی پہنچے، وہاں دیکھا، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی قبر کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں۔

پوچھا: "کیوں رو رہے ہو؟"

معاذ بن جبلؓ نے کہا: "ایک بات میں نے نبی ﷺ سے سنی تھی، وہی بات مجھے رلا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا، تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے۔"

تشریح: گویا شرک صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی کسی بت کے سامنے سجدہ کرے اور چڑھاوے چڑھائے بلکہ بڑے سے بڑا نیک عمل دوسروں کو خوش کرنے، دکھانے اور ان

کی نظر میں نیک اور پاک باز بننے کی نیت سے اگر کوئی شخص کرتا ہے تو حقیقتاً وہ شرک کرتا ہے کیونکہ خوشنودی خدا کا حق ہے اور ریا کرنے والے نے یہ حق غیراللہ کو دے دیا۔

○ اللہ کن لوگوں کی مدد فرماتا ہے:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنِ اكْتُبِيْ لِيْ كِتَابًا تُوْصِيْنِيْ فِيْهِ،

وَلَا تُكْثِرِيْ عَلَيَّ،

فَكَتَبَتْ عَائِشَةُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ:

سَلَامٌ عَلَيْكَ: اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسُخْطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مَئُوْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ

الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسُخْطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ،

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: مدینہ کے باشندوں میں سے ایک آدمی کا بیان ہے:

حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں خط بھیجا جس میں انہوں نے درخواست کی کہ آپ ہمیں جامع (اور) مختصر الفاظ میں وصیت لکھ بھیجیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں مندرجہ ذیل خط لکھا:

تم پر سلامتی ہو' اما بعد! میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ:

"جو لوگ خدا کی خوشنودی کے طالب ہوں اور اس سلسلے میں لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پوری مدد فرماتا ہے اور انسانوں کی ناراضی سے

ان کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا اور جو لوگ اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی چاہتے ہیں تو اللہ اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور ان کو انسانوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی نصرت سے بھی محروم رہتے ہیں اور جن کی خوشی کے لئے اللہ کو ناراض کیا تھا ان کی مدد بھی نہیں ملتی۔" والسلام علیک!

○ آخرت کو نصب العین بنانے والوں کا صلہ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
..... مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا نِيَّتَهٗ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ، وَجَعَلَ فَقْرَهٗ
بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَاْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ، وَمَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ نِيَّتَهٗ
جَمَعَ اللّٰهُ اَمْرَهٗ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ، وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ۔
(ترغیب وترہیب)

ترجمہ: زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: "۔۔۔ جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنائے گا' اللہ اس کے دل کا اطمینان و سکون چھین لے گا اور وہ ہر وقت مال جمع کرنے کی حرص اور احتیاج کا شکار ہو گا لیکن دنیا کا اتنا ہی حصہ اسے ملے گا جتنا اللہ نے اس کے لئے مقدر کیا ہو گا اور جن لوگوں کا نصب العین آخرت ہو گی' اللہ تعالیٰ ان کو قلبی سکون و اطمینان نصیب فرمائے گا اور مال کی حرص سے ان کے قلب کو محفوظ رکھے گا اور دنیا کا جتنا حصہ ان کے مقدر میں ہو گا وہ انہیں لازماً ملے گا"

○ نیک عمل کی نیت کا صلہ:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

اِنَّ اَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِيْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا اِلَّا وَهُمْ مَعَنَا، حَبَسَهُمُ

الْعُذْرُ۔ (بخاری، ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تبوک کی مہم سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ واپس ہوئے تو (اثنائے سفر میں) آپ ﷺ نے فرمایا:

"کچھ لوگ ہمارے پیچھے مدینہ میں مقیم ہیں لیکن وہ اس سفر میں فی الواقع ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ ہم لوگ جس گھاٹی میں چلے اور جو وادی ہم نے طے کی' ہر جگہ وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں' ان کو عذر نے روک دیا تھا۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے کوئی نیک عمل کرنے کی نیت کی اور کسی عذر سے وہ نہ کر سکا تو وہ اللہ کے یہاں آخرت میں اس عمل کے اجر و انعام سے محروم نہیں رہے گا۔

○ نیک نیتی کا انعام:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ اَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِیْ اَنْ يَّقُوْمَ يُصَلِّیْ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ

عَيْنَاهُ حَتّٰى اَصْبَحَ كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى، وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ

رَّبِّهِ۔ (نسائی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

فرمایا:

"جو شخص اپنے بستر پر اس نیت اور ارادہ کے ساتھ لیٹا کہ وہ تہجد کے لئے اٹھے گا لیکن اس کو گہری نیند آگئی اور وہ اٹھ نہیں سکا یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی تو ایسے شخص کے نامہ اعمال میں اس رات کی نماز تہجد لکھی جائے گی اور یہ نیند اس کے لئے اس کے رب کی طرف سے بطور انعام شمار ہو گی۔"

○ ہر عمل خدا کی خوشنودی کے لئے کرو:

عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ حِیْنَ بُعِثَ اِلَی الْیَمَنِ ؛

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ ،

قَالَ اَخْلِصْ دِیْنَکَ یَکْفِکَ الْعَمَلُ الْقَلِیْلُ ۔ (الحاکم۔ الترغیب والترہیب۔ باب الاخلاص)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جس وقت مجھے یمن کے علاقے میں بھیج رہے تھے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی نیت کو ہر کھوٹ سے پاک رکھو، جو عمل کرو صرف خدا کی خوشنودی کے لئے کرو تو تھوڑا عمل بھی تمہاری نجات کے لئے کافی ہو گا۔"

حسن ایمان

○ ایمان کیا ہے؟

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ

قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ:

"آنے والے شخص نے (جو درحقیقت جبرئیل علیہ السلام تھے اور حضور ﷺ کے پاس انسانی شکل میں آئے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "بتایئے ایمان کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو' اس کے فرشتوں کو' اس کی بھیجی ہوئی کتابوں کو' اس کے رسولوں کو اور آخرت کو حق جانو اور حق مانو اور اس بات کو بھی مانو کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ چاہے وہ خیر ہو چاہے شر۔"

تشریح: یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو "حدیث جبرئیلؑ" کے نام سے مشہور ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں انسانی شکل میں آئے اور اسلام' ایمان' احسان اور قیامت کے بارے میں سوالات کئے۔ آپ ﷺ نے سب کے جواب دیئے۔ ان میں سے ایمان سے متعلق سوال و جواب یہاں نقل کیا گیا ہے۔

ایمان کے اصل معنی ہیں کسی پر اعتماد کرنا اور اس کی وجہ سے اس کی بات کو سچ ماننا۔ جب آدمی کو کسی کی سچائی کا یقین ہوتا ہے تب ہی اس کی بات مانتا ہے۔ ایمان کی اصل روح یہی اعتماد و یقین ہے اور آدمی کے مومن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام

باتوں کو حق مان کر قبول کرے جو اللہ کی طرف سے رسولوں کے ذریعہ آتی ہیں۔ ان میں سے بنیادی ایمانیات کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے' ان کی الگ الگ مختصر تشریح یہ ہے:

(1) ایمان باللہ یعنی اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ سے موجود مانا جائے۔ اس کو کائنات کا پیدا کرنے والا اور کائنات کا تنہا انتظام کرنے والا مانا جائے۔ تسلیم کیا جائے کہ اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں' نہ دنیا کو پیدا کرنے میں اور نہ دنیا کا انتظام چلانے میں۔ اور مانا جائے کہ ہر طرح کے عیب اور ہر قسم کی کمی سے اس کی ذات پاک ہے اور وہ تمام اچھی صفتوں کا مالک اور تمام خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔

(2) فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے وجود کو تسلیم کیا جائے اور یقین کیا جائے کہ وہ اللہ کی پاکیزہ مخلوق ہیں۔ وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ہر وقت خدا کی بندگی میں لگے رہتے ہیں۔ وفادار غلام کی طرح اللہ کا ہر حکم بجالانے کے لئے ہاتھ باندھے اس کے حضور میں کھڑے رہتے ہیں اور دنیا میں نیک کام کرنے والوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

(3) کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسولوں کے ذریعہ وقتاً فوقتاً جو ہدایت نامے بھیجے سب کو سچا مانے۔ ان میں آخری ہدایت نامہ قرآن مجید ہے۔ اگلی امتوں نے اپنی کتابیں بگاڑ ڈالیں' تب آخر میں اللہ نے حضور ﷺ کے ذریعہ آخری کتاب بھیجی جو صاف اور واضح ہے۔ جس میں کوئی نقص نہیں اور جو ہر قسم کے بگاڑ سے محفوظ ہے اور اب اس کتاب کے سوا دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس کے ذریعہ خدا تک پہنچا جا سکتا ہو۔

(4) رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جتنے رسول خدا کی طرف سے آئے سب سچے ہیں۔ ان سب رسولوں نے بلا کسی کمی بیشی کے خدا کی باتیں لوگوں تک

پہنچائیں۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضور ﷺ ہیں۔ اب انسانوں کی نجات صرف حضور ﷺ کے طریقے کی پیروی میں ہے۔

(5) آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ ایک ایسا دن آنے والا ہے جس میں انسانوں کی زندگی کے پورے ریکارڈ کی جانچ پڑتال ہوگی۔ پھر جس کے اعمال پسندیدہ ہوں گے وہ انعام پائے گا اور جس کے اعمال ناپسندیدہ ہوں' وہ سزا پائے گا۔

(6) تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کو مانا جائے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب خدا کی طرف سے ہو رہا ہے۔ یہاں صرف اسی کا حکم چلتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ تو کچھ اور چاہتا ہو اور دنیا کا کارخانہ کسی اور ڈھب سے چل رہا ہو۔ ہر خیر و شر اور ہدایت و گمراہی کا ایک قانون ہے جس کو اس نے پہلے سے بنا دیا ہے۔ خدا کے شکر گزار بندوں پر جو مصیبت آتی ہے' جن مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں اور جو آزمائش ان پر آتی ہے یہ سب حالات ان کے رب کے حکم اور پہلے سے طے کئے ہوئے قانون کے تحت آتے ہیں۔

○ اللہ پر ایمان لانے کے اثرات:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ،

فَقَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ،

فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ،

ثُمَّ سَارَ سَاعَةً،

ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ،

قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ،

ثُمَّ سَارَ سَاعَةً،

ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ،

قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ،

قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ؟

قَالَ قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ،

قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا،

ثُمَّ سَارَ سَاعَةً،

ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ،

قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ

قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوا ذَٰلِكَ؟

قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک سفر میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کجاوہ کا صرف پچھلا حصہ حائل تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ بن جبل!"

میں نے کہا۔ "حضور غلام حاضر ہے' فرمائیں۔"

(آپ ﷺ نے سکوت اختیار کیا) ۔ پھر کچھ دور چلنے کے بعد پکارا۔ "اے معاذ بن جبل!"

میں نے وہی لفظ دہرائے جو پہلی بار کہے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے کچھ نہیں کہا۔

پھر کچھ دور چلنے کے بعد آپ ﷺ نے پکارا۔ "معاذ بن جبل!"

میں نے عرض کیا۔ "حضور! غلام حاضر ہے' ارشاد فرمائیں۔"

تب آپ ﷺ نے فرمایا "تم جانتے ہو اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟"

میں نے کہا "اللہ و رسول ﷺ ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی بندگی کریں اور بندگی میں کسی غیر کو ذرا بھی ساجھی نہ بنائیں۔"

پھر آپ ﷺ نے تھوڑی دور چلنے کے بعد فرمایا۔ "اے معاذ!" میں نے کہا۔ "ارشاد ہو' یہ غلام آپ کی بات غور سے سنے گا اور وفادارانہ آپ کی اطاعت کرے گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟"

میں نے کہا۔ "اللہ و رسول ﷺ ہی خوب واقف ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ کی بندگی کرنے والے بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔"

تشریح: حضرت معاذؓ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ میں بالکل آپ ﷺ کے قریب بیٹھا ہوا تھا' سننے اور سنانے میں کوئی دقت نہ تھی۔ آپ ﷺ کے ارشاد کو بڑی آسانی سے سن سکتا تھا لیکن جو بات آپ ﷺ فرمانا چاہتے تھے بڑی اہم تھی' اس لئے آپ ﷺ نے تین بار پکارا اور کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ یہ اس لئے کیا تاکہ مجھ پر اس بات کی اہمیت اچھی طرح واضح ہو جائے اور میں خوب کان لگا کر سنوں۔ حضور ﷺ کے ارشاد سے توحید کی اہمیت معلوم ہوئی کہ یہ جہنم کے عذاب سے بچانے والی ہے۔ جو چیز

خدا کے غضب سے بچانے والی ہو اور جنت کا حق دار بنانے والی ہو' اس سے زیادہ قیمتی چیز بندہ کی نگاہ میں اور کیا ہو سکتی ہے!

○ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب:

قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ،
قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ،
قَالَ، شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے (قبیلہ عبدالقیس کی نمائندگی کرنے والے لوگوں سے) پوچھا۔ "جانتے ہو اللہ واحد پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ایمان یہ ہے کہ آدمی اس حقیقت کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ٹھیک طریقے پر ادا کرے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے۔"

○ ایمان کا معاملات زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے؟

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ،
قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ،
لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نبی ﷺ نے جب بھی خطبہ دیا اس میں یہ ضرور فرمایا کہ:

"جس کے اندر امانت نہیں' اس کے اندر ایمان نہیں اور جس کو عہد کا پاس نہیں اس کے پاس دین نہیں۔"

تشریح: حضور ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق' جن کی پوری فہرست اللہ کی کتاب میں ہے' ادا نہیں کرتا وہ ایمان کی پختگی سے محروم ہے اور جو شخص کسی عہد کو پورا کرنے کا قول و قرار دے' پھر اس عہد کو پورا نہ کرے' وہ دینداری کی نعمت سے محروم ہے' جس کے دل میں ایمان کی جڑیں مضبوط جمی ہوتی ہیں وہ تمام حقوق کی ادائیگی میں امین ہوتا ہے۔ کسی حق کی ادائیگی میں وہ خیانت نہیں کرتا۔ اسی طرح جس آدمی کے اندر دینداری ہوگی وہ عہد کو مرتے دم تک نبھائے گا۔ یاد رہے کہ سب سے بڑا حق اللہ کا ہے' اس کے رسول ﷺ کا ہے' اس کی بھیجی ہوئی کتاب کا ہے اور سب سے بڑا عہد وہ ہے جو آدمی اپنے خدا سے اور اس کے بھیجے ہوئے نبی سے اور نبی کے لائے ہوئے دین سے کرتا ہے۔

○ ایمان کا اخلاق پر کیا اثر ہوتا ہے؟

عَنْ عَمْرِوبْنِ عَبَسَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْإِیْمَانُ۔

قَالَ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ۔ (مسلم۔ عمرو بن عبسہؓ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ "ایمان کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ایمان نام ہے صبر اور سماحت کا۔"

تشریح: یعنی ایمان یہ ہے کہ آدمی خدا کی راہ اپنے لئے پسند کرے اور اس راہ میں جو مصیبت پیش آئے اس کو برداشت کرے اور خدا کے سہارے آگے بڑھتا جائے۔ (یہ صبر

ہے۔ نیز آدمی اپنی کمائی خدا کے محتاج و بے سہارا بندوں پر خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرے اور خرچ کرکے خوشی محسوس کرے۔ (یہ سماحت ہے۔)

○ ایمان کامل کی علامات کیا ہیں؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔ (بخاری۔ ابوامامہ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اللہ کے لئے دوستی کی اور اللہ کے لئے دشمنی کی اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے روک رکھا، اس نے اپنے ایمان کو مکمل کیا۔"

تشریح: یعنی آدمی اپنی تربیت کرتے کرتے اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ وہ جس سے جڑتا ہے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جڑتا ہے اور جس سے کٹتا ہے اللہ کی خاطر کٹتا ہے۔ اس کی محبت اور نفرت اپنی کسی ذاتی غرض اور دنیاوی مفاد کے لئے نہیں ہوتی، بلکہ صرف خدا اور اس کے دین کی خاطر ہوتی ہے۔ جب آدمی کی یہ حالت ہو جائے، تب اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔

○ ایمان کی حلاوت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔ (بخاری و مسلم۔ عباس)

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"ایمان کا مزہ چکھا اس شخص نے جو اللہ کو اپنا رب ماننے اور اسلام کو اپنا دین ماننے اور محمد ﷺ کو اپنا رسول تسلیم کرنے پر راضی ہو گیا۔"

تشریح: یعنی جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی میں اپنے آپ کو دے کر اور اسلامی شریعت کی پیروی کر کے اور اپنے آپ کو نبی ﷺ کی رہنمائی میں دے کر پوری طرح مطمئن ہو' اس کا فیصلہ ہو کہ مجھے کسی اور کی بندگی نہیں کرنی اور ہر حالت میں اسلام پر چلنا ہے اور حضور ﷺ کے سوا کسی دوسرے انسان کی رہنمائی میں زندگی نہیں گزارنی ہے۔ جس شخص کا یہ حال ہو جائے' ایمان کی حلاوت اسی کو حاصل ہوتی ہے۔

○ بہترین کلام اور بہترین سیرت:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

إِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ۔ (مسلم۔ جابر)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا:

"بہترین کلام اللہ کی کتاب اور بہترین سیرت محمد (ﷺ) کی سیرت ہے۔ (جس کی پیروی کی جانی چاہیے)۔"

○ حضور ﷺ کی سنت پاکیزگی دل ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

يَا بُنَيَّ إِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ،

ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں، مجھ سے حضور ﷺ نے کہا:

"اے میرے پیارے بیٹے، اگر تو اس طرح زندگی گزار سکے کہ تیرے دل میں کسی کی بدخواہی نہ ہو تو ایسی ہی زندگی بسر کر۔"

پھر فرمایا۔ "اور یہی میرا طریقہ ہے (کہ میرے دل میں کسی کے لئے کھوٹ نہیں) اور جس نے میری سنت (طریقہ) سے محبت کی تو بلاشبہ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا۔"

○ اطاعت رسول ﷺ کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا،

فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ،

فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا،

وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ،

وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا،

فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ فَقَالَ،

اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ (مسلم انس)

ترجمہ: تین آدمی، حضور ﷺ کی عبادت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے حضور ﷺ کی ازواج کے پاس آئے، جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کی عبادت کی مقدار کو کم تصور کیا اور کہنے لگے:

"نبی ﷺ سے ہمارا کیا مقابلہ! ان سے نہ تو پہلے گناہ ہوئے نہ بعد میں ہوں گے۔ (اور ہم معصوم نہیں، پس ہمیں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے۔)"

"چنانچہ ان میں سے ایک نے اپنے لئے یہ طے کیا کہ وہ ہمیشہ پوری رات نوافل میں گزارے گا۔

اور دوسرے نے یہ کہا کہ میں ہمیشہ نفلی روزے رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہ کروں گا۔

اور تیسرے نے کہا، میں عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا، کبھی شادی نہ کروں گا۔"

(جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی) تو آپ ﷺ ان کے پاس گئے اور کہا۔

"کیا وہ تم ہی لوگ ہو جنھوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "بلاشبہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی نافرمانی سے بچنے والا ہوں لیکن دیکھو، میں (نفلی) روزے کبھی رکھتا ہوں کبھی نہیں رکھتا۔ اسی طرح میں (رات میں) نوافل بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور دیکھو میں بیویاں بھی رکھتا ہوں (سو تمہارے لئے خیریت میرے طریقہ کی پیروی میں ہے) اور جس کی نگاہ میں میری سنت کی وقعت نہیں، جو میری سنت سے بے رخی برتے وہ میرے گروہ میں سے نہیں ہے۔

○ ایمان کی کسوٹی کیا ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا ارادہ اور اس کے نفس کا میلان میری لائی ہوئی (ہدایت) کے تابع نہیں ہو جاتا۔"

تشریح: یعنی رسول ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش اپنے ارادہ اور اپنے قلبی رجحانات کو رسول ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت کے تابع کر دے۔ قرآن مجید کے ہاتھ میں اپنی خواہش کی لگام دیدے۔

○ حب رسول ﷺ ایمان کا فطری تقاضا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (انس۔ بخاری ومسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی نگاہ میں اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

تشریح: حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مومن تب ہی بنتا ہے جب رسول ﷺ اور ان کے لائے ہوئے دین کی محبت تمام محبتوں پر غالب آجائے۔ بیٹے کی محبت کسی اور راستے پر چلنے کو کہتی ہے، باپ کی محبت کسی اور راستے پر چلانا چاہتی ہے اور حضور ﷺ کسی دوسرے راستے پر چلنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو جب آدمی ساری محبتوں اور ان کے تقاضوں کو ٹھکرا کر صرف حضور ﷺ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کو تیار

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' قرآن مجید میں پانچ چیزیں ہیں:
حلال' حرام' محکم' متشابہ اور امثال۔
پس حلال کو حلال سمجھو' حرام کو حرام قرار دو' محکم (قرآن کا وہ حصہ جس میں عقیدہ اور قانون وغیرہ کی تعلیم دی گئی ہے) پر عمل کرو اور متشابہ (قرآن کا وہ حصہ جس میں آخرت کی باتیں بیان ہوئی ہیں جیسے جنت' دوزخ' عرش' کرسی وغیرہ) پر ایمان رکھو (اور اس کی کرید میں مت پڑو) اور امثال (قوموں کی تباہی کے عبرت ناک قصوں) سے عبرت حاصل کرو۔

اعمال کی توفیق سے کیا مراد ہے؟

عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ.
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ ؟
قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ،
ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى
وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى -
(بخاری، مسلم) (سورہ واللیل آیت ۵ تا ۱۰)

(سورہ واللیل آیت 5 تا 10)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ:
"تم میں سے ہر شخص کی جنت اور دوزخ لکھی جا چکی ہے۔"

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' قرآن مجید میں پانچ چیزیں ہیں:
حلال' حرام' محکم' متشابہ اور امثال۔
پس حلال کو حلال سمجھو' حرام کو حرام قرار دو' محکم (قرآن کا وہ حصہ جس میں عقیدہ اور قانون وغیرہ کی تعلیم دی گئی ہے) پر عمل کرو اور متشابہ (قرآن کا وہ حصہ جس میں آخرت کی باتیں بیان ہوئی ہیں جیسے جنت' دوزخ' عرش' کرسی وغیرہ) پر ایمان رکھو (اور اس کی کرید میں مت پڑو) اور امثال (قوموں کی تباہی کے عبرت ناک قصوں) سے عبرت حاصل کرو۔

○ اعمال کی توفیق سے کیا مراد ہے؟

عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ.
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ؟
قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ،
ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى
وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى۔

(بخاری،مسلم) (سورہ واللیل آیت ۵ تا ۱۰)

(سورہ واللیل آیت 5 تا 10)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ:
"تم میں سے ہر شخص کی جنت اور دوزخ لکھی جا چکی ہے۔"

لوگوں نے اس پر کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ پھر ہم اپنے لکھے ہوئے کا کیوں نہ سہارا لیں اور عمل چھوڑ دیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "نہیں، عمل کرو کیونکہ ہر شخص کو اسی چیز کی توفیق ملتی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جو خوش نصیب ہو اس کو جنتی کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو بد نصیب (جہنمی) ہے اس کو جہنمی کاموں کی توفیق ملتی ہے۔"

اس کے بعد حضور ﷺ نے سورۂ واللیل کی یہ دو آیتیں پڑھیں (جو اوپر حدیث میں درج ہوئیں جن کا مطلب یہ ہے کہ):

جس نے مال خرچ کیا اور تقویٰ کی راہ اختیار کی اور بہترین بات کی تصدیق کی (یعنی اسلام لایا) تو ہم اس کو اچھی زندگی (یعنی جنت) کی توفیق دیں گے۔

اور جس نے اپنا مال دینے میں بخل سے کام لیا اور (خدا سے بے پرواہ رہا اور اچھی زندگی کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف والی زندگی (جہنم) کی توفیق دیں گے۔"

تشریح: یعنی اللہ کے یہاں یہ بات طے ہے کہ آدمی اپنے کن اعمال کی وجہ سے دوزخ کا مستحق ہو گا اور وہ کن اعمال کی وجہ سے جنت میں جائے گا' خدا نے اس "تقدیر" کو بڑی تفصیل سے قرآن مجید میں بیان کیا ہے اور حضور ﷺ نے بھی وضاحت سے پیش فرما دیا ہے' اب یہ آدمی کا کام ہے کہ وہ جہنم کی راہ پر چلنا پسند کرتا ہے یا جنت کی راہ پر' دونوں میں سے ایک کو اختیار کرنا یہ اس کی ذمہ داری ہے اور اس کی ذمہ داری اس لئے ہے کہ خدا نے اس کو ارادہ کی آزادی بخشی ہے اور راستہ کے انتخاب میں آزاد چھوڑا ہے۔ یہی آزادی اس کو سزا دلوائے گی اور اسی کی بدولت وہ جنت پائے گا۔ — لیکن بہت سے کند ذہن اپنی ذمہ داری کو خدا کے سر ڈال دیتے اور اپنے کو مجبور سمجھ لیتے ہیں۔

○ یہ بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہیں:

عَنْ اَبِیْ خِزَامَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ، قُلْتُ،
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْہَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقَاۃً
نَتَّقِیْہَا ھَلْ یَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئًا؟
قَالَ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ ۔ (ترمذی)

ترجمہ: ابی خزامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ:

"یہ دعا تعویذ جسے ہم اپنی بیماریوں کے سلسلے میں کرتے ہیں اور یہ دوائیں جو ہم اپنے مرض کو دور کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہ احتیاطی تدابیر جو ہم دکھوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے اختیار کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یہ سب چیزیں بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔"

تشریح: حضور ﷺ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ جس خدا نے یہ بیماری ہمارے مقدر میں لکھی، اسی خدا نے یہ بھی طے کیا کہ یہ فلاں دوا سے اور فلاں تدبیر سے دور کی جا سکتی ہے۔ خدا بیماری کا خالق بھی ہے اور اس کو دور کرنے والی دوا کا بھی، سب کچھ اس کے طے شدہ ضابطے اور قاعدہ قانون کے تحت ہے۔

○ تم خدا ہی کو اپنا مددگار بناؤ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ یَوْمًا فَقَالَ،
یَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ،
اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ، اِذَا سَاَلْتَ
فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِاجْتَمَعَتْ

عَنْ اَبِیْ خِزَامَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ، قُلْتُ،
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْھَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقَاۃً
نَتَّقِیْھَا ھَلْ یَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئًا؟
قَالَ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ ۔ (ترمذی)

ترجمہ: ابی خزامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ:

"یہ دعا تعویذ جسے ہم اپنی بیماریوں کے سلسلے میں کرتے ہیں اور یہ دوائیں جو ہم اپنے مرض کو دور کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہ احتیاطی تدابیر جو ہم دکھوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے اختیار کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یہ سب چیزیں بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔"

تشریح: حضور ﷺ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ جس خدا نے یہ بیماری ہمارے لئے لکھی' اسی خدا نے یہ بھی طے کیا کہ یہ فلاں دوا سے اور فلاں تدبیر سے دور کی جاسکتی ہے۔ خدا بیماری کا خالق بھی ہے اور اس کو دور کرنے والی دوا کا بھی' سب کچھ اس کے طے شدہ ضابطے اور قاعدہ قانون کے تحت ہے۔

○ تم خدا ہی کو اپنا مددگار بناؤ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ یَوْمًا فَقَالَ،
یَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ،
اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ، اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ، اِذَا سَأَلْتَ
فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِاجْتَمَعَتْ

عَنْ اَبِیْ خِزَامَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ، قُلْتُ،
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْهَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِهٖ وَتُقَاةً
نَتَّقِیْهَا هَلْ یَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَیْئًا؟
قَالَ هِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: ابی خزامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ:

"یہ دعا تعویذ جسے ہم اپنی بیماریوں کے سلسلے میں کرتے ہیں اور یہ دوائیں جو ہم اپنے مرض کو دور کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہ احتیاطی تدابیر جو ہم دکھوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے اختیار کرتے ہیں کیا یہ اللہ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یہ سب چیزیں بھی تو اللہ کی تقدیر میں سے ہیں۔"

تشریح: حضور ﷺ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ جس خدا نے یہ بیماری ہمارے لئے لکھی، اسی خدا نے یہ بھی طے کیا کہ یہ فلاں دوا سے اور فلاں تدبیر سے دور کی جاسکتی ہے۔ خدا بیماری کا خالق بھی ہے اور اس کو دور کرنے والی دوا کا بھی، سب کچھ اس کے طے شدہ ضابطے اور قاعدہ قانون کے تحت ہے۔

○ تم خدا ہی کو اپنا مددگار بناؤ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ،
یَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ کَلِمَاتٍ،
اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَأَلْتَ
فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ

عَلٰۤی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ اِلَّا قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰۤی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیْكَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہیں کہ ایک دن جب کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا:

اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں۔ (غور سے سن)

دیکھ تو خدا کو یاد رکھ تو خدا تجھے یاد رکھے گا۔ تو خدا کو یاد رکھ' تو خدا کو اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگے تو خدا سے مانگ۔ جب تو کسی مشکل میں مدد کا طالب ہو تو خدا سے مدد طلب کر' خدا کو اپنا مددگار بنا اور اس بات کا یقین کر کہ لوگ متحدہ طور پر تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ (یعنی کسی کے پاس دینے کو کچھ ہے ہی نہیں کہ دے گا' سب کچھ تو خدا کا ہے وہ جتنا دینے کا کسی کے حق میں فیصلہ کرتا ہے اتنا ہی ملتا ہے' چاہے جس ذریعہ سے ملے) اور اگر لوگ اکٹھا ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے' سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے۔

○ طاقتور مومن خدا کو زیادہ پسند ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ،

وَفِیْ كُلٍّ خَیْرٌ، اِحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُكَ،

وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ،

وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا،

وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ، مَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ "لَوْ" تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ۔

(مشکوٰۃ - ابوہریرہ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا:

طاقتور مومن بہتر اور خدا کو زیادہ پسند ہے بہ نسبت کمزور مومن کے اور دونوں ہی میں خیر و منفعت ہے۔

اور تو (آخرت میں) نفع دینے والی چیز کا حریص بن

اور اپنی مشکلات میں خدا سے مدد طلب کر اور ہمت نہ ہار۔

اور اگر تجھ پر کوئی مصیبت آپڑے تو یوں مت سوچ کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں ہو جاتا بلکہ یوں سوچ کہ اللہ نے یہ مقدر فرمایا جو اس نے چاہا وہ کیا

اس لئے کہ "لو" (اگر) شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔

تشریح: اس حدیث کے پہلے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو وہ مومن ہے جو جسمانی اور فکری قوت زیادہ رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی ساری قوت خدا کی راہ میں خرچ کرے گا تو دین کا کام اس کے ہاتھوں زیادہ انجام پائے گا بہ نسبت اس شخص کے جو کمزور ہے۔ خدا کی راہ میں وہ بھی اپنی قوتوں کو لگائے گا مگر اتنا کام نہیں کر سکتا جتنا پہلا آدمی کرتا ہے مگر دونوں چونکہ خدا کی راہ کے مسافر ہیں' اس لئے اس کمزور مومن کو تھوڑا کام کرنے کی وجہ سے انعام سے محروم نہ کیا جائے گا۔

دوسرے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ مومن اپنی ذہانت اپنی تدبیر و قوت کو سہارا نہیں بناتا' بلکہ اس پر جب مصیبت آتی ہے تو اس کا ذہن یوں سوچتا ہے کہ یہ مصیبت میرے رب کی طرف سے آئی ہے اور اس طرح یہ مصیبت اس کے توکل کو بڑھانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔


بن بلائے
مہمان
کھانسی، نزلہ اور زکام
سُعالین
ان شکایات کا علاج بھی اور ان سے
محفوظ رہنے کی تدبیر بھی
گلے کی خراش ہو یا کھانسی کی شکایت۔۔ اسے معمولی سمجھ کر
نظر انداز نہ کیجیے۔ یہ بیماری غفلت سے بڑھ جاتی ہے۔
گلے کی خراش اور کھانسی میں سُعالین کا
فوری استعمال شروع کر دیجیے۔
قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ
سُعالین
نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی کی مفید دوا
SUALIN
A HERBAL CURE FOR COUGH, COLD AND BRONCHITIS
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

○ آسان محاسبہ اور اس کے لئے دعا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ.
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَوَاتِهٖ،
اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا.
قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ مَا الْحِسَابُ الْيَسِيْرُ؟
قَالَ اَنْ يَّنْظُرَ فِيْ كِتَابِهٖ فَيَتَجَاوَزَ عَنْهُ،
اِنَّهٗ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَا عَائِشَةُ هَلَكَ. (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:
میں نے حضور ﷺ کو بعض نمازوں میں یہ دعا کرتے سنا۔
اللھم حاسبنی حسابا یسیرا "اے اللہ! مجھ سے آسان محاسبہ کیجیو۔"
"تو میں نے پوچھا (آسان محاسبہ) کا کیا مطلب ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "آسان محاسبہ یہ ہے کہ اللہ بندہ کا نامہ اعمال دیکھے اور اس کی برائیوں سے درگزر کرے۔"
پھر فرمایا۔ "اے عائشہؓ! جس کا حساب لیتے وقت ایک ایک چیز کی کرید کی گئی تو اس کی خیر نہیں۔"
تشریح: قرآن مجید اور دوسری احادیث میں صاف طور پر یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ پر چلتے ہیں اور بدی کی طاقتوں سے لڑتے رہتے ہیں' یہاں تک کہ لڑتے لڑتے ان کی زندگی کی مہلت ختم ہو جاتی ہے تو قیامت میں اللہ ان کی غلطیوں کو معاف کر

دے گا اور نیک کاموں کی قدر فرماتے ہوئے انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

○ قیامت کی شدت میں مومن سے نرم سلوک ہو گا:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رض اِنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ :
اَخْبِرْنِیْ مَنْ یَّقْوٰی عَلَی الْقِیَامِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ
وَجَلَّ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ،
فَقَالَ يُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْهِ كَالصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ
(مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ:

اس دن جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے یوم یقوم الناس لرب العالمین (اے مخاطب تو اس دن کا تصور کر جب لوگ حساب کتاب کے لئے رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔) اس دن بھلا کون لوگ کھڑے رہ سکیں گے۔ (جب کہ وہ ایک دن ہزار برس کے برابر ہو گا۔)

آپ ﷺ نے فرمایا۔ (اس دن کی سختی مجرموں اور باغیوں کے لئے ہے، انہیں وہ ایک ہزار برس کا معلوم ہو گا، مصیبت میں گرفتار آدمی کا دن لمبا ہوتا ہے، کاٹے نہیں کٹتا۔) وہ دن مومن کے لئے ہلکا ہو گا۔ صرف ہلکا ہی نہیں ہو گا بلکہ فرض نماز کی طرح اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے گا۔"

○ مومن غیر معمولی اخروی انعامات سے نوازا جائے گا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ (السجدہ آیت ۱۷) (بخاری مسلم)

(السجدہ آیت 17)

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
"میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا جس کے بارے میں کسی کان نے نہیں سنا اور کسی کے دل میں اس کا گزر تک نہیں ہوا۔ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:
فلا تعلم الی اجرہا "کوئی شخص نہیں جانتا کہ نیک بندوں کے لئے کتنی خوشیاں ہیں جو پوشیدہ رکھی گئی ہیں، قیامت میں ملیں گی۔"

○ جنت و دوزخ کے راستے کیسے ہیں؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ وَحُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جہنم کو لذتوں اور نفس کی خواہشوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جنت کو سختیوں اور مشقتوں سے گھیر دیا گیا ہے۔"

تشریح: مطلب یہ کہ جو شخص اپنے نفس کی پوجا کرے گا اور دنیا کی لذتوں میں پڑے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس کو جنت لینے کی تمنا ہو تو وہ کانٹوں بھری راہ اختیار کرے۔ اپنے نفس کو شکست دے کر اسے ہر مشقت اور ہر ناگواری کو اللہ کی خاطر گوارا کرنے پر

مجبور کرے، جب تک کوئی شخص اس دشوار گزار گھاٹی کو پار نہیں کرتا آرام و راحت کی جنت میں کیسے پہنچے گا؟

دوزخ اور جنت سے غافل نہ رہنا چاہیے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا۔

(ترمذی)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں نے جہنم کی آگ سے زیادہ خطرناک چیز کوئی نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور جنت سے زیادہ عمدہ چیز نہیں دیکھی کہ جس کا چاہنے والا سو رہا ہے۔"

تشریح: مطلب یہ کہ جیسے کسی خطرناک چیز کو دیکھنے کے بعد آدمی کی نیند اڑ جاتی ہے، وہ اس سے بھاگتا ہے اور جب تک اطمینان نہ ہو جائے سوتا نہیں، اسی طرح جس کو کسی اچھی چیز کی فکر ہو جاتی ہے تو جب تک وہ مل نہ جائے نہ سوتا ہے نہ چین سے بیٹھتا ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو جنت کی تمنا کرنے والے سو کیوں رہے ہیں؟ یہ جہنم سے بھاگنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ جس کو کسی چیز کا ڈر ہوتا ہے وہ بے خبر نہیں سوتا اور جس کے اندر اچھی چیز کی تڑپ ہوتی ہے وہ چین سے نہیں بیٹھتا۔

دین میں نئی باتیں داخل کرنے والے کوثر سے محروم رہیں گے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا،

لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ،

فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ،

فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ،

فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ۔ (بخاری مسلم۔ سہل بن سعد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے (اپنی امت کو خطاب کرکے) ارشاد فرمایا:

"میں حوض (کوثر) پر تم سے پہلے پہنچ کر تمہارا استقبال کروں گا اور تمہیں پانی پلانے کا انتظام کروں گا۔ جو میرے پاس آئے گا کوثر کا پانی پیئے گا اور جو پیئے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔

اور کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے میں انہیں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے لیکن انہیں میرے پاس پہنچنے سے روک دیا جائے گا۔

تو میں کہوں گا' یہ میرے آدمی ہیں۔ (انہیں مجھ تک آنے دو)

تو جواب میں مجھ سے کہا جائے گا کہ "آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے دین میں کتنی نئی چیزیں (بدعات) داخل کردی ہیں۔

تو (یہ سن کر) میں کہوں گا' دوری ہو' دوری ہو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد دین کے نقشہ کو بدل ڈالا۔"

تشریح: یہ حدیث اپنے اندر سب سے بڑی بشارت بھی رکھتی ہے اور بہت بڑا ڈراوا

بھی۔ بشارت یہ کہ حضور ﷺ ان لوگوں کا استقبال فرمائیں گے جنہوں نے آپ کے لائے ہوئے دین کو بلا کمی بیشی کے قبول کیا اور اس پر عمل کیا اور جو لوگ جان بوجھ کر دین میں نئی چیزیں دین کے نام پر داخل کریں گے تو ایسے لوگ حضور تک پہنچنے اور کوثر کا پانی پینے سے محروم رہ جائیں گے۔

○ شفاعت رسول ﷺ کا مستحق کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ،

اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ۔ (بخاری)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن میری شفاعت وہ حاصل کر سکے گا جس نے دل کے پورے خلوص کے ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا ہو گا۔"

تشریح: حضور ﷺ کا یہ ارشاد اپنے الفاظ کے لحاظ سے نہایت مختصر ہے لیکن اپنے معنی کے لحاظ سے بہت وسیع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے توحید اختیار نہ کی، جس نے اسلام کو قبول نہ کیا، جو شرک کی گندگی ہی میں پڑا رہا، اس کو حضور ﷺ کی شفاعت حاصل نہ ہو گی اسی طرح جس نے زبان سے تو کلمہ کہا اور دین میں داخل ہوا لیکن دل سے اس کو سچا نہ جانا، وہ بھی حضور ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

حضور ﷺ صرف ان لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے جو دل سے ایمان لائے ہوں، جو توحید کی حقانیت پر یقین رکھتے ہوں جیسا کہ دوسری حدیث میں مستیقنا بہا قلبہ کے الفاظ آئے ہیں۔ پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ یقین، عمل پر ابھارتا ہے۔ آدمی کو اپنے بچہ کے کنوئیں میں گرنے کی اطلاع ملتی ہے تو جونہی اسے اس خبر پر یقین آتا ہے اسی

وقت فکر مند ہو کر اس کی جان بچانے کے لئے دوڑ پڑتا ہے۔ یہی حال قلبی ایمان کا ہے' یہ آدمی کے اندر نجات کی فکر پیدا کرتا اور عمل پر ابھارتا ہے

○ قیامت کے دن قرابت کام نہ آئے گی:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،
یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَیْئًا
وَیَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَیْئًا،
یَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللهِ شَیْئًا،
یَا صَفِیَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللهِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَیْئًا،
وَیَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ
مِنَ اللهِ شَیْئًا۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا (جب سورۂ شعراء کی آیت وانذر عشیرتک الاقربین "اپنے قریبی اہل خاندان کو ڈراؤ" نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے قریش کو جمع کیا اور فرمایا:

"اے گروہ قریش! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرو' میں خدا کے عذاب کو تم سے ذرا بھی نہیں ٹال سکتا۔

اے عبد مناف کے خاندان والو! میں تم سے اللہ کے عذاب کو کچھ بھی نہیں ٹال سکتا

اے عباسؓ بن عبد المطلب (حقیقی چچا) میں اللہ کے عذاب کو تم سے ذرا بھی نہیں ہٹا سکتا

اے صفیہؓ (رسول اللہ ﷺ کی حقیقی پھوپھی) میں تم سے اللہ کے عذاب کو ذرا

بھی نہیں ہٹا سکتا۔

اے میری بیٹی فاطمہ ؓ! تو میرے مال میں سے جتنا مانگے' میں دے سکتا ہوں لیکن اللہ کے عذاب کو تجھ سے نہیں ٹال سکتا۔ (پس اپنے آپ کو بچانے کی فکر کر کہ ایمان اور عمل ہی وہاں کام آئیں گے۔)"

○ مومن خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا:

• عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی شَابٍّ وَّھُوَ فِی الْمَوْتِ،
فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُکَ؟
قَالَ اَرْجُوا اللّٰہَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ،
فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبٍ فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ
اللّٰہُ مَا یَرْجُوْا مِنْہُ وَاٰمَنَہٗ مِمَّا یَخَافُ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک نوجوان کے پاس گئے جب کہ وہ مرنے کے قریب تھا۔

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "اس حالت میں تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟"

اس نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ میں اللہ کی رحمت کی امید رکھتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کا بھی ڈر لگا ہوا ہے۔"

نبی ﷺ نے فرمایا۔ "اس طرح کے موقع پر (یعنی جان کنی کے وقت) جس شخص کے دل میں یہ دونوں طرح کے خیالات ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توقع کو پورا کرے گا اور جس چیز سے ڈر رہا ہے اس سے محفوظ رکھے گا۔ (یعنی جہنم کے عذاب سے بچائے گا اور اپنی رحمت کے گھر میں داخل کرے گا۔)"

تشریح: یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ مومن خدا کی رحمت سے نہ تو مایوس ہوتا ہے اور نہ گناہوں کے نتائج سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ یہی بات ہے جو بعض بزرگوں نے ان الفاظ میں کہی ہے۔ "ایمان' ڈر اور امید کے درمیان ہے۔" رحمت خداوندی کی امیدداری اعمال صالحہ پر ابھارتی ہے اور گناہوں کے نتائج کا ڈر نافرمانیوں سے بچاتا اور توبہ و استغفار کی طرف لے جاتا ہے۔

○ ہر حقدار کو اس کا حق دو:

رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَىٰ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ. أَلَا إِنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ فَرَائِضَ وَسَنَّ سُنَنًا، وَأَحَلَّ حَلَالًا، وَحَرَّمَ حَرَامًا، وَشَرَعَ الدِّيْنَ فَجَعَلَهُ سَهْلًا سَمْحًا وَّاسِعًا وَّلَمْ يَجْعَلْهُ ضَيِّقًا۔ (معجم طبرانی۔ ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں یہ کہا:

"اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کا حق متعین کر دیا ہے (پس صاحب حق کو اس کا حق دو) سنو! اللہ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں (انہیں ادا کرو) اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں (پس ان طریقوں پر چلو) کچھ چیزیں حلال کی ہیں (انہیں استعمال کرو) کچھ چیزیں حرام کی ہیں (ان کے قریب مت جانا) تمہارے لئے اس نے جو دین تجویز کیا ہے وہ آسان اور ہموار ہے' وسیع اور کشادہ ہے' تنگ نہیں ہے۔"

تشریح: آخری فقرے کا مطلب یہ ہے کہ دین اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے تمہاری زندگی تنگ ہو کر نہیں رہ جائے گی اور نہ انسانی ارتقاء کی راہ میں یہ احکام رکاوٹ

بنتے ہیں' دین کی شاہراہ ہموار اور کشادہ ہے۔

○ قرآن کو مضبوطی سے تھامو:

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ قَالَ:

خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

اَلَیْسَ تَشْھَدُوْنَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟

قَالُوْا بَلٰی

قَالَ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ طَرَفُہٗ بِیَدِ اللّٰہِ، وَطَرَفُہٗ بِاَیْدِیْکُمْ فَتَمَسَّکُوْا بِہٖ

فَاِنَّکُمْ لَنْ تَضِلُّوْا، وَلَنْ تَھْلِکُوْا بَعْدَہٗ اَبَدًا۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں؟"

لوگوں نے جواب دیا۔ "ہاں ہم لوگ ان دونوں باتوں کی شہادت دیتے ہیں۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس قرآن کا ایک سرا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے پس قرآن کو مضبوطی سے تھامو تو تم سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکو گے اور نہ اس کے بعد ہلاکت سے دوچار ہو گے۔"

تشریح: یہ حدیث واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کی بہترین تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو حبل اللہ کہا ہے یعنی خدا تک پہنچنے' اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دنیا و آخرت دونوں میں اس کی رحمت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ قرآن ہے۔

اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فِیْ حِجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ:
اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَّا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا، کِتَابَ اللّٰهِ
وَسُنَّةَ نَبِیِّهٖ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری حج میں تقریر کی آپ ﷺ نے فرمایا۔۔۔"میں تمہارے لئے وہ چیز چھوڑ کر جارہا ہوں کہ جسے اگر تم نے مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کا طریقہ۔"

احیاء سنت کے لئے اجر:

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ یَوْمًا اِعْلَمْ یَا بِلَالُ،
قَالَ مَا اَعْلَمُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟
قَالَ اِعْلَمْ اَنَّ مَنْ اَحْیَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِیْ کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ مَنْ
عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً
ضَلَالَةً لَا یَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ کَانَ عَلَیْهِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا
لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِ النَّاسِ شَیْئًا۔ (ترمذی)

ترجمہ: عمرو ابن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن بلال ابن حارث سے کہا۔ "اے بلال! جان لو۔۔"

انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کس چیز کے جاننے کا آپ ﷺ مجھے حکم دیتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس بات کو جان لو کہ جو میری سنتوں میں سے کسی سنت کو اس کے مٹ جانے کے بعد رائج کریں گے تو ان کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو لوگ کوئی نئی بات از قسم گمراہی دین میں رائج کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مرضی کے خلاف ہو گی تو ان کو اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے برابر سزا ملے گی اور عمل کرنے والوں کی سزاؤں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی"

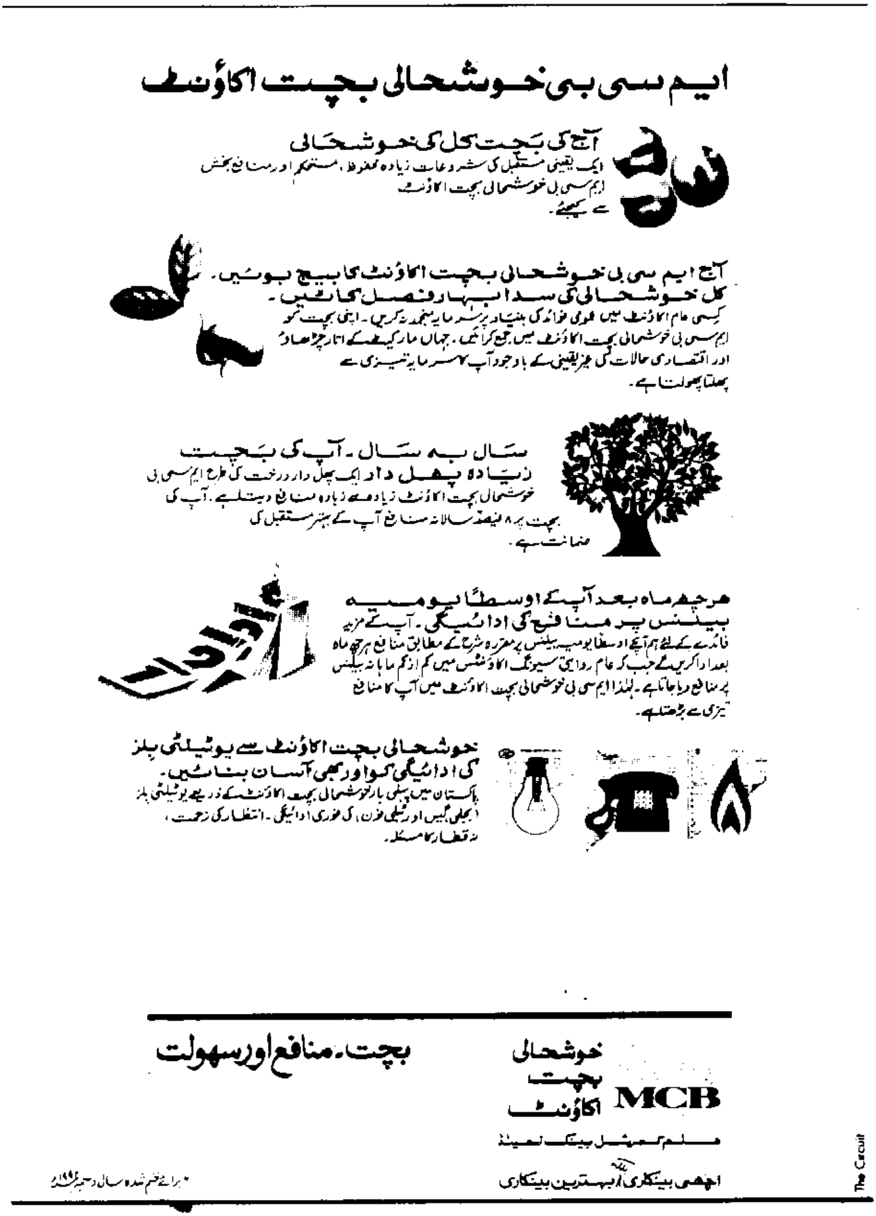
○ اتباع سنت کا غیر معمولی اجر:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهٗ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا "جو شخص میری امت کے عام بگاڑ کے زمانے میں میرے طریقے پر چلے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر اجر اور انعام ملے گا۔"

تشریح: اتنا بڑا انعام اس کو اس لئے ملے گا کہ اس کا ماحول اس کے لئے سازگار نہیں تھا' اس کی راہ میں ہر طرف کانٹے ہی کانٹے تھے لیکن اس کے باوجود اس نے لوگوں کی پسندیدہ غلط راہ نہیں اختیار کی بلکہ اس نے اپنی پوری زندگی سے اس بات کی شہادت دی کہ نبی ﷺ کی بتائی ہوئی راہ ہی راہ نجات ہے۔


ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ
آج کی بچت کل کی خوشحالی
ایک یقینی مستقبل کی شروعات زیادہ محفوظ، مستحکم اور منافع بخش ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ سے کیجئے۔
آج ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ کا بیج بوئیں۔ کل خوشحالی کی سدابہار فصل کاٹیں۔
کسی عام اکاؤنٹ میں فوری فوائد کی بنیاد پر سرمایہ منجمد نہ کریں۔ اپنی بچت کو ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ میں جمع کرائیں۔ جہاں مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ اور اقتصادی حالات کی غیر یقینی کے باوجود آپ کا سرمایہ تیزی سے پھلتا پھولتا ہے۔
سال بہ سال۔ آپ کی بچت زیادہ پھل دار
ایک پھل دار درخت کی طرح ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ زیادہ سے زیادہ منافع دیتا ہے۔ آپ کی بچت پر ۸ فیصد سالانہ منافع آپ کے بہتر مستقبل کی ضمانت ہے۔
ہر چھ ماہ بعد آپ کے اوسطاً یومیہ بیلنس پر منافع کی ادائیگی۔
آپ کے مزید فائدے کے لئے ہم آپ کے اوسطاً یومیہ بیلنس پر مقررہ شرح کے مطابق منافع ہر چھ ماہ بعد ادا کریں گے جب کہ عام روایتی سیونگ اکاؤنٹس میں کم از کم ماہانہ بیلنس پر منافع دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایم سی بی خوشحالی بچت اکاؤنٹ میں آپ کا منافع تیزی سے بڑھتا ہے۔
خوشحالی بچت اکاؤنٹ سے یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی کو اور بھی آسان بنائیں۔
پاکستان میں پہلی بار خوشحالی بچت اکاؤنٹ کے ذریعے یوٹیلٹی بلز (بجلی، گیس اور ٹیلی فون) کی فوری ادائیگی۔ انتظار کی زحمت، نہ قطار کا مسئلہ۔
بچت۔ منافع اور سہولت
خوشحالی
بچت
اکاؤنٹ
MCB
مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ
اچھی بینکاری / بہترین بینکاری
* برائے ختم شدہ سال دسمبر ۱۹۹۰ء
The Circuit

حسن معاملہ

○ ہاتھ کی کمائی سب سے بہتر ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

"مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ،

وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ"

(بخاری: مقدام بن معدیکربؓ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا

اور اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے"

تشریح: اس حدیث کا مقصود گداگری اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے روکنا ہے۔ یہ اس بات کی تعلیم ہے کہ آدمی کو اپنی روزی خود کمانی چاہیے کسی شخص پر بار بن کر زندگی نہ گزارنی چاہیے

○ رزق حلال کمانے والے کی دعا ہی قبول ہوتی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

"اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا،

وَاِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا

الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ،

ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی

السَّمَاءِ يَارَبِّ،
وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ
فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ، (مسلم، ابو ہریرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالٰی پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے۔"

اور اللہ تعالٰی نے مومنین کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے چنانچہ اس نے فرمایا۔ "اے پیغمبرو! پاکیزہ روزی کھاؤ اور نیک عمل کرو۔" اور مومنین کو خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے اہل ایمان جو پاک اور حلال چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں، وہ کھاؤ۔"

پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر آتا ہے، غبار سے اٹا ہوا ہے، گرد آلود ہے اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے۔ "اے میرے رب! (اور دعائیں مانگتا ہے)۔"

حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام پر ہی وہ پلا ہے۔

تو ایسے شخص کی دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں پہلی بات یہ کہی گئی کہ خدا صرف وہی صدقہ قبول کرتا ہے جو پاک اور جائز کمائی کا ہو، حرام مال اگر اس کی راہ میں خرچ کیا جائے تو وہ اسے قبول نہیں کرتا۔

دوسری بات یہ فرمائی گئی کہ جس آدمی کی کمائی حرام ہو یا ناجائز طریقے سے حاصل کی گئی ہو تو اس کی دعا اللہ تعالٰی قبول نہیں کرتا۔

حلال و حرام سے لاپرواہی:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ۔ (بخاری، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آجائے گا جس میں آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو مال کمایا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔"

حرام کمائی کسی کام نہ آئے گی:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ،

لَا یَکْسِبُ عَبْدٌ، مَالَ حَرَامٍ فَیَتَصَدَّقُ مِنْہُ فَیُقْبَلُ مِنْہُ،

وَلَا یُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَكُ لَہٗ فِیْہِ،

وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَھْرِہٖ اِلَّا کَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِ،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْحُو السَّیِّیَٔ بِالسَّیِّیِٔ وَلٰکِنْ یَّمْحُو السَّیِّیَٔ بِالْحَسَنِ، اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُو الْخَبِیْثَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی بندہ حرام مال کمائے، پھر اس میں سے خدا کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

اور اگر اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہوگا۔

اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ بنے گا۔
اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا ہے بلکہ برے عمل کو اچھے عمل سے مٹاتا ہے' خبیث' خبیث کو نہیں مٹاتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی کا کام جائز طریقے سے کیا جائے گا تب وہ نیک کام سمجھا جائے گا۔ مقصد بھی پاک ہونا چاہئے اور اس کا ذریعہ بھی پاک ہونا چاہئے۔

○ دیانتدارانہ تجارت سب سے اچھی کمائی ہے:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ،
قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟
قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: رافع ابن خدیج فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا
"اے اللہ کے رسول ﷺ! سب سے زیادہ اچھی کمائی کون سی ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور وہ تجارت جس میں تاجر بے ایمانی اور جھوٹ سے کام نہیں لیتا۔"

○ خرید و فروخت میں نرمی اور خوش اخلاقی کا اجر:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ،
رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى۔ (بخاری جابرؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:
"اس شخص پر اللہ رحم فرمائے جو نرمی اور خوش اخلاقی برتتا ہے' خریدنے میں اور

بیچنے میں اور اپنے قرض کا تقاضا کرنے میں۔"

○ صادق اور امین تاجر کا مقام:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ
اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ۔
(ترمذی، ابو سعید خدری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔"

تشریح: تجارت بظاہر ایک دنیادارانہ کام ہے لیکن اگر اس میں سچائی اور دیانتداری برتی جائے تو وہ عبادت بن جاتی ہے اور ایسے تاجر کو خدا کے پاکباز بندوں یعنی انبیاء علیہم السلام، صدیقوں کو اور خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کا ساتھ نصیب ہو گا۔"

صدیق سے مراد وہ مومن ہے جس کی زندگی سچائی میں گزری ہو جس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے کئے گئے عہد کو زندگی بھر نبھایا ہو جس کی زندگی میں قول و عمل کا تضاد نظر نہ آئے۔

○ تجارت میں تقویٰ اختیار کرنے والوں کا مقام:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلتُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا،
اِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ۔ (ترمذی۔ رفاعہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔
سوائے ان تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ اختیار کیا (یعنی خدا کی نافرمانی سے بچے رہے) اور نیکی اختیار کی (یعنی لوگوں کو پورا حق دیا) اور سچائی کے ساتھ معاملہ کیا۔"

○ مال بیچنے میں کثرت سے قسمیں نہ کھاؤ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ۔ (مسلم، ابوقتادہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے (تاجروں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔)
"اپنے مال کو بیچنے میں کثرت سے قسمیں کھانے سے بچو۔ یہ چیز (وقتی طور پر) تو تجارت کو فروغ دیتی ہے لیکن آخر کار برکت کو ختم کر دیتی ہے۔"

تشریح: تاجر اگر گاہک کو قیمت وغیرہ کے سلسلہ میں قسم کے ذریعہ یقین دلائے کہ اس کی یہی قیمت ہے اور یہ مال بہت اچھا ہے تو وقتی طور پر تو ممکن ہے کچھ گاہک دھوکہ کھا جائیں اور خرید لیں لیکن جب ان پر بعد میں حقیقت کھلے گی تو پھر کبھی وہ اس دوکان کا رخ نہیں کریں گے اور اس طرح اس تاجر کی تجارت ٹھپ ہو کر رہ جائے گی۔

○ تجارت میں جھوٹی قسمیں نہ کھاؤ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ،

قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

وَالْمُسْبِلُ،

وَالْمَنَّانُ،

وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔ (مسلم، ابوذر غفاری)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو بات کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک و صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب دے گا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ایک وہ شخص جو از راہ غرور و تکبر اپنے تہ بند کو ٹخنوں کے نیچے تک لٹکاتا ہے۔

دوسرے وہ شخص جو احسان جتاتا ہے۔

تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنے مال تجارت کو فروغ دیتا ہے۔"

تشریح: بات نہ کرنے اور نہ دیکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گا اس کے ساتھ محبت و شفقت کا معاملہ نہ کرے گا۔

تہ بند و پاجامہ کے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی یہ وعید صرف اس شخص کے لئے ہے جو غرور و تکبر کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ رہا وہ شخص جو ٹخنوں سے نیچے تو پہنتا ہے لیکن اسے بڑائی کا غرور نہیں ہے تو اس کا بھی یہ فعل گناہ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے مومنین کو ٹخنوں کے نیچے پہننے سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ پس ایسا شخص بھی گنہگار ہو گا اگرچہ پہلے کے مقابلہ میں اس کا گناہ ہلکا ہو گا۔

صدقہ تجارتی لغزشوں کا کفارہ ہے:

عَنْ قَيْسِ اَبِیْ غَرْزَةَ قَالَ،

كُنَّا نُسَمّٰى فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَاسِرَةَ،

فَمَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاِسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ فَقَالَ،

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْهُ

بِالصَّدَقَةِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت قیسؓ ابو غزرہ فرماتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ کے زمانہ میں ہم تاجر لوگوں کو "سماسرہ" کہا جاتا تھا تو حضور ﷺ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے اس نام سے بہتر نام دیا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اے تاجروں کے گروہ! مال کے بیچنے میں 'لغو بات کہنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان ہوتا ہے تو تم لوگ اپنی تجارت میں صدقہ کی آمیزش کرو۔"

تشریح: حضور ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تجارت میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ آدمی نادانستہ طور پر بھی لایعنی باتیں کر جاتا ہے اور کبھی جھوٹی قسم کھا لیتا ہے۔ اس لئے تاجروں کو چاہئے کہ وہ خصوصی طور پر خدا کی راہ میں صدقہ کرنے کا اہتمام کریں تاکہ یہ چیز ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا کفارہ بنے۔

تجارت بڑا نازک کاروبار ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْكَيْلِ وَالْمِيْزَانِ،

اِنَّكُمْ قَدْ وُلِّيْتُمْ اَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيْهِمَا الْاُمَمُ السَّابِقَةُ

قَبْلَكُمْ۔ (ترمذی، ابن عباس)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ناپ اور تول والے تاجروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:
"تم لوگ دو ایسے کاموں کے ذمہ دار بنائے گئے ہو جن کی وجہ سے تم سے پہلے گزری ہوئی قومیں ہلاک ہوئیں۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اگر ناپ اور تول میں تم نے غلط طریقے اختیار کئے یعنی لینے کے پیمانے اور بنائے اور دینے کے اور تو یہ تمہاری تباہی کا باعث ہوگا اور پوری تباہی کا باعث ہوگا۔ قرآن مجید میں ان تاجر پیشہ قوموں کا حال بیان ہوا ہے جو ناپ تول میں کمی کرتی تھیں۔ ان کو صحیح بات بتائی گئی لیکن وہ نہ مانیں اور بالآخر وہ تباہ ہوئیں۔

○ ذخیرہ اندوزی گناہ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ۔

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:
"جس شخص نے احتکار کیا تو وہ گناہگار ہے۔"

تشریح: احتکار کے معنی ہیں ضرورت کی اشیاء کو روک لینا اور بازار میں نہ لانا اور قیمتوں کے خوب چڑھنے کا انتظار کرنا اور جب قیمتیں چڑھ جائیں تو مال کو باہر نکالنا اور خوب پیسہ وصول کرنا۔ یہ ذہنیت تاجر لوگوں میں ہوتی ہے اس لئے نبی ﷺ نے اس ذہنیت کو روکا کیونکہ یہ ذہنیت آدمی کو سنگ دل اور بے رحم بناتی ہے اور اسلام بنی نوع انسان کے ساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ احتکار جس سے روکا گیا ہے، صرف غلہ کے لئے مخصوص

ہے اور دوسری اشیاء ضرورت کو اگر بازار میں تاجر نہیں لاتے تو ان کا یہ فعل اس وعید کی زد میں نہیں آتا۔ اس کے مقابل دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ یہ صرف غلہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام اشیاء ضرورت کو اس نیت سے روکنے والا گنہگار ہے اور اس وعید کا مستحق ہے۔

○ ذخیرہ اندوزی کرنے والا لعنت کا مستحق ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،
اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ،
وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔ (سنن ابن ماجہ، عمرؓ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
وہ شخص جو اشیاء ضرورت کو نہیں روکتا بلکہ وقت پر بازار میں لاتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے اور اسے اللہ رزق دے گا۔
اور وہ شخص جو احتکار کرتا ہے وہ لعنت کا مستحق ہے۔

○ ذخیرہ اندوز بدفطرت ہے:

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ،
بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَکِرُ،
اِنْ اَرْخَصَ اللّٰہُ الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِنْ اَغْلَاھَا فَرِحَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:
"کتنا برا ہے اشیاء ضرورت کو روک لینے والا آدمی"

اُ۔ اللہ چیزوں کے نرخ کو سستا کرتا ہے تو اسے غم ہوتا ہے اور جب قیمتیں چڑھ جاتی ہیں تو خوش ہوتا ہے"

○ خراب مال تجارت کا عیب بیان کرنا چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّبِيْعَ شَيْئًا اِلَّا بَيَّنَ مَا فِيْهِ،
وَلَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَّعْلَمُ ذٰلِكَ اِلَّا بَيَّنَهُ۔ (منتقی۔ واثلہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"نہیں جائز ہے کسی شخص کے لئے کہ وہ کوئی چیز بیچے مگر یہ کہ جو کچھ اس کے اندر عیب ہے' اسے بیان کر دے
اور نہیں جائز ہے کسی کے لئے جو اس عیب کو جانتا ہو مگر یہ کہ اسے صاف صاف کہہ دے۔"

تشریح: اس حدیث میں تاجر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بیچتے وقت اپنی چیز کے عیب خریدار کے سامنے رکھ دے۔ اس طرح دوکان پر اگر کوئی ایسا آدمی کھڑا ہے جو اس چیز کے عیب سے واقف ہے تو اس کو چاہئے کہ خریدار کو صاف صاف بتا دے۔

حضور ﷺ ایک تاجر کے پاس سے گزرے' وہ غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ غلہ کے اندر ڈالا' اندر کا حصہ پانی سے تر تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا؟ اس نے کہا' حضور ﷺ بارش سے بھیگ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا' پھر اسے اوپر کیوں نہ رکھا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا' جو لوگ ہم سے دھوکا کریں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

○ تنگ دست قرض دار کو مہلت دینے کا بڑا اجر ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ

كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا

تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا۔

قَالَ فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

ایک آدمی لوگوں کو قرضہ دیا کرتا تھا پھر وہ اپنے کارندے کو جسے وہ قرضہ کی وصولی کے لئے بھیجتا' یہ ہدایت دیتا کہ اگر تو کسی تنگدست قرض دار کے پاس پہنچے تو اس کو معاف کر دینا شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ درگزر کا معاملہ کر دے۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص جب اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ کیا۔

○ تنگدست قرض دار کو مہلت دینا قیامت کے غم سے بچاتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ۔ (مسلم، ابوقتادہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہئے کہ تنگدست قرض دار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے۔"

○ مسلمان بھائی کے قرض کی ادائیگی کا اجر:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَۃٍ لِیُصَلِّیَ عَلَیْھَا، فَقَالَ

هَلْ عَلٰی صَاحِبِکُمْ دَیْنٌ؟

قَالُوْا نَعَمْ،

قَالَ هَلْ تَرَکَ لَهٗ مِنْ وَّفَآءٍ؟

قَالُوْا لَا، قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ،

قَالَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیَّ دَیْنُهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَعْنَاهُ،

وَقَالَ فَکَّ اللّٰہُ رِھَانَکَ مِنَ النَّارِ کَمَا فَکَکْتَ رِھَانَ اَخِیْکَ الْمُسْلِمِ،

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ یَّقْضِیْ عَنْ اَخِیْهِ دَیْنَهٗ اِلَّا فَکَّ اللّٰہُ رِھَانَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (شرح السنۃ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں نماز پڑھانے کے لئے ایک جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا:

"اس مرنے والے پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟"

لوگوں نے کہا۔ "ہاں! اس پر قرض ہے۔"

آپ ﷺ نے پوچھا کہ "اس نے کچھ مال چھوڑا ہے کہ جس سے یہ قرض ادا کیا جا سکے؟"

لوگوں نے کہا۔ "نہیں!"

تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تم لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں

گا۔ ۱"

حضرت علیؓ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس قرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔" تب آپ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی اور فرمایا (جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے۔)

"اے علیؓ! اللہ تعالیٰ تجھے آگ سے بچائے اور تیری جان بخشی ہو جیسے کہ تو نے اپنے اس مسلمان بھائی کے قرض کی ذمہ داری لے کر اس کی جان چھڑائی

کوئی بھی مسلمان آدمی ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرے مگر یہ کہ اللہ قیامت کے دن اس کو رہائی بخشے گا۔"

○ قیامت میں مقروض کو معافی نہیں ملے گی:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

یُغْفَرُ لِلشَّھِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ۔ (مسلم، عبداللہ بن عمروؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"وہ شخص جس نے خدا کی راہ میں جان دی ہے اس کا ہر گناہ معاف ہو جائے گا سوائے قرض کے۔"

تشریح: اس سے قرض ادا کرنے کی اہمیت خوب واضح ہوتی ہے جس شخص نے اپنی جان تک خدا کی راہ میں قربان کر دی۔ اس کے اوپر اگر کسی کا قرضہ ہے اور دے کر نہیں آیا ہے' وہ معاف نہ ہو گا کیونکہ یہ بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک قرض خواہ معاف نہ کرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرے گا۔

اگر آدمی دینے کی نیت رکھتا ہو اور مر جائے اور ادا نہ کر سکے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صاحب حق کو بلائے گا اور معاف کرنے کے لئے اس سے کہے گا اور اس کے بدلے

اسے جنت کی نعمتیں دینے کا وعدہ کرے گا تو صاحب حق اپنے حق کو معاف کر دے گا لیکن اگر کسی نے باوجود قدرت رکھنے کے ادا نہیں کیا اور صاحب حق کو اس کا حق نہیں لوٹایا' یا دنیا میں اس سے معاف نہیں کرایا تو اس کی معافی کی قیامت میں کوئی صورت نہیں۔

○ بہترین آدمی حسن ادائیگی کرنے والا ہے:

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ،

اِسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکْرًا فَجَاءَتْہُ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَۃِ قَالَ

اَبُوْ رَافِعٍ،

فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقْضِیَ الرَّجُلَ بَکْرَہٗ،

فَقُلْتُ لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِیَارًا رَبَاعِیًا،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطِہٖ اِیَّاہُ فَاِنَّ خَیْرَ النَّاسِ اَحْسَنُہُمْ قَضَاءً۔

(مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نو عمر اونٹ کسی سے قرض لیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوۃ کے کچھ اونٹ آئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اس آدمی کا نو عمر اونٹ ادا کر دوں۔

میں نے کہا۔ "ان اونٹوں میں صرف ایک اونٹ ہے جو بہت عمدہ ہے اور سات سال کا ہے"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "وہی اسے دے دو' اس لئے کہ بہترین آدمی وہ ہے جو بہترین طریقہ پر قرض ادا کرتا ہو۔"

○ مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ۔

مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ ،

فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُکُمْ عَلٰی مَلِیٍّ فَلْیَتْبَعْ ۔ (بخاری و مسلم ـــــ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مالدار قرض دار کا قرضہ ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

اور اگر قرض دار کہے کہ تم اپنا قرضہ فلاں خوشحال آدمی سے لے لو تو خواہ مخواہ قرض دار کے سرپر سوار نہ رہنا چاہیے' اس کی یہ بات مان لے اور جس کا اس نے حوالہ دیا ہے اس سے جاکر لے لے

تشریح: یعنی آدمی کے پاس قرض ادا کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے اور وہ کہتا ہے کہ جاؤ فلاں شخص سے لے لو' ہمارے اس کے درمیان بات چیت ہو چکی ہے' وہ ادا کرنے پر راضی ہے تو قرض خواہ کو نہ چاہیے کہ وہ کہے کہ میں تو تجھی سے لوں گا میں کسی اور کو کیا جانوں بلکہ اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے جس کا وہ حوالہ دے رہا ہے اس سے وصول کرے۔

○ ادائیگی قرض میں نیت کا بڑا اثر ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ،

مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَاءَھَا اَدَّی اللّٰہُ عَنْہُ ،

وَمَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَافَھَا اَتْلَفَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ ۔ (بخاری ۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ:

نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو لوگوں کا مال (بطور قرض) لے اور وہ نیت اس کے ادا کرنے کی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دے گا۔

اور جس شخص نے مال بطور قرض لیا اور نیت ادا کرنے کی نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس وجہ سے تباہ کر دے گا۔"

○ بالشت بھر زمین بھی زبردستی لینے کی سزا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ۔ (بخاری، مسلم، سعید بن زید)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلماً (زبردستی) لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالے گا

○ کسی کا مال زبردستی نہ لینا چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

اَلَا لَا تَظْلِمُوْا،

اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ۔ (بیہقی)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"سنو! ظلم نہ کرو'
خبردار! کسی آدمی کا مال جائز نہیں ہے مگر اس وقت جب کہ صاحب مال اپنی خوشی سے دے ..."

○ ادھار' شیر دار جانور' قرض اور ضامن کا حکم:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ ،

وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ ،

وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ ،

وَالْكَفِيْلُ غَارِمٌ۔ (ترمذی۔ ابوامامہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

عاریتاً ادا کی جائے گی اور

منحتہ واپس کی جائے گی اور

قرض ادا کیا جائے گا اور

ضمانت لینے والا ضمانت ادا کرے گا۔

تشریح: عاریتاً کے معنی ادھار کے ہیں یعنی جو چیز کسی سے آپ بطور ادھار کے مانگ لائیں تو اسے ادا کرنا ہو گا اور منحتہ کے معنی شیر دار اونٹنی کے ہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ مالدار لوگ اپنے عزیزوں' رشتہ داروں یا دوستوں کو دودھ استعمال کرنے کے لئے اونٹنی دیتے تھے۔ تو آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ دودھ پینے کے لئے جو جانور کسی کو دیا جائے تو جب اس کا دودھ ختم ہو جائے تو جانور اصل مالک کو لوٹایا جائے گا اور قرضہ ادا کیا جائے گا۔ اسے ہضم نہیں کیا جا سکتا اور جو کوئی شخص کسی کا ضامن ہے تو

اس سے وصول کیا جائے گا۔

○ خائن سے بھی خیانت نہ کرنی چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ،

وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ (ترمذی۔ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے تمہیں قابل اعتماد جان کر اپنی امانت تمہارے پاس رکھی ہے' اس کی امانت واپس کر دو...

اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو (بلکہ اپنے حق کو وصول کرنے کے لئے دوسرے جائز طریقے اختیار کرو۔"

○ خیانت میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَا لَمْ یَخُنْ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ،

فَاِذَا خَانَہٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِھِمَا (وَفِیْ رِوَایَةٍ) وَجَاءَ الشَّیْطَانُ۔

(ابوداؤد۔ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک کسی کاروبار کے دو ساجھی باہم خیانت نہ کریں'

میں ان کے ساتھ رہتا ہوں۔

لیکن جب ایک شریک دوسرے شریک سے خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے نکل آتا ہوں (اور ایک روایت میں ہے) اور شیطان آجاتا ہے۔"

تشریح: یعنی کاروبار میں شریک لوگ جب تک آپس میں خیانت اور چالبازی نہیں کرتے تب تک اللہ ان کی مدد کرتا ہے' ان پر رحمت کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں اور باہمی تعلقات میں برکت عطا کرتا ہے لیکن جب ان میں سے کسی کی نیت بد ہو جاتی ہے اور وہ خیانت کرنے لگ جاتا ہے تب اللہ اپنی رحمت اور مدد کا ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور پھر شیطان آجاتا ہے جو ان کو اور ان کے کاروبار کو تباہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

○ کسان کا صدقہ کیا ہے؟

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ زَرْعًا أَوْ يَغْرِسُ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ۔ (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو مسلمان زراعت کا کام کرتا ہے یا پودے لگاتا ہے اور اس میں سے چڑیاں یا کوئی انسان یا کوئی جانور کھالے تو یہ اس کے لئے صدقہ بنتا ہے۔"

○ ایسے لوگ قیامت میں راندۂ درگاہ ہوں گے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ

رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ دَهْرَ

كَاذِبٌ،

وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ،

وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَاءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو بات کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا:

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنا سامان تجارت بیچنے میں جھوٹی قسم کھائی اور اس کی وجہ سے انہیں زیادہ دام ملے۔

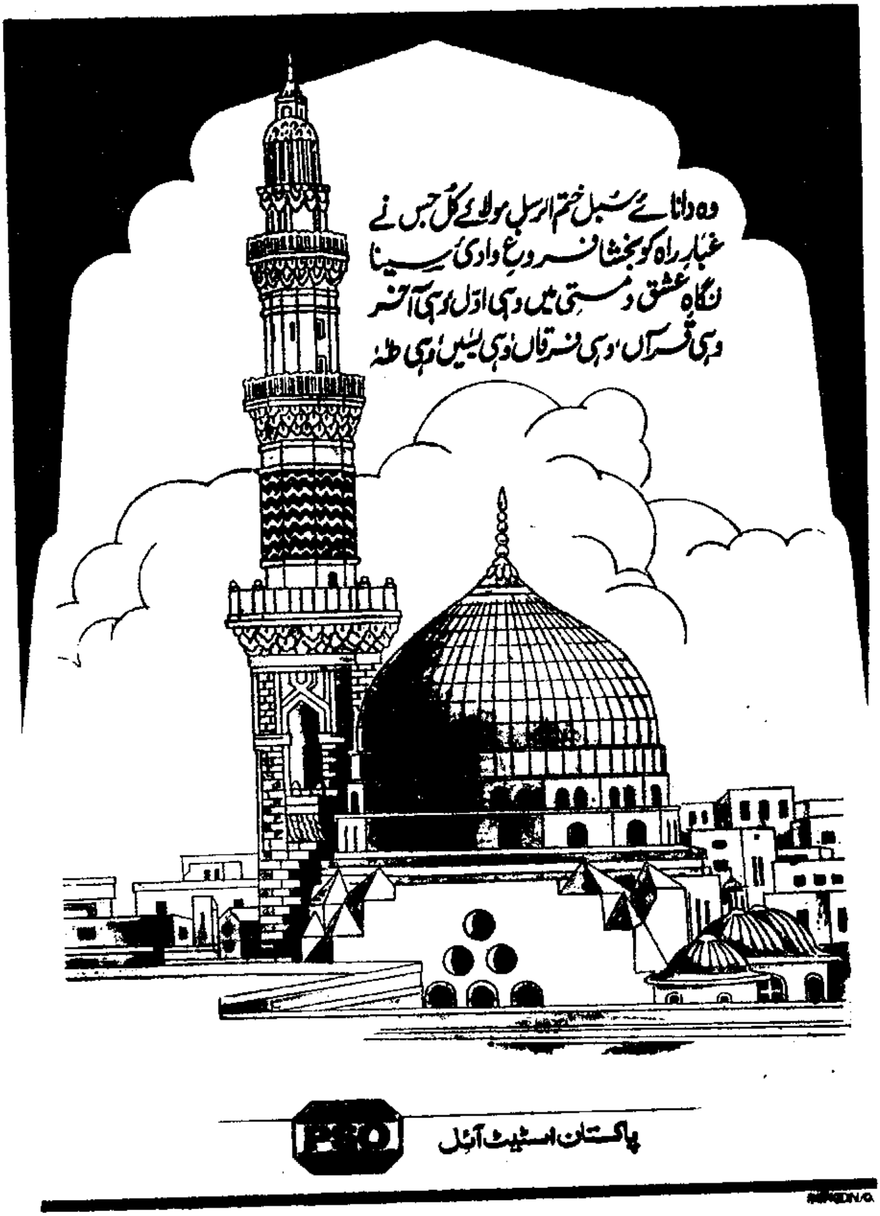
دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی اور اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال لے لیا

تیسرے وہ لوگ جو زائد از ضرورت پانی کو روکیں تو اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن کہے گا' میں تجھ سے آج اپنا فضل روک لوں گا جیسے کہ تو نے وہ زائد پانی روکا جو تیرا اپنا پیدا کیا ہوا نہ تھا"

○ مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

اَعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ۔ (ابن ماجہ، ابن عمر)


وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ
PSO
پاکستان اسٹیٹ آئل

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو۔"

تشریح: مزدور کہتے ہی اس شخص کو ہیں جس کو اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے روز محنت کرنی پڑتی ہے۔ اب اگر اس کی مزدوری کسی دوسرے دن پر ٹال دی جائے یا مار لی جائے تو وہ شام کو کیا کھائے گا اور اپنے بچوں کو کیا کھلائے گا؟

○ مزدور کی وکالت اللہ کرے گا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ،

" ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :

رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ ،

وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ ،

وَرَجُلٌ نِ اسْتَاجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ۔

(بخاری ۔ ابوہریرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"تین آدمی ہیں جن سے قیامت کے دن میرا جھگڑا ہوگا۔

ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا پھر اس نے اس عہد کو توڑ ڈالا۔

دوسرا وہ شخص جس نے کسی شریف اور آزاد آدمی کو (اغوا کرکے) اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔

تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا پھر اس سے پورا کام لیا اور کام

لینے کے بعد اس کو اس کی مزدوری نہیں دی۔"

○ ناجائز وصیت کی سزا دوزخ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،
اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ وَالْمَرْأَۃَ بِطَاعَۃِ اللّٰہِ سِتِّیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَحْضُرُھُمَا الْمَوْتُ فَیُضَارَّانِ فِی الْوَصِیَّۃِ فَتَجِبُ لَھُمَا النَّارُ،
ثُمَّ قَرَأَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصٰی بِھَا اَوْدَیْنٍ غَیْرَ مُضَآرٍّ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (النساء، ۱۲، مسند احمد، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارتے ہیں۔ پھر ان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وہ وصیت کے ذریعہ ورثاء کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔"

اس کے بعد حدیث کے راوی ابو ہریرہؓ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں یہ آیت پڑھی:

تشریح: نیک آدمی بھی اپنے عزیزوں، رشتہ داروں سے خفا ہو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے ترکہ میں سے انہیں کچھ نہ ملے تو مرتے وقت اپنے سارے مال کے بارے میں ایسی وصیت کر جاتا ہے جس سے کوئی ایک وارث یا تمام ورثاء محروم ہو جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی ﷺ کی تشریحات کی رو سے انہیں حصہ ملنا چاہئے۔ ایسے مرد اور عورت کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کرنے کے باوجود آخر میں جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں جو آیت پڑھی وہ سورۂ نساء کے دوسرے رکوع میں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حصہ داروں کا حصہ مقرر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حصے میت کی وصیت کو اور قرضہ کو ادا کرنے کے بعد ورثاء میں تقسیم ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ خبردار! وصیت کے ذریعہ ورثاء کو نقصان مت پہنچانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تاکیدی فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ علم اور حکمت والا ہے۔ اس نے یہ جو قانون بنایا ہے وہ جہالت پر مبنی نہیں ہے بلکہ علم پر مبنی ہے اور اس میں حکمت کام کر رہی ہے' ناانصافی اور ظلم کا شائبہ نہیں ہے لہٰذا اس قانون کو خوش دلی سے قبول کرو۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی بات مانیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کریں گے اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں کو توڑیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔

○ وراثت سے محروم کرنے والا جنت کی میراث سے محروم ہوگا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(ابن ماجہ،انس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کر دے گا۔"

○ وارث کے حق میں وصیت کب جائز ہوگی؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تَجُوْزُ وَصِيَّةٌ لِّوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الْوَرَثَةُ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"کسی وارث کے حق میں مرنے والے کی وصیت جاری نہ ہو گی مگر اس وقت جب کہ دوسرے ورثاء چاہیں "

○ وصیت کی آخری حد ایک تہائی تک ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ،

"عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِيْضٌ فَقَالَ اَوْصَيْتَ؟

قُلْتُ نَعَمْ،

قَالَ بِكَمْ؟

قُلْتُ بِمَالِيْ كُلِّهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

قَالَ فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ؟

قُلْتُ هُمْ اَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ،

فَقَالَ اَوْصِ بِالْعُشْرِ،

فَمَا زِلْتُ اُنَاقِصُهٗ حَتّٰى قَالَ،

اَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ۔ (ترمذی)

ترجمہ: سعد ابن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں بیمار تھا کہ حضور ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ "کیا تو نے وصیت کی ہے؟"

میں نے کہا۔ "ہاں!"

حضور ﷺ نے پوچھا کہ کتنے کی وصیت کی ہے؟

میں نے کہا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں، میں نے اپنے پورے مال کی وصیت کی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنے بچوں کے لئے کیا چھوڑا؟

میں نے کہا، وہ مالدار ہیں، اچھی حالت میں ہیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ خدا کی راہ میں اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کر۔

سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں برابر کہتا رہا کہ حضور ﷺ! یہ تو بہت کم ہے کچھ اور بڑھائیے بالآخر نبی ﷺ نے فرمایا:

"اچھا اپنے مال کے تہائی کی وصیت کرو اور یہ بہت ہے۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والا اپنے مال کے صرف ایک تہائی میں وصیت کر سکتا ہے۔ اس میں اس کو اختیار ہے کہ چاہے کسی مدرسہ یا مسجد کے لئے وقف کرے یا کسی بھی ضرورت مند مسلمان کے حق میں وصیت کرے۔ ایک تہائی کی حد تک اس کو آزادی ہے۔

لیکن مناسب یہ ہے کہ وہ پہلے یہ دیکھے کہ عزیزوں رشتہ داروں میں سے کس کو حصہ نہیں ملا ہے اور اس کی حالت کیسی ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے جس کو قانون کی رو سے وراثت

میں حصہ نہیں ملا اور بال بچوں والا ہے اور مالی حالت اچھی نہیں ہے تو اس کے حق میں وصیت کرنا زیادہ باعث ثواب ہو گا۔

○ سودی کاروبار میں حصہ لینے والوں پر لعنت:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَعَنَ اٰکِلَ الرِّبٰا،
وَمُوْکِلَہٗ،
وَشَاھِدَیْہِ،
وَکَاتِبَہٗ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ:
حضور ﷺ نے لعنت بھیجی سود کھانے والے پر
سود کھلانے والے پر
اس کے دونوں گواہوں پر
اور سود کے لکھنے والے پر۔"

تشریح: حضور ﷺ جس چیز کی وجہ سے لعنت فرمائیں وہ کتنا بڑا گناہ ہو گا۔ یہی نہیں بلکہ نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ جان بوجھ کر سود کھانے کھلانے گواہی دینے اور لکھنے والوں پر قیامت کے دن حضور ﷺ لعنت فرمائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے دن آپ ﷺ ایسے لوگوں کے لئے (اگر بلا توبہ مرگئے) شفاعت نہیں بلکہ لعنت فرمائیں گے۔ العیاذ باللہ!

○ رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ۔ (بخاری۔مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:
"اللہ کی لعنت ہو رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔"

○ حاکم کو رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے حاکم پر لعنت:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ،
وَالْمُرْتَشِيْ فِي الْحُكْمِ۔ (متفق)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ:
"اللہ کی لعنت ہو' حاکم کو رشوت دینے والے پر'
اور اس حاکم پر بھی جو رشوت لے۔"

تشریح: "رشوت" اس رقم کو کہتے ہیں جو دوسروں کا حق مارنے کے لئے حکومت کے کلرکوں اور افسروں کو دی جاتی ہے۔ رہی وہ رقم جو اپنے جائز حق کی وصولیابی کے لئے' باطل نظام حکومت کے بے ایمان کارندوں کو' دل کی پوری نفرت کے ساتھ اپنی جیب سے نکال کر دینی پڑتی ہے جس کے بغیر اپنا حق نہیں نکلتا' اس کی وجہ سے مومن اللہ کے یہاں دھتکارا نہیں جائے گا۔ انشاء اللہ!

○ مشتبہ چیزوں سے بچنا چاہئے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَةٌ.

فَمَنْ تَرَكَ مَا يَشْتَبِهُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَكَ،

وَمَنِ اجْتَرَءَ عَلٰى مَا يَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ اَنْ يُّوَاقِعَ مَا

اسْتَبَانَ،

وَالْمَعَاصِيْ حِمَى اللّٰهِ، مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى، يُوْشِكُ اَنْ

يُّوَاقِعَهٗ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں تو جو شخص مشتبہ گناہ سے بچے گا وہ بدرجہ اولیٰ کھلے ہوئے گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرات دکھائے گا تو کھلے ہوئے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ متوقع ہے۔

اور معصیتیں اللہ کا ممنوعہ علاقہ ہیں (جس کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں اور اس کے اندر بلا اجازت گھس جانا جرم ہے) جو جانور ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے اس کا ممنوعہ علاقہ میں جا پڑنا بہت زیادہ متوقع ہے۔"

تشریح: حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز جس کا نہ تو حرام ہونا قطعی طور پر معلوم ہو اور نہ حلال ہونا صاف صاف معلوم ہو، اس کے بعض پہلو حلال معلوم ہوں اور بعض حرام دکھائی دیتے ہوں تو مومن کا کام یہ ہے کہ اس کے پاس نہ جائے اور ظاہر ہے کہ جو مشتبہ چیزوں سے دور بھاگتا ہو وہ کھلے ہوئے حرام کام کیسے کر سکتا

ہے؟

اس کے برعکس جو مشتبہ چیزوں کے ناجائز پہلوؤں کو دیکھنے کے باوجود اسے اختیار کر لیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دل کھلے ہوئے حرام اختیار کرنے پر جری اور دلیر ہو جائے گا اور یہ دل کی نہایت خطرناک حالت ہے۔

○ کون متقیوں میں شمار ہو سکتا ہے؟

عَنْ عَطِیَّۃَ السَّعْدِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ،
لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِہٖ
حَذَرًا لِمَا بِہِ الْبَاْسُ۔ (ترمذی)

ترجمہ: "حضرت عطیہ سعدیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
"کوئی شخص اللہ کے متقی بندوں کی فہرست میں نہیں آ سکتا' جب تک کہ گناہ میں پڑنے کے ڈر سے وہ چیز نہ چھوڑے جس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ایک چیز جو مباح کے درجہ کی ہے جس کے کرنے میں گناہ نہیں ہے لیکن اس کی سرحد گناہ سے ملی ہوئی ہے اور آدمی محسوس کرتا ہے کہ اگر میں اس مباح کی مینڈ پر گشت لگاتا رہوں گا تو ممکن ہے قدم پھسل جائے اور میں گناہ میں گر پڑوں' اس ڈر سے وہ مباح سے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیتا ہے۔ دل کی یہی وہ حالت ہے جس کو شریعت کی زبان میں تقویٰ کا نام دیا گیا ہے اور ایسا صاحب دل آدمی حقیقتاً متقی ہے۔
قرآن مجید میں جہاں احکام کی خلاف ورزی سے روکنا مقصود ہوتا ہے وہاں وہ یہ نہیں کہتا۔ "میری مقرر کی ہوئی حدوں کو نہ پھلانگنا" بلکہ وہ یوں کہتا ہے کہ "یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں' ان کے قریب نہ جانا۔"

○ حلال روزی حاصل کرو:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں غلط طریقہ مت اختیار کرنا اس لئے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ اسے پورا رزق نہ مل جائے اگرچہ اس کے ملنے میں کچھ تاخیر ہو سکتی ہے۔ تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور روزی کی تلاش میں اچھا طریقہ اختیار کرنا۔ حلال روزی حاصل کرو اور حرام روزی کے قریب نہ جاؤ۔"

○ مزدور کی کمائی بہترین کمائی ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
خَيْرُ الْكَسْبِ كَسْبُ الْعَامِلِ إِذَا نَصَحَ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "بہترین کمائی مزدوری کی کمائی ہے بشرطیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے۔"

○ محنت کر کے روزی کمانے والا اللہ کو پسند ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو کوئی محنت کر کے روزی کماتا ہے"

○ تجارت اور جائز پیشہ روزی کے بہترین طریقے ہیں:

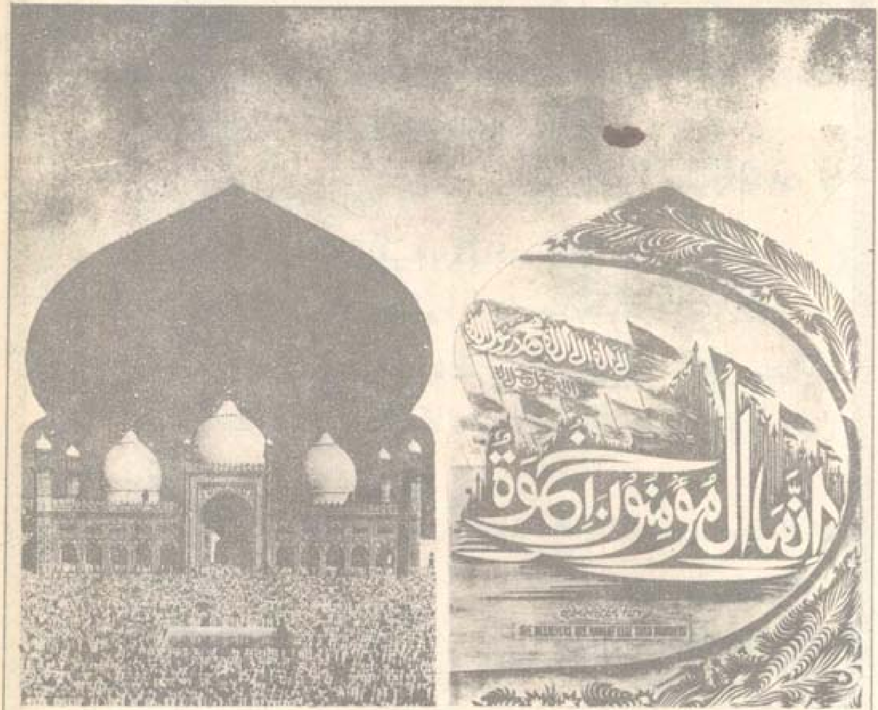
عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ خَالِہٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْکَسْبِ،

فَقَالَ بَیْعٌ مَبْرُوْرٌ وَعَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت جمیع اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں ان کے ماموں نے بتایا کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا سب سے بہتر اور افضل کمائی کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "تجارت جس میں نافرمانی رب کے طریقے نہ اختیار کئے جائیں اور اپنے ہاتھ سے کام کرنا (یہ دونوں — تجارت اور جائز پیشہ — روزی حاصل کرنے کے بہترین طریقے ہیں—)"

○ روزی کمانے کا صحیح تصور کیا ہونا چاہئے:

عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَرَأَی



انما المؤمنون اخوة

أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَلَدِهِ وَنَشَاطِهِ،

فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى عَلٰى وَلَدِهٖ صِغَارًا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى عَلٰى نَفْسِهٖ يُعِفُّهَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعٰى رِيَاءً وَّمُفَاخَرَةً فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ الشَّيْطَانِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ صحابہؓ نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور پوری دلچسپی لے رہا ہے تو حضور ﷺ سے عرض کیا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ اگر اس کی یہ دوڑ دھوپ اور دلچسپی اللہ کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے دوڑ دھوپ کر رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ ہی میں شمار ہوگی۔

اور اگر بوڑھے والدین کی پرورش کے لئے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی اور اگر اپنی ذات کے لئے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچا رہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ شمار ہوگی۔

البتہ اگر اس کی یہ محنت زیادہ مال حاصل کرکے لوگوں پر برتری جتانے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے تو یہ ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہوگی۔"

تشریح: مومن کی پوری زندگی عبادت ہے اور اس کا ہر کام باعث اجر و ثواب ہے۔ اسلام میں زہد و تقویٰ کا اور عبادت کا جو وسیع تصور ہے وہ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ ایک دوسرے حدیث میں ارشاد ہوا ہے ما انفق الرجل علی نفسه واهله وولده

وخادمہ فھو صدقتہ (ترغیب و ترہیب) "مومن آدمی اپنی ذات پر، اپنی بیوی پر، اپنے بچوں پر اور اپنے ملازموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ سب صدقہ اور عبادت ہے جس پر اسے اجر ملے گا۔"

○ ہر قرض صدقہ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ۔ (الترغیب والترہیب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر قرض صدقہ ہے۔"

تشریح: یعنی خوش حال آدمی اگر کسی غریب کو قرض دے تو یہ ثواب کا کام ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ اس نے اس غریب کی مشکل آسان کر دی تو خدا قرض دینے والے کی مشکل کو قیامت کے دن آسان کرے گا۔

○ قرض دینے کا ثواب:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّةً اِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّتَيْنِ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو مسلمان کسی مسلمان کو ایک بار قرض دے گا تو اس کو اتنا ثواب ملے گا گویا اس نے دو مرتبہ اتنی رقم راہ خدا میں دی۔"

○ مقروض کو مہلت دینے کا صلہ:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ،

فَقَالُوا عَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟

قَالَ لَا،

قَالُوا تَذَكَّرْ،

قَالَ كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَوَّزُوا عَنِ الْمُوسِرِ،

قَالَ، قَالَ اللهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ۔ (بخاری، ترغیب)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے جو (مسلمان) گزرے ہیں ان میں سے ایک (مسلمان) کے پاس (مرنے کے بعد) فرشتے پہنچے۔

انہوں نے پوچھا۔ "تم نے دنیا میں کوئی اچھا کام کیا ہے؟"

اس نے کہا۔ "نہیں۔"

فرشتوں نے کہا۔ "یاد کرو' حافظے پر زور ڈالو' کوئی کام کیا ہو تو بتاؤ۔"

اس نے کہا۔ "میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازموں کو ہدایت کرتا تھا کہ قرض دار تنگ دست وقت مقررہ پر قرضہ واپس نہ کر سکے تو اسے مزید مہلت دے دینا اور اگر قرض دار قرض واپس کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔"

نبی ﷺ فرماتے ہیں' اللہ نے فرشتوں سے کہا۔ "اس کی غلطیوں کو معاف کر دو۔"

تشریح: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا کوئی خاص عمل اتنا پسند آجاتا ہے کہ اس کے بہت سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اسے جنت کا مستحق قرار دے دیتا ہے اس طرح کے واقعات بکثرت احادیث میں بیان ہوئے ہیں' معلوم نہیں کب کسی بندے کا کوئی عمل مالک کو پسند آجائے۔

○ مقروض کو مزید مہلت دینے کا ثواب:

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:
مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ كُلَّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ
بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ كُلَّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

"جس نے کسی تنگ دست کو ایک متعینہ مدت تک کے لئے قرض دیا تو معینہ وقت آنے تک قرض دینے والے کے نامہ اعمال میں ہر دن ایک صدقہ لکھا جاتا رہتا ہے اور متعین وقت آگیا اور وہ ادا نہ کر سکا اور قرض خواہ نے مزید مہلت دے دی تو اب ہر دن اس کے نامہ اعمال میں دو صدقے لکھے جاتے رہیں گے۔"

○ سودی مال جمع کرنے کا انجام:

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلٰى قِلَّةٍ،

وَفِيْ صَحِيْحِ الْاِسْنَادِ فِيْ لَفْظٍ لَّهٗ:

اَلرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ اِلٰى قُلٍّ۔ (ترغیب ترھیب بحوالہ ابن ماجہ و حاکم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو آدمی سودی مال جمع کرتا ہے تو اس کا انجام تنگ دستی ہوتی ہے۔"

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"سودی مال چاہے کتنا ہی زیادہ ہو جائے بالآخر تنگ دستی اس کا نتیجہ ہوتا ہے۔"

○ وراثت سے محروم کرنا گناہ ہے:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ اَسْلَمَ وَتَحْتَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِخْتَرْ مِنْهُنَّ اَرْبَعًا،

فَلَمَّا كَانَ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَاءَهٗ وَقَسَمَ بَيْنَ اِخْوَةِ اَبِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ،

فَقَالَ اِنِّيْ لَاَظُنُّ الشَّيْطَانَ فِيْ مَا يَسْتَرِقُ مِنَ السَّمْعِ سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهٗ فِيْ نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ اَنْ لَّا تَمْكُثَ اِلَّا قَلِيْلًا، وَاَيْمُ اللّٰهِ لَتُرَاجِعَنَّ نِسَاءَكَ وَلَتَرْجِعَنَّ فِيْ مَالِكَ وَاِلَّا لَاُوَرِّثُهُنَّ مِنْكَ وَلَاٰمُرَنَّ بِقَبْرِكَ فَيُرْجَمُ كَمَا رُجِمَ قَبْرُ اَبِيْ رِغَالٍ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت سالم اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف

کے غیلان ابن سلمہ جب اسلام لائے تو ان کے پاس دس بیویاں تھیں۔

نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ "ان میں سے چار بیویوں کا انتخاب کرو' باقی چھ کو چھوڑ دو۔"

غیلان بن سلمہؓ نے عمر بن خطابؓ کی خلافت کے زمانے میں اپنی ان چاروں بیویوں کو طلاق دے دی اور پورا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو ہوئی تو غیلان کو بلایا اور کہا۔

"میرا خیال ہے کہ شیطان نے اوپر جاکر تمہاری موت کی خبر سن لی ہے اور اس نے آکر تمہیں بتا دیا ہے کہ اب تم تھوڑے ہی دنوں زندہ رہو گے۔ (اس لئے تم نے اپنی بیویوں کو وراثت سے محروم رکھنے کے لئے طلاق دی اور سارا مال اپنے باپ کے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔) میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں سے تمہیں رجوع کرنا ہو گا اور تقسیم کئے ہوئے مال کو واپس لینا ہو گا ورنہ میں زبردستی تمہاری بیویوں کو تمہارا وارث بناؤں گا اور لوگوں کو حکم دوں گا کہ تمہاری قبر پر پتھر ماریں جیسے ابو رغال کی قبر پر پتھر مارے جاتے ہیں۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وارثوں کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کو کسی بھی وجہ سے محروم کرے۔ ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اگر اسلامی حکومت قائم ہو اور کوئی شخص یہ حرکت کرے تو اسلامی حکومت کے فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ اس فاسقانہ عمل کو نافذ نہ ہونے دے۔

پتھر مارنا ایسی سزا ہے جو ملعونوں کو دی جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورثاء کو محروم کرنا ایک لعنتی فعل ہے۔

ابو رغال زمانہ جاہلیت کا وہ عرب ہے جس نے ابرہہ کے ساتھ سازباز کر لی تھی اور کعبہ کو ڈھانے کے ارادے سے آنے والی فوج کو راستہ بتایا تھا۔ اسی لئے اس ملعون

شخص کی قبر پر پتھر مارتے تھے۔

○ تین قسم کے گناہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلَاثَةٌ،

دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْإِشْرَاكَ بِاللّٰهِ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ

اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (سورۃ النساء آیت: ۴۸)

وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ،

وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْ مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ

اِلَى اللّٰهِ، اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ، وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اعمال نامہ میں درج گناہ تین قسم کے ہوں گے۔

ایک وہ گناہ جسے اللہ ہرگز معاف نہیں کرے گا' وہ شرک کا گناہ ہے۔ اس نے اپنی کتاب (سورۂ نساء آیت 48) میں کہا ہے:

''یقیناً اللہ اس جرم کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ (اس کی ذات و صفات میں اس کے حقوق و اختیارات میں) کسی کو ساجھی اور حصہ دار بنایا جائے۔''

دوسرا گناہ جو نامہ اعمال میں درج ہوگا' بندوں کے حقوق سے متعلق ہے' اسے اللہ نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ مظلومین ظالموں سے اپنا حق لے لیں۔

اور تیسرا گناہ وہ ہوگا جس کا تعلق بندہ اور خدا سے ہے' یہ اللہ کے حوالے ہے (وہ اپنے علم و حکمت کے تحت) چاہے گا تو عذاب دے گا' چاہے (علم و حکمت کے تحت) معاف

کر دے گا۔"

○ کون سے گناہ معاف نہیں ہوں گے؟

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا لِاُمَّتِہٖ عَشِیَّۃَ عَرَفَۃَ،

فَاُجِیْبَ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَاِنِّیْ اٰخِذٌ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْہُ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو "اپنی امت" کے لئے دعا فرمائی۔

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب ملا کہ آپ کی دعا ہم نے قبول کی' آپ کی امت کے گناہ ہم بخش دیں گے البتہ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق دبا لئے ہوں گے ان کے لئے چھٹکارا نہیں ہے میں ظالم سے مظلوم کا حق وصول کر کے رہوں گا۔


ہاضمہ خراب ہو تو...
Gold
Gold
Gold
...سونے کا نوالہ بھی بے وقعت!
کھانے کا وقت ہو اور بھوک نہ لگے تو یہ معدے اور جگر کی خرابی کی علامت ہے. ایسی صورت میں نئی کارمینا لیجیے. زود اثر نئی کارمینا فوری طور پر فعلِ ہضم درست کرتی ہے اور معدے کی اصلاح کرتی ہے.
اب نئی گول شیشی میں دستیاب ہے
نئی کارمینا
کارمینا
■ دردِ شکم میں نئی کارمینا کی دو ٹکیاں نیم گرم پانی کے ساتھ استعمال کریں
■ بد ہضمی، قے یا متلی کی شکایت میں نئی کارمینا کی دو ٹکیاں چوسیں
■ نئی کارمینا کی دو سے چار ٹکیاں باقاعدگی کے ساتھ رات کو سوتے وقت نیم گرم پانی سے استعمال کی جائیں تو دائمی قبض سے نجات مل جاتی ہے.
■ بھوک کی کمی کی شکایت میں صبح ناشتے سے پہلے، دوپہر اور رات کے کھانے سے قبل نئی کارمینا کی دو ٹکیاں چوسیے.
بچوں کو حسب عمر آدھی یا ایک ٹکیہ نئی کارمینا دیجیے.
نظامِ ہضم کی اصلاح کے لیے پُر تاثیر ہاضم ٹکیاں
خوش ذائقہ نئی کارمینا ہمیشہ گھر میں رکھیے
Adarts-CAR-2/92

حسن عبادت

○ نماز گناہوں کو مٹاتی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

أَرَأَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ؟

قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ،

قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔

(بخاری، مسلم۔ ابوہریرہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر کوئی نہر ہو جس میں وہ ہر دن پانچ بار غسل کرتا ہو تو بتاؤ اس کے جسم پر کچھ بھی میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ "نہیں! اس کے جسم پر ذرا بھی میل کچیل نہیں رہے گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یہی حال پانچ وقت کی نمازوں کا ہے، اللہ ان نمازوں کے ذریعے گناہوں کو مٹاتا ہے۔"

تشریح: اس حدیث کے ذریعہ نبی ﷺ نے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ نمازیں انسان کے گناہوں کے معاف کئے جانے کا ذریعہ بنتی ہیں اور اس بات کو ایک محسوس مثال کے ذریعہ سمجھایا ہے۔ نماز سے انسان کے دل میں شکر کی وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ خدا کی اطاعت کی راہ میں برابر بڑھتا جاتا ہے اور نافرمانیوں سے اس کا ذہن دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اس سے کبھی کوئی غلطی ہوتی بھی ہے تو جان بوجھ کر نہیں

ہوتی اور فوراً وہ اپنے رب کے سامنے گر پڑتا ہے' رو رو کر معافی مانگتا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ رَجُلاً اَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَاَتَی

النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی،

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ

یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ"

فَقَالَ الرَّجُلُ أَلِیْ هٰذَا؟

قَالَ لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ كُلِّهِمْ۔ (بخاری مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس گناہ کے بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واقم الصلوۃ طرفی النهار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذهبن السیئات

اس پر اس آدمی نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ میرے لئے خاص ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں' میری امت کے سب لوگوں کے لئے ہے۔"

تشریح: یہ حدیث اوپر کی حدیث کی مزید تشریح کرتی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ اس حدیث میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ ایک صاحب ایمان آدمی تھا۔ وہ جان بوجھ کر گناہ نہیں کرتا تھا لیکن انسان ہی تھا راستہ میں جذبات کی رو میں بہہ کر اس نے ایک اجنبی عورت کو چوم لیا۔ اس پر اس کو اتنی پریشانی ہوئی کہ وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے یہ کہا کہ میں نے ایک قابل سزا کام کیا ہے' مجھ پر حد جاری ہونی چاہئے تو نبی ﷺ نے سورۂ ہود کے آخری رکوع کو وہ آیت اس کو سنائی جو

اوپر درج ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو دن اور رات کے اوقات میں نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور پھر فرمایا ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی نیکیاں برائیوں کو ختم کرتی ہیں اور ان کا کفارہ بنتی ہیں۔ اس پر اس شخص کو اطمینان ہوا اور اس کی پریشانی دور ہوئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو کتنے اونچے پیمانہ کی تربیت دی تھی۔

○ کامل نماز مغفرت کا باعث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :

خَمْسُ صَلَوٰتٍ افْتَرَضَھُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی ،

مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَھُنَّ .

وَصَلَّاھُنَّ لِوَقْتِھِنَّ .

وَاَتَمَّ رُکُوْعَھُنَّ وَخُشُوْعَھُنَّ کَانَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَھْدٌ اَنْ یَّغْفِرَلَہٗ

وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَھْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَہٗ وَاِنْ

شَآءَ عَذَّبَہٗ . (ابوداؤد۔ عبادہ بن صامتؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ پانچ نمازیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے'

تو جس شخص نے بہتر طریقہ پر وضو کیا اور

ان نمازوں کے مقررہ وقتوں میں انہیں ادا کیا اور

رکوع و سجود ٹھیک سے کئے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے سامنے نمازوں میں جھکا رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت اپنے ذمہ لے لی۔

اور جس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ نہیں ہے' اگر چاہے گا تو

اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا۔"

○ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا۔

فَقَالَ "مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّ بُرْهَانًا وَّ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً۔

(مشکوٰۃ)

ترجمہ: عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ایک دن نماز پر تقریر فرمائی اور فرمایا کہ

"جو شخص اپنی نمازوں کی ٹھیک طور سے دیکھ بھال کرے گا تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن روشنی اور دلیل بنیں گی اور باعث نجات ہوں گی۔

اور جو اپنی نمازوں کی دیکھ بھال نہیں کرے گا تو ایسی نماز اس کے لئے نہ تو روشنی بنے گی اور نہ دلیل بنے گی اور نہ نجات کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔"

تشریح: اس حدیث میں "محافظت" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی دیکھ بھال اور نگرانی کے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اس نے ٹھیک سے وضو کیا ہے یا نہیں' وقت کے اندر نماز پڑھ رہا ہے یا نہیں اور رکوع و سجود کا کیا حال رہا ہے اور آخری بات یہ کہ نماز میں اس کے دل کی کیا کیفیت رہی ہے اور دنیا کے کاروبار اور خیالات کی وادیوں میں وہ بھٹکتا رہا ہے یا اپنے خدا کی طرف وہ متوجہ رہا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جس نے اس طرح کی نمازیں پڑھی ہوں اور اس کے دل کا یہ حال رہا ہو تو زندگی

کے دوسرے معاملات میں بھی وہ خدا کا بندہ بننے کی کوشش کرے گا اور آخرت میں کامیاب ہو گا۔

منافق نماز عصر تاخیر سے پڑھتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا۔ (مسلم۔ انسؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ بیٹھا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس میں زردی آجاتی ہے اور مشرکین کی سورج پوجا کا وقت آجاتا ہے، تب یہ اٹھتا ہے اور جلدی جلدی چار رکعتیں مار لیتا ہے (ایسے جیسے کہ مرغی زمین پر چونچ مارتی ہے اور پھر اٹھا لیتی ہے) یہ شخص اللہ کو اپنی نماز میں ذرا بھی یاد نہیں کرتا۔"

تشریح: اس حدیث کے ذریعہ مومن اور منافق کی نماز کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ منافق اپنی نماز وقت پر نہیں پڑھتا اور رکوع و سجدہ ٹھیک سے نہیں کرتا اور اس کا دل خدا کے حضور نہیں ہوتا --- ویسے تو ہر نماز اہم ہے لیکن عصر کی اہمیت اور فضیلت زیادہ ہے۔ عصر کا وقت غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ بالعموم لوگ اپنے کاروبار میں لگے ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ رات آنے سے پہلے خرید و فروخت کر لیں اور اپنے پھیلے ہوئے کاموں کو سمیٹ لیں۔ اس لئے اگر مومن کا ذہن بیدار نہ ہو تو عصر کی نماز خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔

فجر و عصر کی نمازوں میں محافظ فرشتوں کا تبادلہ ہوتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ

فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ،

ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ،

"كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟

فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

(بخاری، مسلم، ابوہریرہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"رات اور دن کے فرشتے جو زمین کے انتظام پر مامور ہیں وہ اپنی ڈیوٹی بدلتے ہیں اور فجر و عصر کی نماز میں اکٹھا ہوتے ہیں۔

پھر جو فرشتے تمہارے اندر رہے ہیں وہ اپنے رب کے حضور جاتے ہیں تو وہ ان سے پوچھتا ہے کہ:

"تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟"

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ: "جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو انہیں نماز پڑھتے پایا تھا اور جب ہم نے انہیں چھوڑا ہے تو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے۔"

تشریح: یہ حدیث نماز فجر و عصر کی اہمیت کو خوب واضح کرتی ہے۔ فجر کی نماز میں رات کے فرشتے شرکت کرتے ہیں اور وہ فرشتے بھی جنہیں دن میں اپنا کام کرنا ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز میں بھی دونوں قسم کے فرشتے مومنین کے ساتھ جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ مومن کی اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہوگی کہ ان کو فرشتوں کا ساتھ نصیب ہو۔

○ نماز کی حفاظت نہ کرنے سے احساس ذمہ داری ختم ہو جاتا ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ،
اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيَ الصَّلٰوةُ،
فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ،
وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے تمام گورنروں کو لکھا کہ:

"تمہارے سارے کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت میرے نزدیک نماز کی ہے۔ جو شخص اپنی نماز کی حفاظت کرے گا اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہے گا تو وہ اپنے پورے دین کی حفاظت کرے گا۔

اور جو نماز کو ضائع کر دے گا تو وہ اور ساری چیزوں کو بدرجہ اولیٰ برباد کر دینے والا ثابت ہوگا۔"

○ قیامت کے روز اللہ کے سائے میں جگہ پانے والے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ،
اِمَامٌ عَادِلٌ،
وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ،
وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ،

وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ ،

وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ،

وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّي

اَخَافُ اللّٰهَ ،

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ

مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ ۔ (متفق علیہ۔ ابوہریرہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سات قسم کے لوگوں کو اللہ اپنے سایہ میں جگہ دے گا اس دن جس دن سوائے اللہ کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا..."

(1) منصف سربراہ مملکت۔

(2) وہ جوان جس کی جوانی اللہ کی بندگی میں گزری۔

(3) وہ آدمی جس کا دل مسجد سے اٹکا رہتا ہے۔ (جب مسجد سے نکلتا ہے تو پھر دوبارہ مسجد میں داخل ہونے کا انتظار کرتا رہتا ہے...)

(4) وہ دو آدمی جن کی دوستی کی بنیاد اللہ اور اللہ کا دین ہے' اسی جذبہ کے ساتھ وہ اکٹھا ہوتے اور یہی جذبہ لئے جدا ہوتے ہیں۔

(5) وہ آدمی جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے...

(6) وہ آدمی جس کو کسی اونچے خاندان کی حسین و خوبصورت عورت نے بدکاری کی دعوت دی تو اس نے محض خدا کے خوف کی بنا پر اس کی دعوت کو رد کر دیا

(7) وہ آدمی جس نے اس طرح صدقہ کیا کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ دایاں ہاتھ کیا دے رہا ہے...

○ دکھاوے کی عبادت شرک ہے:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ:

مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ،

وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ،

وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: شداد ابن اوسؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی تو اس نے شرک کیا۔

اور جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا۔

اور جس نے دکھاوے کا صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔

تشریح: حضور ﷺ کے اس ارشاد سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو بھی نیکی کا کام کیا جائے، خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے، نیت یہ ہو کہ میرے مالک کا حکم ہے اور مجھے اسی کی خوشنودی کی فکر ہے۔ دوسروں کی نگاہ میں پارسا بننے اور دوسروں کو خوش کرنے کے لئے جو نیکی کا کام کیا جائے گا، اس کی کوئی قیمت نہیں، قیمت تو صرف اس نیکی کی ہے جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے کی گئی ہو۔

○ نماز باجماعت انفرادی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم،

صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً

(بخاری، مسلم۔ عبداللہ بن عمرؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"(بلا عذر شرعی) مسلمانوں کی جماعت سے الگ تھلگ اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز کے مقابلہ میں جماعت کی نماز ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔"

تشریح: اصل حدیث میں "فذ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی الگ تھلگ رہنے والے کے ہیں۔ جماعت کی نماز میں ہر طرح کے مسلمان شریک ہوتے ہیں' امیر بھی' غریب بھی' خوش پوشاک بھی اور پھٹے پرانے کپڑے پہننے والے بھی۔ تو جن لوگوں کے اندر بڑائی کا غرور ہوتا ہے اور مالداری کے نشہ میں بدمست ہوتے ہیں وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ کوئی اور کھڑا ہو' اس لئے وہ نماز اپنے گھروں میں پڑھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس ذہنی بیماری کا علاج یہ بتایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھو اپنے کمروں میں یا مسجد میں تنہا نماز نہ پڑھو۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ بالعموم جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں شیطانی وساوس کم پیدا ہوتے ہیں اور آدمی کا خدا سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ اس وجہ سے نماز باجماعت کا درجہ حضور (ﷺ) کے ارشاد کے مطابق ستائیس گنا بڑھا ہوا ہے۔

○ جماعت کی نماز سے ایمان کی نشوونما ہوتی ہے:

اِنَّ صَلٰوۃَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ وَحْدَہٗ ۔
وَصَلٰوتُہٗ مَعَ رَجُلَیْنِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ مَعَ الرَّجُلِ ،
وَمَا اَکْثَرَ فَھُوَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ ۔ (ابوداؤد - ابی بن کعب)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

آدمی کی نماز جو کسی دوسرے آدمی کے ساتھ پڑھتا ہے' زیادہ ایمانی نشوونما کا باعث بنتی ہے' اس نماز کے مقابلہ میں جو وہ اکیلے پڑھتا ہے۔

اور جو نماز اس نے دو آدمیوں کے ساتھ پڑھی وہ ایک آدمی کے ساتھ پڑھی گئی نماز کے مقابلہ میں ایمان کی زیادتی کا باعث بنتی ہے۔
اور پھر جتنی ہی زیادہ تعداد میں لوگ پڑھیں تو وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ تر ہے۔ (اتنا ہی خدا سے تعلق مضبوط ہوگا۔)

○ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والوں پر شیطان غلبہ پالیتا ہے:

مَا مِنْ ثَلٰثَةٍ فِیْ قَرْیَةٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطَانُ،
فَعَلَیْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا یَاْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَةَ۔

(ابوداؤد ـــــ ابو درداءؓ)

ترجمہ: جس کسی بستی یا دیہات میں تین مسلمان ہوں اور وہاں جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو ان پر شیطان غلبہ پالیتا ہے۔
تو (اے مخاطب) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کرلے کیونکہ بھیڑیا صرف اس بکری کو کھاتا ہے جو اپنے چرواہے سے دور اور اپنے گلہ سے الگ ہو جاتی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں یہ حقیقت بیان ہوئی ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں پر خدا کی رحمت ہوتی ہے اور وہ ان کی حفاظت کرتا ہے لیکن اگر کہیں جماعت قائم نہ کی جائے تو اللہ اپنی حفاظت و نگرانی کا ہاتھ ان سے کھینچ لیتا ہے اور وہ شیطان کے قابو میں چلے جاتے ہیں۔ پھر وہ ان کو جس طرح چاہتا ہے شکار کرتا ہے اور جس راہ پر چاہتا ہے' چلاتا ہے جیسے بکریوں کا ریوڑ کہ اپنے چرواہے کے قریب رہتی ہیں تو وہ دوہری

حفاظت میں رہتی ہیں۔ ایک مالک کی حفاظت' دوسرے باہمی اتحاد' ان دونوں وجہوں سے بھیڑیا شکار نہیں کر پاتا لیکن اگر کوئی بے وقوف بکری اپنے چرواہے کی منشاء کے خلاف گلہ سے نکل کر پیچھے رہ جائے یا آگے نکل جائے تو نہایت آسانی سے بھیڑیا اس کا شکار کر لیتا ہے کیونکہ یہ کمزور بھی ہے اور مالک کی حفاظت سے بھی اس نے اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے۔

○ بلا عذر اکیلے پڑھی گئی نماز قبول نہ ہو گی:

مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ.
قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ؟
قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ ـــــ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلّٰى۔

(ابوداؤد۔ ابن عباس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:
"جس شخص نے خدا کی طرف بلانے والے (مؤذن) کی آواز سنی اور اسے کوئی ایسا عذر بھی لاحق نہیں ہے جو اس کی پکار پر دوڑ پڑنے سے روکتا ہو' تو اس کی یہ نماز جو اس نے اکیلے پڑھی ہے (قیامت کے دن) قبول نہ کی جائے گی۔
لوگوں نے اس پر حضور (ﷺ) سے پوچھا۔ "عذر سے کیا مراد ہے اور کون کون سی چیزیں عذر بنتی ہیں؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ڈر اور بیماری۔"

تشریح: "ڈر" سے مراد جان کی ہلاکت کا ڈر ہے۔ کسی دشمن کی وجہ سے یا درندہ اور سانپ کی وجہ سے اور "مرض" سے مراد بیماری کے علاوہ ایسی حالت بھی ہے جس کی وجہ سے آدمی مسجد تک نہیں جا سکتا مثلاً شدید طوفانی ہوا' بارش اور معمول سے زیادہ سردی

وغیرہ۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ ٹھنڈے ممالک میں عام سردی عذر میں شامل نہیں ہے بلکہ گرم علاقوں میں بعض اوقات سخت سردی آجاتی ہے اور یہ ان کے لئے مہلک ہوتی ہے۔ ایسی سردی بلاشبہ عذر بن سکتی ہے۔ اسی طرح عین وقت پر آدمی کو اگر بڑے یا چھوٹے استنجا کی ضرورت محسوس ہو تو یہ بھی عذر میں شامل ہے۔

○ مومن نماز باجماعت کا اہتمام کرتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ،

رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِیْضٌ، اِنْ كَانَ الْمَرِیْضُ لَیَمْشِیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ حَتّٰی یَاْتِیَ الصَّلٰوةَ،

وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰی وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَی الصَّلٰوةَ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُؤَذَّنُ فِیْهِ،

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَیْثُ یُنَادٰی بِهِنَّ، فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِیِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰی وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰی،

وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ كَمَا یُصَلِّیْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّكُمْ،

وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ۔ (مسلم)

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

("حضور ﷺ کے زمانہ میں) ہمارا حال یہ تھا کہ ہم میں سے کوئی نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا سوائے اس شخص کے جو منافق تھا اور اس کا نفاق معلوم تھا اور سوائے مریض کے (بلکہ اس زمانے کے لوگوں کا حال یہ تھا) کہ مرض میں مبتلا ہو جاتے' پھر بھی دو آدمیوں کے سہارے مسجد پہنچتے اور جماعت میں شرکت کرتے۔" نیز عبداللہ ابن مسعودؓ نے اسی سلسلہ میں فرمایا:

"اللہ کے رسول (ﷺ) نے ہم کو سنت الہدیٰ سکھائی (سنت الہدیٰ ان سنتوں کو کہتے ہیں جن کو قانونی حیثیت حاصل ہے اور وہ امت کے کرنے کے لئے بتائی گئی ہیں) اور سنت ہدیٰ میں سے نماز بھی ہے جو اس مسجد میں پڑھی جائے جس میں اذان ہوتی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ "جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ مطیع و فرمانبردار بندے کی حیثیت سے کل قیامت میں اللہ سے ملے تو اس کو ان پانچوں نمازوں کی دیکھ بھال کرنی چاہئے اور انہیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (ﷺ) کو سنن ہدیٰ کی تعلیم دی ہے اور یہ نمازیں سنن ہدیٰ میں سے ہیں۔

اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے جیسے کہ یہ منافق لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں تو تم اپنے نبی (ﷺ) کے طریقہ کو چھوڑ دو گے۔

اور اگر تم نے اپنے نبی (ﷺ) کے طریقہ کو چھوڑا تو صراط مستقیم کو گم کر دو گے۔"

○ امام ضامن اور موذن امانت دار ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ،

اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ ،

اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ:

"امام ذمہ دار ہے اور مؤذن امانت دار۔

اے اللہ! امامت کرنے والوں کو نیک بنا اور اے اللہ! اذان دینے والوں کی مغفرت فرما۔"

تشریح: امام کے ضامن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی نماز کا ذمہ دار ہے اگر وہ نیک اور صالح نہ ہو تو سب کی نماز خراب کرے گا۔ اس لئے حضور ﷺ دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ! اماموں کو نیک و صالح بنا اور مؤذن کے امانت دار ہونے کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں نے اپنی نماز کے معاملہ کو اس کے حوالہ کر دیا ہے۔ اس کا فرض یہ ہے کہ وقت پر اذان دے تاکہ اذان سن کر لوگ تیاری کریں اور اطمینان سے جماعت میں شریک ہو سکیں۔ اگر وقت پر اذان نہ ہو تو عین ممکن ہے کہ بہت سے لوگ جماعت سے محروم رہ جائیں یا دو ایک رکعت چھوٹ جائے۔"

یہ حدیث ایک طرف تو اماموں اور مؤذنوں کو یہ ہدایت دیتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ دوسری طرف امت کو بتایا جا رہا ہے کہ امامت کے لئے صالح و پرہیزگار آدمی کا انتخاب کرے اور اذان کے لئے ایسے آدمی کو مقرر کرے جس کے اندر ذمہ داری کا احساس ہو۔

○ مقتدیوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ

اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْکَبِیْرَ،

وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَا شَآءَ۔ (بخاری مسلم۔ ابو ہریرہؓ)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کوئی امامت کرے تو (حالات کا اندازہ کرکے اور نمازیوں کا لحاظ کرتے ہوئے) ہلکی نماز پڑھائے۔ اس لئے کہ تمہارے پیچھے کمزور بھی ہوں گے' بیمار اور بوڑھے لوگ بھی۔

(ہاں البتہ) جب تم میں سے کوئی اپنی (انفرادی) نماز پڑھے تو جتنی لمبی نماز پڑھنی چاہے پڑھے۔"

○ امام لمبی نماز نہ پڑھائے:

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ،

اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا،

فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَۃٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ یَوْمَئِذٍ فَقَالَ،

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ،

فَاَیُّکُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْیُوْجِزْ، فَاِنَّ مِنْ وَرَائِهِ الْکَبِیْرَ وَالصَّغِیْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو مسعودؓ انصاری کا بیان ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا' اس نے کہا:

"فلاں امام فجر کی نماز لمبی پڑھاتا ہے اس کی وجہ سے صبح کی نماز باجماعت میں' میں دیر سے پہنچتا ہوں۔"

(ابو مسعودؓ فرماتے ہیں) میں نے کسی وعظ و تقریر میں حضور ﷺ کو اتنا غصہ کرتے

نہیں دیکھا جتنا اس دن کی تقریر میں دیکھا' آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! تم میں سے بعض امامت کرنے والے' اللہ کے بندوں کو اللہ کی عبادت سے بدکاتے اور متنفر کرتے ہیں۔

(خبردار) تم میں سے جو بھی امامت کرے' اختصار سے کام لے کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے بھی ہوں گے' بچے بھی اور کام کاج پر نکلنے والے ضرورت مند بھی۔"

تشریح: اختصار سے کام لینے کا مطلب یہ نہیں کہ الٹی سیدھی' جلدی جلدی نماز پڑھ پڑھا دی جائے بلکہ یہ ہے کہ نمازیوں کا اور وقت و حالات کا ضروری حد تک لحاظ کیا جانا چاہیے۔

○ امام کو مختصر قرات کرنی چاہیے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ،

كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ،

فَقَالُوا لَهُ نَافَقْتَ يَا فُلَانُ،

قَالَ لَا- وَاللَّهِ لَآتِيَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ،

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ،

فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ، فَقَالَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ! اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى.

(بخاری،مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:

معاذ بن جبل، حضور ﷺ کے ساتھ (مسجد نبوی میں نفل کی نیت سے) نماز پڑھتے پھر جاکر اپنی قوم کی امامت کرتے۔ تو انہوں نے ایک رات عشاء کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھی اور پھر جاکر امامت کی اور سورۂ بقرہ شروع کی تو ایک آدمی نے سلام پھیر دیا اور الگ اپنی نماز پڑھ کر گھر کو چلا گیا۔

دوسرے نمازیوں نے نماز پڑھنے کے بعد اس سے کہا۔ "تو نے نفاق کا کام کیا۔"

اس نے کہا "نہیں، میں نے منافقانہ حرکت نہیں کی، بخدا حضور ﷺ کے پاس جاؤں گا۔ (اور معاذ کی لمبی نماز کا قصہ بیان کروں گا)۔" چنانچہ اس نے آکر کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آبپاشی کے اونٹ رکھتے ہیں (اجرت پر لوگوں کے باغات اور کھیتوں کی سینچائی کا کام کرتے ہیں) دن بھر اپنے کام لگے رہتے ہیں اور معاذ کا حال یہ ہے کہ عشاء کی نماز آپ کے ساتھ پڑھ کر گئے اور سورۂ بقر شروع کر دی۔ (ہم دن بھر کے تھکے ماندے کیسے اتنی دیر تک کھڑے رہ سکتے ہیں۔)"

آپ ﷺ یہ سن کر معاذؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ "اے معاذؓ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو والشمس وضحی ہا پڑھا کرو واللیل اذا یغشی پڑھا کرو سبح اسم ربک الاعلی پڑھا کرو

تشریح: حضور ﷺ عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزرنے کے بعد پڑھتے حضرت معاذؓ حضور ﷺ کے ساتھ نفل کی نیت سے شریک ہوتے۔ پھر جانے میں کچھ وقت لگتا، پھر سورۂ بقرہ جیسی لمبی سورتیں پڑھتے، اچھا خاصا وقت اس میں لگتا اور ادھر حال یہ کہ لوگ دن بھر کھیتوں اور باغوں میں کام کرتے تھک کر چور ہو جاتے ایسے حالات میں اور ایسے لوگوں کے درمیان لمبی نماز پڑھانے کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ لوگ بھاگ کھڑے

ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے حضرت معاذؓ کو متنبہ کیا
اللہ تعالیٰ حضرت معاذؓ سے راضی ہو کہ ان کے عمل سے امت کے اماموں کو کتنی بڑی ہدایت ملی۔

○ زکوٰۃ ضرورت مندوں کا حق ہے:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَاءِ هِمْ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لیا جائے گا اور اسے ان کے ضرورت مندوں کو لوٹایا جائے گا۔"

تشریح: صدقہ کا لفظ زکوٰۃ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جس کا ادا کرنا قانوناً ضروری ہے اور یہاں یہی مراد ہے اور اس کا اطلاق ہر اس مال پر بھی ہوتا ہے جو بطور خود آدمی اپنی خوشی سے خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اس حدیث کا لفظ "ترد" (لوٹایا جائے گا) صاف صاف بتاتا ہے کہ زکوٰۃ جو مالداروں سے وصول کی جائے گی وہ دراصل سوسائٹی کے غریبوں اور حاجت مندوں کا "حق" ہے جو انہیں دلوایا جائے گا۔

○ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کا انجام عبرت ناک ہوگا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ"

ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ اَلْاٰيَةَ (آل عمران : ۱۸۰) (صحیح بخاری)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو اس کا مال قیامت کے دن نہایت زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرے گا جس کے سر پر دو سیاہ نقطے ہوں گے (یہ انتہائی زہریلے ہونے کی علامت ہے) اور وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ پھر اس کے دونوں جبڑوں کو یہ سانپ پکڑے گا اور کہے گا۔ "میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں"

پھر نبی ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی ولا یحسبن الذین یبخلون یعنی وہ لوگ جو اپنے مال کو خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ خیال کریں کہ ان کا یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہو گا بلکہ وہ بدتر ثابت ہو گا ان کا یہ مال قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق بن جائے گا یعنی وہ ان کے لئے سخت تباہی کا باعث ہو گا۔

○ زکوٰۃ ادا نہ کرنا مال کی بربادی کا موجب بنتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ:

مَا خَالَطَتِ الزَّكٰوةُ مَالًا قَطُّ اِلَّا اَهْلَكَتْهُ. (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

جس مال میں سے زکوٰۃ نہ نکالی جائے اور اسی میں ملی جلی رہے تو وہ مال کو تباہ کر کے چھوڑتی ہے"

تشریح: "تباہ کرنے" سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو کوئی شخص زکوٰۃ نہ دے اور خود ہی کھائے تو لازماً ہر حالت میں اس کا سارا سرمایہ تباہ ہو جائے گا بلکہ تباہی سے مراد یہ ہے کہ

وہ مال جس سے فائدہ اٹھانے کا اس کو حق نہ تھا اور جو غرباء ہی کا حصہ تھا' اسے اسے کھا کر اپنے دین و ایمان کو تباہ کیا' امام احمد بن حنبلؒ سے یہی تشریح منقول ہے اور ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ زکوٰۃ مار کھانے والے کا پورا سرمایہ آناً فاناً تباہ ہو گیا ہے

○ صدقہ فطر کیوں فرض کیا گیا ہے؟

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فطرہ کی زکوٰۃ کو امت پر فرض (واجب) کیا تاکہ وہ ان بیکار اور بے حیائی کی باتوں سے جو روزہ کی حالت میں روزہ دار سے سرزد ہو جاتی ہیں' کفارہ بنے اور غریبوں مسکینوں کے کھانے کا انتظام ہو جائے۔

تشریح: یعنی صدقہ فطر جو شریعت میں واجب کیا گیا ہے' اس میں دو مصلحتیں کام کر رہی ہیں' ایک یہ کہ روزہ دار سے روزہ کی حالت میں باوجود کوشش کے جو کوتاہی و کمزوری رہ جاتی ہے' اس مال کے ذریعہ اس کی تلافی ہو جاتی ہے اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ جس دن سارے مسلمان عید کی خوشی منا رہے ہوتے ہیں اس دن معاشرے کے غریب لوگ فاقہ سے نہ رہیں بلکہ ان کی خوراک کا کچھ نہ کچھ انتظام ہو جائے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ گھر کے سارے ہی لوگوں پر فطرہ واجب کیا گیا ہے اور نماز عید سے پہلے دینے کی تاکید آئی ہے

○ ماہ رمضان کی فضیلت:

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ ، فَقَالَ



MPL LEO BURNETT

يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ.

جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَّقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا،

مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ،

وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ.

وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ،

وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی ﷺ نے خطبہ دیا جس میں فرمایا:

"اے لوگو! ایک بڑی عظمت والا، بڑی برکت والا مہینہ قریب آگیا ہے۔ وہ ایسا مہینہ ہے کہ جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے اور اس مہینہ کی راتوں میں تراویح پڑھنا نفل کر دیا ہے (یعنی فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔)

جو شخص اس مہینہ میں کوئی ایک نیک کام اپنے دل کی خوشی سے بطور خود کرے گا تو وہ ایسا ہو گا جیسے کہ رمضان کے سوا اور مہینوں میں فرض ادا کیا ہو۔

اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے گا تو وہ ایسا ہو گا جیسے کہ رمضان کے سوا

دوسرے مہینے میں کسی نے ستر فرض ادا کئے۔

اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔

اور یہ مہینہ غریبوں اور حاجت مندوں کے ساتھ مالی ہمدردی کا مہینہ ہے۔"

تشریح: صبر کا مہینہ ہونے سے مطلب یہ ہے کہ روزوں کے ذریعہ مومن کو خدا کی راہ میں جمنے اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کی تربیت دی جاتی ہے' آدمی ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ بیوی کے پاس جاتا ہے۔ اس سے اس کے اندر خدا کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس سے اس بات کی مشق ہوتی ہے کہ موقعہ پڑنے پر وہ اپنے جذبات و خواہشات پر اور اپنی بھوک پیاس پر کتنا قابو رکھ سکتا ہے۔ دنیا میں مومن کی مثال میدان جنگ کے سپاہی کی سی ہے جسے شیطانی خواہشوں اور بدی کی طاقتوں سے لڑنا ہے۔ اگر اس کے اندر صبر کی صفت نہ ہو تو حملہ کی ابتداء ہی میں اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دے گا۔

"ہمدردی کا مہینہ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ دار جن کو اللہ تعالیٰ نے کھاتا پیتا بنایا ہے' ان کو چاہئے کہ بستی کے حاجت مندوں کو خدا کے دیئے ہوئے انعام میں شریک کریں اور ان کی سحری اور افطاری کا انتظام کریں۔

اصل حدیث میں "مواساۃ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں مالی ہمدردی کرنا جس میں زبانی ہمدردی بھی شامل ہے۔

○ قیام رمضان کا اجر مغفرت ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ،
وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(متفق علیہ)

ترجمہ: جس شخص نے ایمانی کیفیت کے ساتھ اور اجر آخرت کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا جو پہلے ہو چکے ہیں۔

جس نے رمضان کی راتوں میں ایمانی کیفیت اور اجر آخرت کی نیت کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی تو اس کے ان گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا جو پہلے ہو چکے ہیں۔

روزہ ڈھال ہے:

اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ،

وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ،

فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ۔ (بخاری مسلم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"روزہ ڈھال ہے۔"

اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو اپنی زبان سے فحش بات نہ نکالے اور نہ شور و ہنگامہ کرے۔

اور اگر کوئی اس سے گالم گلوچ کرے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو اس روزہ دار کو سوچنا چاہئے اور یاد کرنا چاہئے کہ میں تو روزہ دار ہوں (بھلا میں کس طرح گالی دے سکتا اور لڑ سکتا ہوں)"

روزہ مومن کی سفارش کرے گا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ،

يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَىْ رَبِّ اِنِّىْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ،

وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِىْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔

(بیہقی، مشکوٰۃ، عبداللہ بن عمرؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

روزہ اور قرآن مومن کے لئے سفارش کریں گے۔

روزہ کہے گا، اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے اور دوسری لذتوں سے روکا تو یہ رکا رہا، تو اے میرے رب! اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر۔

اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا (اپنی میٹھی نیند چھوڑ کر نماز میں قرآن پڑھتا رہا) تو اے خدا! اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔

○ محض بھوکے پیاسے رہنے کا نام روزہ نہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِىْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ۔ (بخاری، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

جس شخص نے (روزہ رکھنے کے باوجود) جھوٹ بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔

تشریح: یعنی روزہ رکھوانے سے اللہ تعالیٰ کو مقصود انسان کو نیک بناتا ہے، اگر وہ نیک

ہی نہ بنا اور سچائی پر اس نے اپنی زندگی کی عمارت نہیں اٹھائی' رمضان میں بھی باطل اور ناحق بات کہتا اور کرتا رہا اور رمضان کے باہر بھی اس کی زندگی میں سچائی نہیں دکھائی دیتی تو ایسے شخص کو سوچنا چاہئے کہ وہ آخر کیوں صبح سے شام تک کھانے اور پینے سے رکا رہا۔

اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ روزہ دار کو روزہ رکھنے کے مقصد اور اس کی اصل روح سے واقف ہونا چاہئے اور ہر وقت اس بات کو ذہن میں تازہ رکھنا چاہئے کہ کیوں کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔

○ ایسا روزہ دار بدقسمت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاُ.

وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ۔

ترجمہ: نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

کتنے ہی (بدقسمت) روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزے سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔

اور (کتنے ہی روزہ کی رات میں) تراویح پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی تراویح میں سوائے جاگنے کے اور کچھ نہیں ہاتھ آتا۔

تشریح: یہ حدیث یہ سبق دیتی ہے کہ آدمی کو روزہ کی حالت میں روزہ کے مقصود کو سامنے رکھنا چاہئے۔

○ نماز' روزہ اور زکوٰۃ' گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں:

قَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ،

فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ۔ (بخاری۔ باب الصوم)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا:
آدمی جو کچھ اپنے گھر والوں اور مال اور پڑوسی کے سلسلے میں غلطی کرتا ہے، نماز، روزہ اور صدقہ ان غلطیوں کا کفارہ بنتے ہیں۔

تشریح: یعنی آدمی اپنے بیوی بچوں کی خاطر گناہ میں پڑ جاتا ہے، اسی طرح تجارت میں اور پڑوسیوں کے سلسلے میں بالعموم کوتاہی ہو جاتی ہے تو نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کوتاہیوں کو معاف فرما دے گا۔ (بشرطیکہ گناہ جان بوجھ کر نہ کئے گئے ہوں، بلکہ ہو گئے ہوں۔)

○ سحری کھانے میں برکت ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً۔ (بخاری)

ترجمہ: حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:
"سحری کھالیا کرو، اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

تشریح: یعنی سحری کھا کر روزہ رکھو گے تو دن آسانی سے کٹے گا۔ خدا کی عبادت اور دوسرے کاموں میں کمزوری اور سستی نہ آئے گی۔ سحری نہ کھاؤ گے تو بھوک کی وجہ سے سستی اور کمزوری آئے گی، عبادت میں جی نہ لگے گا اور یہ بڑی بے برکتی کی بات ہوگی چنانچہ دوسری حدیث میں فرمایا استعینوا بطعام السحر علی صیام النهار وبقیلولة النهار علی قیام اللیل "دن کو روزہ رکھنے میں سحری سے مدد لو اور تہجد کے لئے اٹھنے

میں دن کے قیلولے سے مدد لو۔"

افطار میں جلدی کرنی چاہئے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ،
قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔ (بخاری)

ترجمہ: سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
"لوگ (یعنی مسلمان) اچھی حالت میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔"

تشریح: مطلب یہ کہ یہود کی مخالفت کرو۔ وہ اندھیرا چھا جانے کے بعد روزہ کھولتے ہیں تو اگر تم افطار سورج ڈوبتے ہی کرو گے اور یہود کی پیروی نہ کرو گے' تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ تم دینی لحاظ سے اچھی حالت پر ہو۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ،
كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ
فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:
"ہم (رمضان کے مہینہ میں) حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر جاتے تو کچھ لوگ روزہ رکھتے اور کچھ نہ رکھتے۔
نہ روزہ دار کھانے والے پر اعتراض کرتا اور نہ کھانے والا روزہ دار پر اعتراض

کرتا۔"

تشریح: مسافر کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے جو شخص بہ آسانی سفر میں روزہ رکھ سکے تو اس کے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے اور جسے زحمت ہو تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ کسی کو کسی پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

○ عبادات میں اعتدال اختیار کرنا چاہیے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو،
اَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟
قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ،
قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ،
فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا،
وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا.
وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا،
وَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔ (بخاری)

ترجمہ: نبی ﷺ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے کہا:

"کیا یہ بات جو مجھے بتائی گئی ہے صحیح ہے کہ تم پابندی سے دن میں روزہ رکھتے اور رات بھر نفل نماز پڑھتے ہو؟"

انہوں نے کہا۔ "ہاں حضور ﷺ یہ بات صحیح ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تم ایسا نہ کرو، کبھی روزہ رکھو اور کبھی کھاؤ پیو۔ اسی طرح سوؤ بھی اور تہجد بھی پڑھو

کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے۔

تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے۔
تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔
اور تمہارے ملاقاتیوں' مہمانوں کا تم پر حق ہے۔
اور تم ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھو اتنا تم کو بس ہے۔"

○ نوافل میں اعتدال اختیار کرنا چاہیے:

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ،
اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ
فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً،
فَقَالَ مَا شَانُكِ؟
قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا،
فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا،
فَقَالَ لَہٗ كُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ،
قَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰی تَاْكُلَ،
فَاَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ،
فَقَالَ لَہٗ نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ،
فَقَالَ لَہٗ نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ،
قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ، فَصَلَّیَا جَمِیْعًا،
فَقَالَ لَہٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا، وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا،
وَاِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ،

فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَهٗ،
فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ صَدَقَ سَلْمَانُ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو جحیفہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے (مدینہ آنے کے بعد) ابوالدرداءؓ اور سلمان فارسیؓ کو آپس میں بھائی بنایا تھا تو سلمانؓ ' ابوالدرداءؓ کے یہاں ملاقات کو گئے تو ام الدرداءؓ (ابوالدرداء کی بیوی) کو معمولی لباس میں دیکھا۔ (کوئی بناؤ سنگھار نہیں تھا۔)

سلمانؓ نے پوچھا کہ "تمہارا یہ کیا حال ہے؟ (کیوں بیوہ عورتوں کی سی حالت بنا رکھی ہے۔)"

تو انہوں نے کہا۔ "تمہارے بھائی ابوالدرداءؓ کو دنیا سے تو کوئی مطلب رہا نہیں۔ (پھر بناؤ سنگھار کس کے لئے کروں۔)"

اس کے بعد ابوالدرداءؓ آئے اور مہمان بھائی کے لئے کھانا تیار کرایا اور کہا۔

"کھاؤ میں تو روزہ سے ہوں۔"

سلمانؓ نے کہا۔ "جب تک تم نہ کھاؤ گے میں نہیں کھا سکتا۔" تو انہوں نے روزہ توڑ کر ان کے ساتھ کھانا کھایا' پھر جب رات آئی تو نوافل کے ارادہ سے اٹھے۔

سلمانؓ نے کہا۔ "سو‌ؤ!" تو وہ (گھر میں) جاکر سوئے۔

پھر نوافل کے لئے اٹھے تو سلمانؓ نے کہا۔ "سوؤ!" اور رات کے آخری حصہ میں سلمانؓ نے فرمایا۔ "اٹھو" چنانچہ دونوں نے اکٹھے نماز تہجد پڑھی۔ پھر سلمانؓ نے ان سے کہا۔

"دیکھو تم پر تمہارے رب کا حق ہے' تمہارے نفس کا حق ہے' تمہاری بیوی کا حق ہے تو سب کا حق ادا کرو۔"

پھر حضور ﷺ کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔
"سلمانؓ نے صحیح بات کہی۔"

○ مسلسل نفلی روزے نہ رکھے جائیں:

عَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ اَبِيْهَا اَوْعَمِّهَا اَنَّهُ اَتَى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالَتُهُ فَقَالَ:

يَا رَسُوْلَ اللهِ اَمَا تَعْرِفُنِيْ؟

قَالَ مَنْ اَنْتَ؟

قَالَ اَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِيْ جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ،

قَالَ فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ؟

قَالَ مَا اَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَيْلٍ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَذَّبْتَ نَفْسَكَ،

ثُمَّ قَالَ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ،

قَالَ زِدْنِيْ فَاِنَّ بِيْ قُوَّةً،

قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ،

قَالَ زِدْنِيْ،

قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ،

قَالَ زِدْنِيْ.

قَالَ صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ. وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا ثُمَّ اَرْسَلَهَا۔

(ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت مجیبہ نے (جو قبیلہ باہلہ کی ایک خاتون تھیں) اپنے باپ (یا چچا) کے بارے میں بتایا کہ وہ (دین کے سیکھنے کے لئے) حضور ﷺ کے پاس گئے' پھر واپس گھر آئے اور ایک سال کے بعد پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (تو ان کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔) تب انہوں نے کہا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے مجھے نہیں پہچانا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "نہیں' تم اپنا تعارف کراؤ کون ہو؟"

انہوں نے کہا۔ "حضور ﷺ میں قبیلہ باہلہ کا آدمی ہوں گزشتہ سال حاضر ہوا تھا۔"

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "تمہارا یہ کیا حال ہوا؟ گزشتہ سال جب تم آئے تو بہت اچھی شکل و صورت میں تھے۔"

انہوں نے بتایا۔ "جب سے میں آپ کے پاس سے گیا اس وقت سے اب تک مسلسل روزے رکھ رہا ہوں' صرف رات میں کھانا کھاتا ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تم نے اپنے کو عذاب میں ڈالا (یعنی مسلسل نفلی روزے رکھ کر جسم کو گھلا ڈالا۔)"

پھر آپ ﷺ نے ان کو ہدایت کی کہ "رمضان کے روزے کے سوا ہر مہینہ ایک روزہ رکھ لیا کرو۔"

انہوں نے کہا۔ "حضور اس پر اضافہ فرما دیں۔ میرے اندر طاقت ہے (ایک سے زیادہ روزہ رکھنے کی۔)"

آپ ﷺ نے کہا۔ "اچھا ہر مہینے دو دن رکھ لیا کرو۔"

انہوں نے کہا۔ "کچھ اور اضافہ۔"

آپ ﷺ نے کہا۔ "اچھا ہر مہینے میں تین دن۔"
انہوں نے کہا۔ "کچھ اور بڑھا دیجئے۔"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اچھا ہر سال محترم مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو' ایسا ہی ہر سال کرو۔" یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں کو ملایا' پھر چھوڑ دیا۔ (اس سے اشارہ دینا تھا کہ محترم مہینوں میں رجب' شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں روزے رکھا کرو اور کسی سال ناغہ بھی کر دو۔)

○ حضور ﷺ کے ایام اعتکاف:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ،
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔
(بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ:
رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرتے تھے۔

تشریح: یوں تو حضور ﷺ ہمیشہ خدا کی بندگی میں لگے رہتے لیکن رمضان میں آپ کا ذوق و شوق اور بڑھ جاتا اور اس میں بھی آخری دس دن تو بالکل اللہ کی عبادت میں گزارتے' مسجد میں جا بیٹھتے' نفل نماز اور قرآن کی تلاوت اور ذکر دعا میں لگے رہتے اور ایسا اس لئے کرتے کہ رمضان کا مہینہ مومن کی تیاری کا زمانہ ہوتا ہے تاکہ گیارہ مہینے شیطان اور شیطانی طاقتوں سے لڑنے کے لئے قوت فراہم ہو جائے۔

○ رمضان کے آخری عشرہ میں حضور کا وفور عبادت:

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا ۔

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ اَحْیَا اللَّیْلَ ۔
وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ،

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو راتوں کو زیادہ سے زیادہ جاگ کر عبادت کرتے۔

اور اپنی بیویوں کو جگاتے (تاکہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ جاگ کر نوافل اور تہجد پڑھیں۔)

اور خدا کی عبادت کے لئے آپ تہبند کس کر باندھتے (یہ محاورہ ہے مطلب یہ کہ پورے جوش اور انہماک کے ساتھ عبادت میں لگ جاتے۔)

○ حج فرض کیا گیا ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ
یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا ۔ (المنتقیٰ)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی:

"کہا اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو حج کرو۔"

○ حج کرنے والا پاک صاف ہو کر لوٹے گا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ،

مَنْ اَتٰی ھٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ، رَجَعَ کَمَا وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اس گھر (کعبہ) کی زیارت کو آیا اور اس نے نہ تو شہوت کی کوئی بات کی اور نہ خدا کی نافرمانی کا کوئی کام کیا تو وہ اپنے گھر کو اس حالت میں لوٹے گا جس حالت میں اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (یعنی پاک و صاف ہو کر لوٹے گا' اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔)"

جہاد کے بعد بہترین عمل حج ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ،

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟

قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ،

قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا؟

قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ،

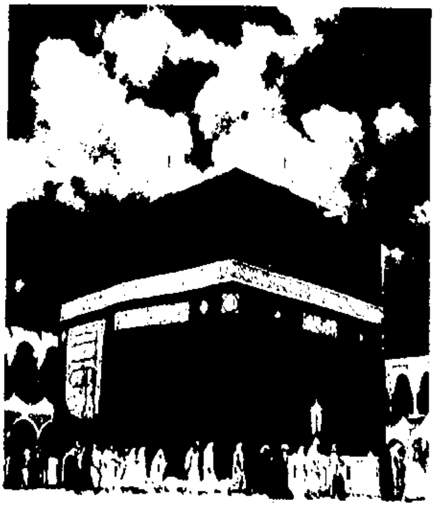
قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا؟

قَالَ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ (متفق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ سے پوچھا گیا۔ "کون سا عمل افضل ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ اور رسول پر ایمان لانا۔"



سعادت کے سفر میں
ارضِ مقدس کی جانب پرواز
پی آئی اے کا امتیاز

قومی پرچم بردار پی آئی اے کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ وطنِ عزیز سے عمرہ اور حج کی سعادت کو جانے والوں کے لئے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک خصوصی پروازوں کا اہتمام کرتی ہے تاکہ ہر سال زیادہ سے زیادہ عازمین عمرہ اور حج سے فیضیاب ہو سکیں۔

پی آئی اے۔ سعادت کے سفر میں آپ کی ہم سفر۔

PIA
پاکستان انٹرنیشنل
باکمال لوگ۔ لاجواب پرواز

سائل نے کہا۔ "اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "خدا کے دین کی خاطر جہاد کرنا۔"

پوچھا گیا کہ "اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ حج جس میں آدمی سے خدا کی نافرمانی نہ ہوئی ہو۔"

○ حج میں جلدی کرنی چاہئے:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے جلدی کرنی چاہئے کیونکہ ممکن ہے وہ بیمار پڑ جائے' ممکن ہے اونٹنی کھو جائے (یعنی سفر کے ذرائع مسدود ہو جائیں' راستہ پرخطر ہو جائے' سفر خرچ باقی نہ رہے) اور ممکن ہے کوئی ضرورت ایسی پیش آجائے جو سفر حج کو ناممکن بنا دے (لہٰذا جلدی کرو) معلوم نہیں کیا افتاد پڑ جائے اور تم حج بیت اللہ سے محروم ہو جاؤ۔"

○ حج کا اجر ابتدائے سفر سے شروع ہو جاتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ فَاِنَّہٗ قَدْ یَمْرَضُ الْمَرِیْضُ وَتَضِلُّ الرَّاحِلَۃُ وَتَعْرِضُ الْحَاجَۃُ۔ (ابن ماجہ۔ ابن عباس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلا' پھر راستہ میں اسے موت آگئی تو اللہ اس کو وہی اجر و ثواب دے گا جو اس کے یہاں حاجی' غازی اور عمرہ کرنے والوں کے لئے مقرر ہے۔"

○ اذان، عذاب سے نجات کا باعث بنتی ہے:

رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَۃٍ اٰمَنَھَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَذَابِہٖ ذٰلِكَ الْیَوْمَ

(ترغیب، بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "جب کسی بستی میں (نماز کے لئے) اذان دی جاتی ہے تو اللہ اس دن آنے والے عذاب سے (جو گناہوں کے سبب آسکتا تھا) اس بستی کو بچالیتا ہے۔"

○ اذان پر مغفرت اور جنت کا وعدہ:

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَّاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَأْسِ شَظِیَّۃٍ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ وَیُصَلِّیْ،

فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلَاۃَ یَخَافُ مِنِّیْ، قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ۔

(ابوداؤد، نسائی)

ترجمہ: عقبہ بن عامرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ "بکریوں کے اس چرواہے سے تمہارا رب بہت خوش ہوتا ہے جو کسی پہاڑ کی چٹان پر کھڑا ہو کر اذان دیتا ہے اور نماز

پڑھتا ہے۔

اللہ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو آبادی سے دور جنگل میں اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے وہ مجھ سے ڈرتا ہے میں اپنے اس بندے کی غلطیوں کو معاف کر دوں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔"

○ روز قیامت سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصَّلٰوةُ، فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَآئِرُ عَمَلِهٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَآئِرُ عَمَلِهٖ۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر بندہ اس میں پورا اترا تو بقیہ اعمال میں بھی کامیاب ہو گا اور نماز میں پورا نہ اترا تو بقیہ سارے اعمال خراب ہو جائیں گے۔"

تشریح: یہ اس لئے کہ نماز توحید کی عملی محسوس شکل ہے اور دین کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت مستحکم ہو گی اور بنیاد کمزور ہو تو پوری عمارت کمزور ہو گی۔

○ نماز گناہوں کی آگ کو بجھاتی ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا یُنَادِیْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ قُوْمُوْٓا اِلٰی نِیْرَانِكُمُ الَّتِیْٓ اَوْقَدْتُمُوْهَا فَاَطْفِئُوْهَا۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "ہر نماز کے وقت اللہ کا ایک فرشتہ منادی کرتا ہے:

کہتا ہے 'اے آدم کے بیٹو! جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لئے اٹھو۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیانی وقفے میں چھوٹی بڑی بہت سی غلطیاں ہو جایا کرتی ہیں اور یہی غلطیاں دوسری دنیا میں جہنم کی آگ کی شکل اختیار کریں گی تو فرشتہ یہ کہتا ہے۔ "جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لئے مسجد میں آؤ' نماز پڑھو' خدا سے توبہ و استغفار کرو' توبہ و استغفار ہی کے پانی سے یہ آگ بجھتی ہے!!"

○ مسجدیں آباد کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں:

رُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:

اِنَّ عُمَّارَ بُیُوْتِ اللّٰہِ ھُمْ اَھْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (طبرانی)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

"اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے اور ان کی خدمت کرنے والے اللہ کے دوست اور محبوب ہیں۔"

تشریح: جو لوگ اللہ کے گھروں (مسجدوں) کے آبادکار ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں وہ لوگ خدا کے محبوب بندے ہیں۔

○ مسجد سے شغف رکھنا ایمان کی دلیل ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جب تم کسی آدمی کو مسجدوں میں پابندی سے نماز جماعت پڑھتے ہوئے دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو۔"

○ نماز باجماعت کے لئے اٹھنے والے ہر قدم کا ثواب ملتا ہے:

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:
کَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ کَانَتْ لَا تُخْطِئُهٗ صَلَاةٌ،
فَقِیْلَ لَهٗ لَوِ اشْتَرَیْتَ حِمَارًا تَرْکَبُهٗ فِی الظَّلْمَاءِ وَ فِی الرَّمْضَاءِ،
فَقَالَ مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ، اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ یُّکْتَبَ
لِیْ مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَ رُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی اَهْلِیْ،
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ اللّٰہُ لَكَ ذٰلِكَ کُلَّهٗ۔ (مسلم۔ ترغیب)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی کا مکان مسجد نبوی ﷺ سے بہت دوری پر واقع تھا لیکن وہ مسجد نبوی ﷺ میں برابر آتے تھے۔ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی تھی۔

ان سے کسی نے کہا کہ کوئی خچر کیوں نہیں خرید لیتے تاکہ گرمی کے موسم میں اور اندھیری راتوں میں اس پر سوار ہو کر مسجد پہنچو۔

انہوں نے جواب دیا۔ میں مسجد کے قریب گھر کو نہیں پسند کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ پیدل چل کر پہنچوں اور آنے جانے میں جتنے قدم اٹھیں' وہ میرے نامہ اعمال میں لکھے جائیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ "ان کے ہر قدم کا ثواب اللہ تعالی انہیں دے گا۔"

○ امام کو اللہ سے ڈرنا چاہئے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيَتَّقِ اللهَ وَلْيَعْلَمْ اَنَّهُ ضَامِنٌ مَسْئُوْلٌ لِمَا ضَمِنَ،
وَاِنْ اَحْسَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ
مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَهُوَ عَلَيْهِ۔ (ترغیب، بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص لوگوں کی امامت کرے اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے' اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہے اور اس کے بارے میں اس سے بازپرس ہو گی۔ اگر اس نے بہتر طریق پر امامت کی تو مقتدیوں کے برابر اس کو اجر ملے گا بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے اجر میں کوئی کمی کی جائے اور اس سے جو بھی کوتاہی سرزد ہو گی اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ مقتدیوں پر اس کا وبال نہ آئے گا۔"

○ نوافل گھر میں پڑھنے کی فضیلت زیادہ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا اَفْضَلُ؟ اَلصَّلَاۃُ فِیْ بَیْتِیْ اَوِ الصَّلَاۃُ فِی الْمَسْجِدِ؟

قَالَ اَلَا تَرٰی اِلٰی بَیْتِیْ مَا اَقْرَبَہٗ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَاَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَلَاۃً مَکْتُوْبَۃً۔

(ابن ماجہ، مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

"نفل نماز اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کیا تم نہیں دیکھتے میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے؟ نفل نماز گھر میں پڑھنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے مسجد میں پڑھنے سے۔ البتہ فرض نماز مسجد ہی میں جماعت سے پڑھی جائے گی۔"

○ نماز کی چوری کرنے والا بدترین چور ہے:

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَۃً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِہٖ،

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یَسْرِقُ مِنَ الصَّلَاۃِ؟

قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا۔ (ترغیب، بحوالہ طبرانی وصحیح ابن خزیمہ)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرے۔"

لوگوں نے کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ نماز کو چرانے کا کیا مطلب ہے؟"

آپ ﷺ نے بتایا۔ "نماز کی چوری کا مطلب یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ ٹھیک سے نہ کرے۔"

○ زکوٰۃ اللہ کا حق ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِذَا أَدَّيْتَ زَكٰوةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ، وَمَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ اَجْرٌ وَكَانَ إِصْرُهُ عَلَيْهِ۔

(ترغیب بحوالہ ابن خزیمہ، و ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ (مفروضہ) ادا کر دی تو تم اللہ کے حق سے سبکدوش ہو گئے اور جس نے حرام مال جمع کیا اور اسے اللہ کی راہ میں دیا تو اس پر اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا گناہ ہو گا۔"

○ رمضان میں روزہ اور تراویح:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

إِنَّ اللهَ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ (ترغیب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے نماز تراویح تجویز کی پس جو لوگ رمضان میں روزے رکھیں گے اور تراویح پڑھیں گے۔ ایمان اور احتساب (اجر آخرت کی نیت) کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوں گے جیسے ان دن جب کہ وہ پیدا ہوئے تھے گناہوں سے پاک تھے۔"

تشریح: حدیث میں قیام کا لفظ آیا ہے جس سے مراد تراویح ہے جو شخص مومن ہو اور اجر آخرت کی نیت سے یہ دونوں کام کرے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ رہے وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں' وہ تو اسی وقت معاف ہوں گے جب کہ صاحب حق کو اس کا حق لوٹا دیا جائے یا وہ بخوشی معاف کر دے۔

○ سحری کھانا مت چھوڑنا:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ.
دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ،
فَقَالَ اِنَّهَا بَرَكَةٌ اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ اِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوْهَا۔ (نسائی، ترغیب)

ترجمہ: عبداللہ بن حارث" حضور ﷺ کے ایک صحابی" سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے پاس اس وقت پہنچا جب آپ ﷺ سحری کھا رہے تھے۔

اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا۔ "سحری کھانا باعث برکت ہے۔ یہ برکت اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو عطا کی ہے تو سحری کھانا مت چھوڑنا۔"

تشریح: یہود اپنے روزوں میں سحری نہیں کھاتے تھے اور یہ ان کی وہ بدعت تھی جو ان کے عالموں نے ایجاد کی تھی یا ان کی سرکشی اور بغاوت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے سحری کھانے سے منع کر دیا تھا۔ آخری نبی رحمت ﷺ کی امت کو ہلکے پھلکے احکام

دیئے گئے اور بہت سی آسانیوں سے نوازا گیا۔ انہی آسانیوں میں سے ایک آسانی سحری کھا کر روزہ رکھنا بھی ہے۔

سحری کے بابرکت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روحانی برکت کے ساتھ ساتھ سحری کھا کر روزہ رکھنے سے دن میں اللہ کی عبادت اور دوسرے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔

○ روزہ، جسم کی زکوٰۃ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَیْءٍ زَكَاةٌ وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ وَالصِّیَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہر گندگی کو دور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ نے بنائی ہے اور جسم کو (امراض سے) پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔"

تشریح: جدید تحقیقات کی رو سے تمام مسلم اور غیر مسلم ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی طرز پر روزہ رکھنے سے بہت سی مہلک بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے اور روزہ کے نصف صبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو دوسری عبادتوں سے زیادہ خالص اور شائبہ ریا سے پاک ہے۔ اس لئے اس سے نفس وغیرہ پر قابو پانے کی جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ تمام دوسری عبادتوں سے حاصل ہونے والی قوت سے نصف حصہ کے برابر ہوگی۔

○ روزہ جہنم سے بچانے والی ڈھال ہے:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْقِتَالِ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

"جس طرح لڑائی میں تمہارے پاس ڈھال ہوتی ہے جو دشمن کے حملوں سے تمہیں بچاتی ہے اسی طرح یہ روزہ تمہارے لئے ڈھال ہے جو جہنم سے بچانے والی ہے۔"

○ افطار کی دعا کا عظیم اجر:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَّصُوْمُ فَيَقُوْلُ عِنْدَ اِفْطَارِهِ،

يَا عَظِيْمُ يَا عَظِيْمُ وَاَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اغْفِرْ لِيَ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ فَاِنَّهُ

لَا يَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا الْعَظِيْمُ،

اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "جو مسلمان روزہ رکھے اور شام کے وقت یہ دعا پڑھے "یا عظیم یا عظیم سے العظیم تک"

تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح کہ وہ اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔"

تشریح: اس حدیث میں جو دعا افطار کے وقت کی بتائی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

"اے صاحب عظمت اللہ! اے عظیم اقتدار کے مالک! تو میرا مالک ہے۔ تیرے سوا کوئی اور میرا معبود نہیں ہے۔ میرے عظیم گناہوں کو تو معاف کر دے، اس لئے کہ عظیم

ہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔"

کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ

فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ اِنِّیْ صَائِمٌ۔

(ترغیب بحوالہ ابن خزیمہ و ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"صرف کھانا پانی چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے' اصلی روزہ تو یہ ہے کہ آدمی بیہودہ اور بے کار باتوں اور شہوانی گفتگو سے بچے' پس اے روزہ دار اگر تجھے کوئی گالی دے یا جہالت پر اتر آئے تو' تو کہہ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں' میں روزہ رکھے ہوں۔"
(یعنی مشتعل ہو کر جوابی کارروائی نہ کرے۔)"

سفر میں روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں ہے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ فِیْ ظِلِّ شَجَرَةٍ

يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ،

قَالَ مَا بَالُ صَاحِبِكُمْ؟

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَائِمٌ،

قَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِی السَّفَرِ، وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ

اللّٰہِ الَّتِیْ رَخَّصَ لَکُمْ فَاقْبَلُوْھَا۔ (نسائی۔ترغیب)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو درخت کے سائے میں بے ہوش پڑا تھا' لوگ اسے پانی کے چھینٹے دے رہے تھے۔

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "اس کو کیا ہو گیا ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ روزہ سے تھے' برداشت نہ کر سکے' غشی آ گئی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ "سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے اور تمہارے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ۔"

تشریح: جس آدمی کا ڈھانچہ کمزور ہو اور روزہ رکھنے کی شکل میں اس طرح کی صورت حال سے دوچار ہونے کا ظن غالب ہو تو ایسے آدمی کو خدا کی بخشی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

○ رمضان کے بلاعذر چھوڑے ہوئے روزے کی تلافی ناممکن ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِّنْ رَّمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ یَقْضِہٖ صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَاِنْ صَامَہٗ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

"جو شخص رمضان کا ایک روزہ بھی بلاعذرِ شرعی (سفر اور مرض) چھوڑ دے، پھر مدت العمر روزے اس کی تلافی کے لئے رکھے تب بھی اس ایک روزہ کی کمی پوری نہ ہو گی۔"

○ عید ـــــ انعام کا دن ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسٍ بِالْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا.

اُغْدُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يَمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ. لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ. وَاُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ، وَاَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَآئِزَكُمْ،

فَاِذَا صَلَّوْا نَادٰى مُنَادٍ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَهُوَ يَوْمُ الْجَائِزَةِ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ فِي السَّمَآءِ يَوْمَ الْجَائِزَةِ۔

(ترغیب وترہیب)

ترجمہ: سعد بن اوس انصاریؒ اپنے باپ حضرت اوس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب عیدالفطر کا دن آتا ہے تو خدا کے فرشتے تمام راستوں کے نکڑ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

اے مسلمانو! رب کے پاس چلو جو بڑا کریم ہے اور جو نیکی اور بھلائی کی باتیں بتاتا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر بہت زیادہ انعام دیتا ہے۔ تمہیں اس کی طرف سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح پڑھی، تم کو دن میں روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت گزاری کی تو اب چلو اپنا انعام لے لو۔

اور جب لوگ عید کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو خدا کا ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے لوگو! تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرمادی پس تم اپنے گھروں کو کامیاب و کامران لوٹو! یہ عید کا دن انعام کا دن ہے اور اس دن کو فرشتوں کی دنیا میں (آسمان پر) "انعام" کا دن کہا جاتا ہے۔"

○ تارکین حج کا ایمان خطرے میں ہے:

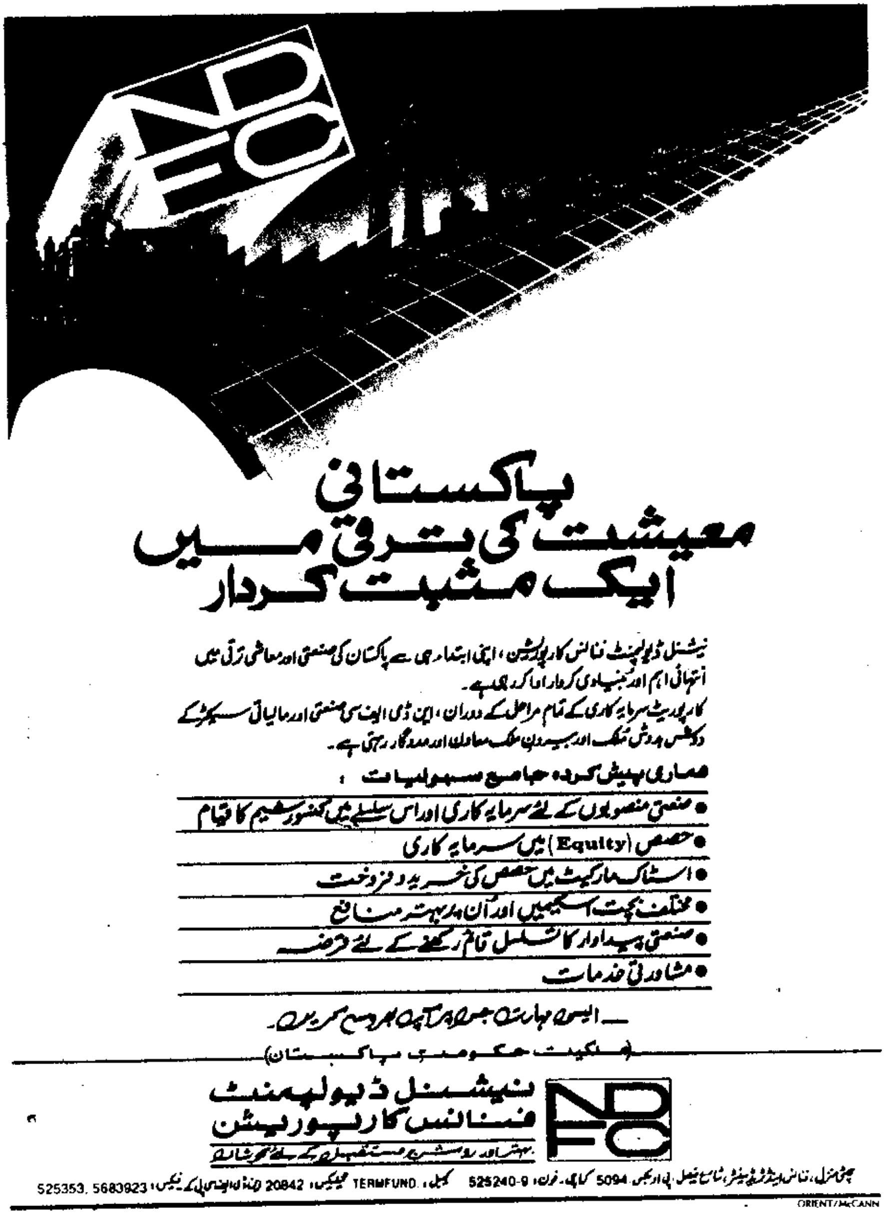
عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ لَّمْ تَحْبِسْہُ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَآءَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا۔ (ترغیب بحوالہ بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں:

"اگر کسی شخص کو واقعی محتاجی نہیں ہے، بیمار بھی نہیں ہے اور کسی ظالم اقتدار کی طرف سے رکاوٹ بھی نہیں ہے پھر بھی اس نے حج نہیں کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اگر چاہے!"

تشریح: اگر حج فرض ہو چکا ہے اور اس فرض کے ادا کرنے میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے پھر بھی حج نہیں کرتا تو اس کا ایمان خطرے میں ہے۔


NDFC
پاکستانی
معیشت کی ترقی میں
ایک مثبت کردار
نیشنل ڈیولپمنٹ فنانس کارپوریشن، اپنی ابتدا ہی سے پاکستان کی صنعتی اور معاشی ترقی میں انتہائی اہم اور بنیادی کردار ادا کر رہی ہے۔
کارپوریٹ سرمایہ کاری کے تمام مراحل کے دوران، این ڈی ایف سی صنعتی اور مالیاتی سیکٹر کے دلکش ہر دو شعبے ملک اور بیرون ملک معاون اور مددگار رہتی ہے۔
ہماری پیش کردہ جامع سہولیات:
• صنعتی منصوبوں کے لئے سرمایہ کاری اور اس سلسلے میں کنسورشیم کا قیام
• حصص (Equity) میں سرمایہ کاری
• اسٹاک مارکیٹ میں حصص کی خرید و فروخت
• مختلف بچت اسکیمیں اور ان پر بہتر منافع
• صنعتی پیداوار کا تسلسل قائم رکھنے کے لئے قرضے
• مشاورتی خدمات
— ایسی مہارت جس پر آپ بھروسہ کر سکیں۔
(ملکیت حکومت پاکستان)
نیشنل ڈیولپمنٹ فنانس کارپوریشن
بہتر اور روشن مستقبل کے لئے کوشاں
NDFC
چیف منزل، فنانس اینڈ ٹریڈ سینٹر، شاہراہ فیصل، پی او بکس 5094 کراچی۔ فون: 9-525240 کیبل: TERMFUND، ٹیلیکس: 20842 ... 525353, 5683923
ORIENT/McCANN

○ حاجی اللہ کے مہمان ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاھُمْ فَاَجَابُوْہُ وَسَأَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"حج اور عمرہ (چھوٹا حج) کرنے والے اللہ کے معزز مہمان ہیں۔ اللہ نے انہیں اپنے یہاں آنے کے لئے کہا تو وہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جو بھی درخواست اس کی جناب میں انہوں نے پیش کی اللہ نے قبول فرمائی۔"

تشریح: اس مضمون کی کئی حدیثیں آئی ہیں بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ انہوں نے مغفرت کی درخواست کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ حج کرنے والے جن لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیتا ہے مگر ایسا گناہ جو بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتا ہے وہ معاف نہیں ہوگا جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے۔

○ خواتین کا جہاد ـــــ حج اور عمرہ ہے:

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:
"بوڑھوں، کمزوروں اور عورتوں کے لئے حج اور عمرہ کرنا ثواب میں جہاد کے برابر

ہے۔"

صحیح معنوں میں حاجی کون ہے؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْحَاجُّ؟

قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ،

قَالَ فَاَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ؟

قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ،

قَالَ وَمَا السَّبِيْلُ؟

قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ حاجی کون ہے؟ (یعنی حج کرنے والے کے اندر کیا خوبی ہونی چاہیے۔)

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ جس کے بال پراگندہ ہوں اور جو میلے کچیلے کپڑے پہنے رہے۔"

اس نے پوچھا۔ "حج کے افعال میں سے کون سا فعل ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "بلند آواز سے لبیک والی دعا پڑھنا اور قربانی کرنا۔"

اس نے پوچھا۔ "السبیل سے کیا مراد ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "سواری اور راستے کا خرچ مراد ہے۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کس طرح کے حج کرنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حج ایک عاشقانہ قسم کی عبادت

ہے جو لوگ محبوب کے گھر کی زیارت کو جائیں انہیں ہر وقت غسل کرنے اور کھانے پینے میں دلچسپی نہیں لینی چاہئے۔ انہیں تو جو وقت ملے اپنے محبوب کے ذکر و مناجات میں دعا و استغفار میں اور گریہ و زاری میں صرف کرنا چاہئے۔

آخری سوال اس نے یہ کیا کہ "قرآن مجید میں حج والی آیت میں من استطاع الیہ سبیلا (آل عمران:47) کے الفاظ آئے ہیں اس نے پوچھا کہ سبیل کی استطاعت رکھنے سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے بتایا اللہ کے گھر تک پہنچنے کے لئے سواری ہونی چاہئے اور راستہ کا خرچ ہونا چاہئے۔

○ عرفات والوں پر خدا کی نظر کرم ہوتی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَإِذَا وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا

فَيَقُوْلُ،

اُنْظُرُوْا إِلَى عِبَادِيْ شُعْثًا غُبْرًا جَاءُوْنِيْ شُعْثًا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب حاجی لوگ عرفات میں ٹھہر کر دعا اور گریہ و زاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا تک آجاتے ہیں اور فرشتوں سے کہتے ہیں۔"

"میرے ان بندوں کو دیکھو' بال بکھرے ہوئے' غبار سے اٹے ہوئے! دیکھو میرے پاس یہ اس حالت میں آئے ہیں۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں جب لوگ پہنچتے ہیں اور گریہ و زاری میں مشغول ہوتے ہیں تو اس موقع پر ان کی طرف اللہ کی رحمت خصوصی طور پر

متوجہ ہوتی ہے۔

○ قربانی کے لئے اخلاص نیت شرط ہے:

رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ ضَحُّوْا وَاحْتَسِبُوْا بِدِمَائِھَا، فَاِنَّ الدَّمَ وَاِنْ

وَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَاِنَّہٗ یَقَعُ فِیْ حِرْزِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو قربانی کرو، جانوروں کا خون اخروی ثواب کی نیت سے بہاؤ، قربانی کے جانور کا خون اگرچہ ظاہراً زمین پر گرتا ہے (اور برباد ہوتا دکھائی دیتا ہے) لیکن حقیقتاً اللہ کے خزانے میں چلا جاتا ہے۔"

تشریح: حدیث میں "حرز" کا لفظ آیا ہے، حرز اس صندوق کو کہتے ہیں جس میں آدمی اپنے کپڑے وغیرہ رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ قربانی کے دن قربانی کرنا سب سے بڑا کار ثواب ہے۔ قربانی کے جانور کا خون --- ہماری مادی محدود نظر میں --- اگرچہ زمین پر گر کر برباد ہوتا ہے لیکن واقعتاً --- جیسا کہ نبی ﷺ نے خبر دی --- وہ خدا کے خزانے میں چلا جاتا ہے اور قربانی کرنے والے کے لئے ذخیرہ بنتا ہے۔

○ بدنصیب کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ جِسْمَہٗ وَوَسَّعْتُ عَلَیْہِ

فِي الْمَعِيْشَةِ تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَّا يَفِدُ إِلَيَّ لَمَحْرُوْمٌ

(ترغیب بحوالہ ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ عز و جل کہتا ہے کہ جس بندے کو میں نے صحت اور تندرستی بخشی اور روزی میں فراخی اور کشادگی دی اور پھر پانچ سال کی مدت گزر جائے میرے پاس نہ آئے تو ایسا شخص محروم القسمت اور بد قسمت ہے۔"

تشریح: تندرستی اور روزی کی کشادگی اللہ تعالٰی کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ دونوں نعمتیں جسے حاصل ہوں اس کو زیادہ سے زیادہ خدا سے تعلق جوڑنا چاہئے اور قولاً و عملاً ہر طرح سے شکر گزار بندہ بننا چاہئے لیکن یہ نعمتیں پاکر ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ یا ایک سال نہیں بلکہ پانچ پانچ سال تک خدا کے پاس یعنی بیت اللہ حج کے لئے نہیں جاتا تو اس سے زیادہ محرومی کی بات کیا ہوگی۔ اسے جاننا چاہئے کہ جس نے اس کو صحت دی ہے وہ چھین بھی سکتا ہے اور جس نے اس کو رزق کی کشائش سے نوازا ہے اسے پل بھر میں دانے دانے کو محتاج بنا سکتا ہے۔ اس صحت اور دولت کو غنیمت سمجھے اور جلد از جلد فریضہ حج سے فارغ ہو، معلوم نہیں کہ آئندہ یہ نعمتیں اسے حاصل بھی رہیں گی یا نہیں۔

○ چاروں عبادتوں کا یکساں اہتمام ہونا چاہئے:

عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ نِ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللّٰهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَمَنْ أَتَى بِثَلَاثٍ لَمْ يُغْنِيْنَ عَنْهُ شَيْئًا حَتّٰى يَأْتِيَ بِهِنَّ جَمِيْعًا الصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ


برکھارت میں ذائقے کی نئی بہار
رُوح افزا لیموں
برسات کی آمد سے گرمی کی شدت میں کمی ضرور آجاتی ہے مگر حبس اور اس کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے اس موسم میں بھی رُوح افزا کا استعمال جاری رکھنا صحت مندی ہے!
موسم کی تبدیلی کے باعث بدلے ہوئے ذائقے کی تسکین کے لیے اس میں لیموں کا تازہ رس شامل کرکے خوش ذائقہ رُوح افزا سکنجبین کا لطف اٹھایئے۔
SHARBAT ROOH AFZA
رنگ، خوشبو، ذائقے، تاثیر اور معیار میں بے مثال
رُوح افزا
مشروبِ مشرق
Adarts -HRA-12/91



برکھا رُت میں ذائقے کی نئی بہار
رُوح افزا لیموں
برسات کی آمد سے گرمی کی شدت میں کمی ضرور آجاتی ہے
مگر حبس اور اس کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے اس موسم میں بھی
رُوح افزا کا استعمال جاری رکھنا صحت مندی ہے!
موسم کی تبدیلی کے باعث بدلے ہوئے
ذائقے کی تسکین کے لیے اس میں
لیموں کا تازہ رس شامل کرکے خوش ذائقہ
رُوح افزا سکنجبین کا لطف اٹھائیے۔
SHARBAT
ROOH AFZA
رنگ، خوشبو، ذائقے، تاثیر اور معیار میں بے مثال
رُوح افزا
مشروبِ مشرق
Adarts -HRA-12/91

حقوق العباد

○ ماں سے حسن سلوک کی تاکید:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ ؟

قَالَ اُمُّكَ .

قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟

قَالَ اُمُّكَ ،

قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟

قَالَ اُمُّكَ

قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟

قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ

ثُمَّ اَدْنَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ - (بخاری مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا' تیری ماں۔

اس نے کہا' پھر کون؟

آپ ﷺ نے فرمایا' تیری ماں۔

اس نے کہا' پھر کون؟

آپ ﷺ نے فرمایا' تیری ماں۔

اس نے کہا' پھر کون؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا' پھر تیرا باپ' ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ

نے دو بار ماں کا اور تیسری بار باپ کا ذکر فرمایا اور کہا پھر درجہ بدرجہ جو تیرے قریبی لوگ ہوں۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے' یہی بات قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "ہم نے انسان کو والدین کی شکرگزاری کا تاکیدی حکم دیا اور اس کے فوراً بعد یہ فرمایا کہ اس کی ماں نے اس کو تکلیف پر تکلیف جھیل کر نو مہینے تک اپنے شکم میں اٹھایا' پھر دو سال تک اپنے خون سے اس کو پالا۔" اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ جہاں تک ادب و تعظیم کا سوال ہے باپ زیادہ مستحق ہے اور خدمت کے لحاظ سے ماں کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔

○ ماں باپ کی خدمت کا صلہ جنت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ،

قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ (مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل ہو) یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمائی۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون ذلیل ہو؟ (یعنی یہ جملہ کن لوگوں کے حق میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں؟)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ان دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ

ہوا۔"

○ والدین کی نافرمانی حرام ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،
اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ،
وَوَأْدَ الْبَنَاتِ،
وَمَنْعًا وَھَاتِ،
وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ،
وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی۔
اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا۔
اور حرص و بخل۔
اور تمہارے لئے اس نے ناپسند کیا ہے بے کار قسم کی گفتگو،
اور زیادہ سوال کرنا اور مال کو برباد کرنا۔"

تشریح: سوال زیادہ کرنے سے مراد خواہ مخواہ کی کرید کرنا ہے، اس سے مقصود یہ نہیں ہے کہ آدمی جو بات نہیں جانتا اس کے بارے میں نہ پوچھے بلکہ مراد یہ ہے کہ اس طرح کی کرید نہ کرے جس طرح کی کرید بنی اسرائیل نے گائے ذبح کرنے کے معاملہ میں کی تھی اور آج بھی اس طرح کی کرید بالعموم وہ لوگ کرتے ہیں جو دین پر عمل کرنا نہیں چاہتے۔

○ موت کے بعد والدین کے حقوق کیا ہیں؟

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ نِ السَّاعِدِیْ قَالَ :

بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلَمَةَ

فَقَالَ ،

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا .

قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَیْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا ،

وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا .

وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا ،

وَاِكْرَامُ صَدِیْقِهِمَا - (ابوداؤد)

ترجمہ: ابو اسیدؓ فرماتے ہیں:

"اس اثناء میں کہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' بنو سلمہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا کہ:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! ماں باپ کے وفات پا جانے کے بعد ان کا کوئی حق باقی رہتا ہے جسے میں ادا کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں! ان کے لئے دعا و استغفار کرو۔

اور جو (جائز) وصیت وہ کر گئے ہیں' اسے پورا کرو۔

اور والدین سے جن لوگوں کا رشتہ داری کا تعلق ہے ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

اور ماں باپ کے دوست اور سہیلیوں کی عزت اور خاطرداری کرو"

○ رضاعی ماں کی تعظیم بھی ماں کی طرح کرنی چاہئے:

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ ،

رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَةِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ حَتّٰی

دَنَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَہَا رِدَاءَہٗ فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ۔
فَقُلْتُ مَنْ ھِیَ؟
قَالُوْا ھِیَ اُمُّہُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے حضور ﷺ کو مقام جعرانہ میں دیکھا کہ آپ گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور حضور ﷺ کے قریب گئی، تو آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی جس پر وہ بیٹھ گئی۔

میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟

لوگوں نے مجھے بتایا کہ "یہ حضور ﷺ کی ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔"

○ مشرک والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا چاہئے:

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ،
قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ،
قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُھَا؟
قَالَ نَعَمْ صِلِیْھَا۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں:

"اس زمانے میں جب کہ قریش اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی تھی (صلح حدیبیہ) میری ماں (رضاعی ماں) میرے پاس آئی اور وہ ابھی اسلام نہیں لائی تھی بلکہ شرک کی حالت پر تھی،

تو میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ میں اسے کچھ دوں تو کیا میں اسے دے سکتی ہوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں تم اس کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرو۔"

○ صلہ رحمی کا مکمل درجہ کیا ہے؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،

لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ،

وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا۔ (بخاری، ابن عمرؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"وہ شخص جو بدلہ میں رشتہ داری کا لحاظ کرتا ہے وہ مکمل درجہ کی صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے'

کمال درجہ کی صلہ رحمی یہ ہے کہ جب دوسرے رشتہ دار اس کے ساتھ بے تعلقی کریں تو یہ ان کے ساتھ اپنا تعلق جوڑے اور ان کا حق دے۔"

تشریح: یعنی رشتہ داروں کے حسن سلوک کے جواب میں حسن سلوک کرنا یہ کمال درجہ کا حسن سلوک نہیں ہے۔ سب سے بڑا صلہ رحمی کرنے والا حقیقتاً وہ شخص ہے کہ رشتہ دار تو اس کو کاٹ رہے ہوں اور وہ ان سے جڑنے کی کوشش کرتا ہو۔ وہ اس کا کوئی حق نہ ادا کریں' پر یہ ان کے سارے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار ہو' یہ ایک ایسی چیز ہے جو کمال درجہ تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

○ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرنے کا اجر:

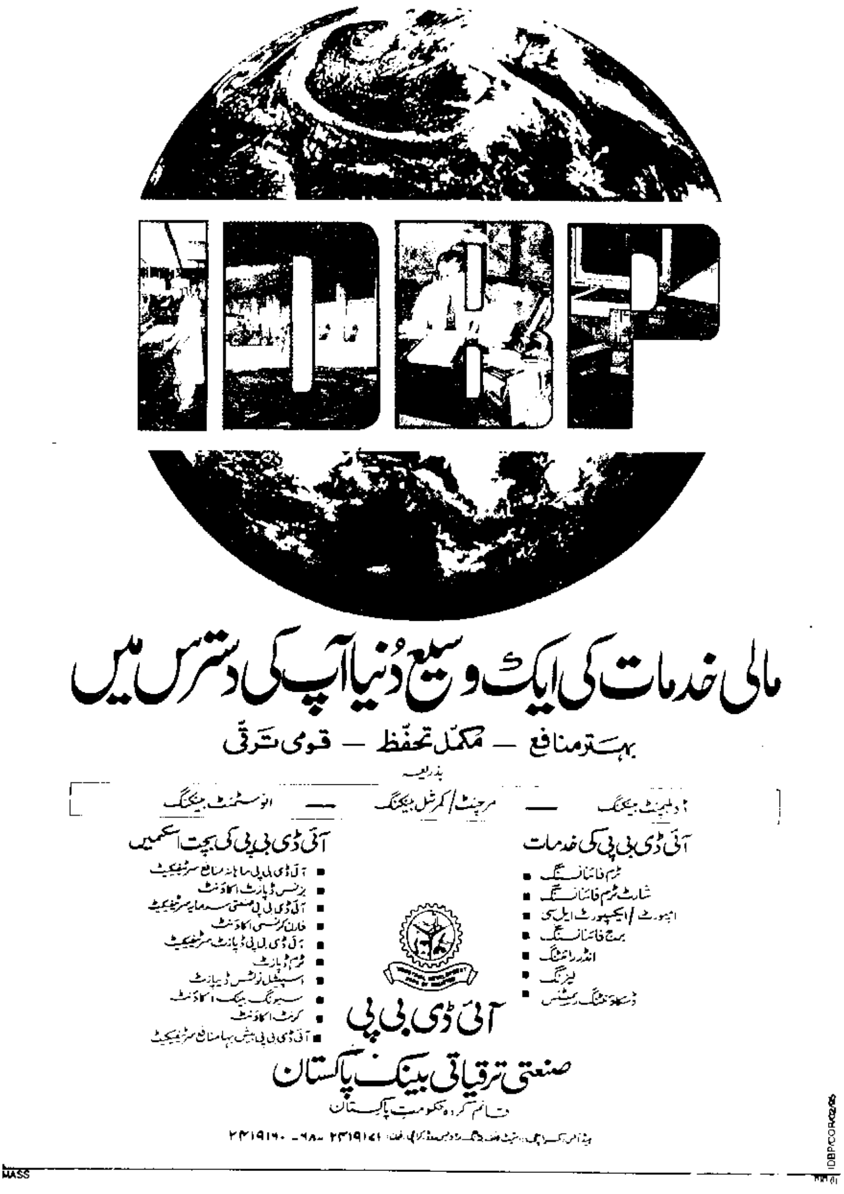
اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،

إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونَنِي،
وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ،
وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ،
فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ،
وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذٰلِكَ۔
(مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: ایک آدمی نے حضور ﷺ سے کہا:
"اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے حقوق میں ادا کرتا ہوں اور وہ میرے حقوق ادا نہیں کرتے ہیں۔
میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔
میں ان کے ساتھ حلم و بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت برتتے ہیں۔"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو گویا تو ان کے چہروں پر سیاہی پھیر رہا ہے اور اللہ ان کے مقابلہ میں ہمیشہ تیرا مددگار رہے گا جب تک تو اس حالت پر قائم رہے گا۔"

بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ،
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟
قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ،


IDBP
مالی خدمات کی ایک وسیع دُنیا آپ کی دسترس میں
بہتر منافع — مکمل تحفظ — قومی ترقی
بذریعہ
ڈولپمنٹ بینکنگ — مرچنٹ/کمرشل بینکنگ — انوسٹمنٹ بینکنگ
آئی ڈی بی پی کی خدمات
ٹرم فائنانسنگ
شارٹ ٹرم فائنانسنگ
امپورٹ/ایکسپورٹ ایل سی
برج فائنانسنگ
انڈر رائٹنگ
لیزنگ
ڈسکاؤنٹنگ ریٹس
آئی ڈی بی پی کی بچت اسکیمیں
آئی ڈی بی پی ماہانہ منافع سرٹیفکیٹ
بزنس ڈپازٹ اکاؤنٹ
آئی ڈی بی پی صنعتی سرمایہ سرٹیفکیٹ
فارن کرنسی اکاؤنٹ
آئی ڈی بی پی ڈپازٹ سرٹیفکیٹ
ٹرم ڈپازٹ
اسپیشل نوٹس ڈپازٹ
سیونگ بینک اکاؤنٹ
کرنٹ اکاؤنٹ
آئی ڈی بی پی بیش بہا منافع سرٹیفکیٹ
آئی ڈی بی پی
صنعتی ترقیاتی بینک پاکستان
قائم کردہ حکومت پاکستان
IDBP/COR

وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ،

وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ،

وَلَا تُقَبِّحْ،

وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حکیم ابن معاویہؓ اپنے باپ معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں' انہوں (معاویہؓ) نے کہا کہ:

"میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کسی شخص کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس کا حق یہ ہے کہ جب تو کھائے تو اس کھلائے۔
اور جب تو پہنے تو اسے پہنائے'
اور اس کے چہرہ پر نہ مارے'
اور اس کو بددعا کے الفاظ نہ کہے'
اور اگر اس سے ترک تعلق کرے تو صرف گھر میں کرے۔"

تشریح: یعنی جیسا تم کھاؤ ویسا ہی اپنی بیوی کو کھلاؤ اور جس معیار کے کپڑے تم پہنو اسی معیار کا کپڑا اسے دو۔

آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیوی کی طرف سے نافرمانی اور شرارت ظاہر ہو تو قرآن کی ہدایت کے مطابق پہلے اس کو نرمی سے سمجھائے' اگر اس سے بھی وہ ٹھیک نہ ہو تو گھر میں اپنا بستر الگ کرلے اور بات باہر نہ پہنچنے دے کیونکہ یہ شرافت کے خلاف ہے۔ اس سے بھی اگر ٹھیک نہ ہو تو پھر اس کو مارا جاسکتا ہے' لیکن چہرہ پر نہیں بلکہ دوسرے حصہ جسم پر اور اس میں بھی ہدایت ہے کہ ہڈی کو توڑ دینے والی یا زخمی کردینے والی مار نہ ماری جائے۔

○ بدزبان بیوی کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ،

إِنَّ لِي امْرَأَةً فِي لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْبَذَاءَ،

قَالَ طَلِّقْهَا،

قُلْتُ إِنَّ لِي مِنْهَا وَلَدًا وَلَهَا صُحْبَةٌ،

قَالَ فَمُرْهَا، يَقُوْلُ عِظْهَا، فَإِنْ يَكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ.

وَلَا تَضْرِبَنَّ ظَعِيْنَتَكَ ضَرْبَكَ أُمَيَّتَكَ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت لقیط ابن صبرہؓ فرماتے ہیں:

میں نے نبی ﷺ سے کہا۔ "میری بیوی بدگو ہے۔"

تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اسے طلاق دے دو۔"

میں نے کہا۔ "اس سے میرے بچے ہیں' مدت سے ہم دونوں ساتھ رہتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اسے نصیحت کرو' اگر اس کے اندر خیر کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوگی تو وہ تمہاری بات مان لے گی۔

اور خبردار اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارنا جیسے تو اپنی لونڈی کو مارتا ہے۔"

تشریح: اس حدیث کے آخری ٹکڑے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لونڈیوں کو خوب پیٹو اور بیویوں کو نہ پیٹو بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح لوگ اپنی باندیوں کے ساتھ پیش آتے ہیں' اس طرح کا معاملہ بیوی کے ساتھ نہ ہونا چاہئے۔

○ بیوی کو مارنا اچھا وصف نہیں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

لَا تَضْرِبُوْا إِمَاءَ اللهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ،

فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ،

فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ فَطَافَ بِآلِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ

أَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،

لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولٰئِكَ

بِخِيَارِكُمْ۔ (ابوداؤد۔ ایاس بن عبداللہ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! اللہ کی باندیوں (یعنی اپنی بیویوں) کو مت مارو۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ﷺ کی اس ہدایت کی وجہ سے شوہروں نے مارنا چھوڑ دیا تو عورتیں اپنے شوہروں کے سر چڑھ گئیں اور دلیر ہو گئیں۔ تو نبی ﷺ نے ان کو مارنے کی اجازت دے دی' اس کے بعد نبی ﷺ کی بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں آئیں اور انہوں نے اپنے شوہروں کی مار پیٹ کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"میری بیویوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت لے کر آئیں ایسے لوگ تم میں کے بہتر لوگ نہیں ہیں۔"

○ مومن کو بیوی سے نفرت نہ کرنا چاہیے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،

لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ۔

(مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

کوئی مومن شوہر اپنی مومن بیوی سے نفرت نہ کرے' اگر اس کی ایک عادت نہیں پسند آئی تو دوسری اور عادتیں پسند آئیں گی۔

تشریح: یعنی بیوی اگر خوبصورت نہیں ہے یا کسی اور قسم کی کوتاہی اور کمی اس میں پائی جاتی ہے تو اس وجہ سے فوراً اس سے قطع تعلق کا فیصلہ مت کر لو۔ ایک عورت کے اندر اگر بعض پہلوؤں سے کوئی کمی ہوتی ہے تو دوسرے اور بہت سے پہلو ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ شوہر کے دل پر قبضہ کر لیتی ہے بشرطیکہ اس کو موقع دیا جائے اور محض اس کی ایک کوتاہی کی بناء پر ہمیشہ کے لئے دل میں نفرت نہ بٹھالی جائے۔

○ شوہر اور بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ ؓ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ،

اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ،

لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ،

فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ،

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا.

اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا،

فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ،

وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ،

اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ (ترمذی)

ترجمہ: عمرو بن احوص جشمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا۔ پہلے آپ ﷺ نے حمد وثناء فرمائی پھر اور باتوں کا وعظ کہا' پھر فرمایا۔

لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ اس لئے کہ وہ تمہارے پاس بمنزلہ قیدی کے ہیں۔

ان کے ساتھ سختی صرف اسی شکل میں کی جاسکتی ہے جب کہ ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی ظاہر ہو۔

اگر وہ ایسا کریں تو ان سے ان کی خوابگاہوں میں قطع تعلق کرلو اور ان کو اتنا مار سکتے ہو جو سخت وشدید یعنی زخم کرنے والی نہ ہو۔

پھر اگر وہ تمہارا کہنا مانیں تو ان کو ستانے کے لئے راستہ مت تلاش کرو۔

سنو! کچھ حقوق تمہاری بیویوں کے تم پر ہیں اور کچھ تمہارے حقوق ان پر ہیں۔

تمہارا حق ان کے اوپر یہ ہے کہ تمہارے فرش کو ایسے لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔

اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔

سنو! اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو ٹھیک سے کھانا اور کپڑا دو۔

○ بیوی کا نفقہ صدقہ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی أَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ ۔ (متفق علیہ۔ ابومسعود بدریؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب آدمی اپنے گھر والوں پر آخرت میں اجر پانے کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لئے صدقہ بنتا ہے۔"

○ بیویوں کے درمیان عدل کرنا چاہئے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،
قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَأَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَهُمَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَشِقُّهٗ سَاقِطٌ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
"جب آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے حقوق میں انصاف اور برابری نہ رکھی ہو تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہو گا۔"

تشریح: وہ آدھے دھڑ کے ساتھ اس لئے آئے گا کہ جس بیوی کے حقوق اس نے ادا نہیں کئے وہ اسی کے جسم ہی کا حصہ تو تھی۔ اپنے جسم کے آدھے حصہ کو دنیا میں کاٹ کر پھینک آیا تھا، پھر قیامت کے دن اس کے پاس پورا جسم کہاں سے ہو گا۔

○ کون سی عورت جنت میں جائے گی؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:
اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا،
وَصَامَتْ شَهْرَهَا،
وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا،
وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا،

فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ۔ (مشکوٰۃ۔ انس)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"عورت جب کہ وہ پانچوں وقت کی نماز پڑھے'

اور رمضان کے روزے رکھے'

اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے'

اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔

تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔"

○ اچھی بیوی کی صفات کیا ہیں؟

قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

اَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟

قَالَ الَّتِيْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ،

وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ،

وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ۔ (نسائی۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ

"کون سی بیوی سب سے بہتر ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ بیوی جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب کہ وہ اس کی طرف دیکھے' اطاعت کرے جب وہ اسے حکم دے'

اور اپنے اور اپنے مال کے بارے میں کوئی ایسا رویہ نہ اختیار کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔"

تشریح: "اپنے مال" سے مراد وہ مال ہے جو شوہر نے گھر کی مالکہ کی حیثیت سے اس

کے حوالے کر دیا ہے۔

○ نفل عبادت کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ،

فَقَالَتْ زَوْجِیْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ "یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ، وَیُفَطِّرُنِیْ

اِذَا صُمْتُ، وَلَا یُصَلِّی الْفَجْرَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَہٗ،

قَالَ۔

فَسَاَلَہٗ عَمَّا قَالَتْ،

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا قَوْلُھَا "یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ فَاِنَّھَا تَقْرَاُ

بِسُوْرَتَیْنِ وَقَدْ نَھَیْتُھَا۔

قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ کَانَتْ سُوْرَۃٌ وَاحِدَۃٌ لَکَفَتِ النَّاسَ

قَالَ وَاَمَّا قَوْلُھَا "یُفَطِّرُنِیْ اِذَا صُمْتُ" فَاِنَّھَا تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَاَنَا

رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا اَصْبِرُ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَصُوْمُ امْرَاَۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا۔

وَاَمَّا قَوْلُھَا "اِنِّیْ لَا اُصَلِّیْ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ" فَاِنَّا اَھْلُ بَیْتٍ

قَدْ عُرِفَ لَنَا ذٰلِکَ لَا نَکَادُ نَسْتَیْقِظُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ،

قَالَ فَاِذَا اسْتَیْقَظْتَ یَا صَفْوَانُ فَصَلِّ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا:

"میرے شوہر صفوانؓ ابن معطل مجھے مارتے ہیں جب میں نماز پڑھتی ہوں اور مجھے روزہ توڑنے کے لئے کہتے ہیں جب کہ میں روزہ رکھتی ہوں اور وہ فجر کی نماز نہیں پڑھتے جب تک کہ سورج نکل نہیں آتا۔"

ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ صفوانؓ وہیں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے ان کی بیوی کی شکایت کے بارے میں پوچھا'

انہوں نے کہا۔ "یا رسول اللہ! نماز پڑھنے پر مارنے کی شکایت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ دو دو سورتیں پڑھتی ہے اور میں اسے منع کرتا ہوں۔"

نبی ﷺ نے فرمایا۔ "ایک ہی سورت کافی ہے۔"

صفوانؓ نے پھر کہا۔ "روزہ توڑنے کی شکایت کی حقیقت یہ ہے کہ روزہ رکھے چلی جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کر سکتا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی۔"

اس کے بعد انہوں نے کہا۔ "سورج نکلنے کے بعد نماز پڑھنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کے لئے یہ بات مشہور و معروف ہے ہم نہیں جاگ سکتے جب تک سورج نہ نکل آئے۔"

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اے صفوانؓ جب تم جاگو تو نماز پڑھ لیا کرو۔"

تشریح: اس حدیث سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں:

(1) شوہروں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو فرض نماز پڑھنے سے روکیں' البتہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ شوہر کی ضروریات کا خیال رکھے اور دین داری کے شوق میں وہ لمبی لمبی سورتیں نہ پڑھے۔ رہی نفل نماز تو اس میں شوہر کی ضروریات کا خیال رکھنا ضروری ہے بغیر اس کی اجازت کے نفل نمازوں میں نہ

لگے، اسی طرح نفلی روزہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ رکھے۔

(2) صفوانؓ بن معطل کا حال یہ تھا کہ وہ رات کو لوگوں کے کھیتوں میں پانی دیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جب رات کا بیشتر حصہ اس طرح کی محنت مزدوری میں لگ جائے تو آدمی ٹھیک وقت سے فجر کے لئے نہیں جاگ سکتا۔ صفوانؓ اونچے درجہ کے صحابی ہیں۔ ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ فجر کی نماز کے بارے میں بے پرواہی برتتے رہے بلکہ ایسا اتفاق سے ہو جاتا ہو گا کہ رات کو دیر میں سوئے اور کسی نے جگایا نہیں اور فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ یہی حالت تھی جس کی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے صفوانؓ! جب تم نیند سے اٹھو تو نماز پڑھ لیا کرو، ورنہ اگر آپ ﷺ کے نزدیک وہ نماز سے بے پرواہی اور غفلت برتنے والے ہوتے تو آپ ﷺ ان پر ناراض ہوتے۔

○ بیوی کو خاوند کی ناشکری سے بچنا چاہئے:

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ،
مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا فِيْ جَوَارٍ اَتْرَابٍ لِيْ۔ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ،
اِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنْعِمِيْنَ،
قَالَ وَلَعَلَّ اِحْدَاكُنَّ تَطُوْلُ اَيْمَتُهَا مِنْ اَبَوَيْهَا، ثُمَّ يَرْزُقُهَا اللّٰهُ
زَوْجًا وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ وَلَدًا،
فَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَكْفُرُ فَتَقُوْلُ مَارَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

(الادب المفرد)

ترجمہ: حضرت اسماءؓ بن یزید فرماتی ہیں:

میں اپنی کچھ ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی کہ ہمارے پاس سے حضور ﷺ

گزرے تو آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا:

"تم اچھا سلوک کرنے والے شوہروں کی ناشکری سے بچو۔"

پھر فرمایا۔ "تم عورتوں میں سے کسی کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنے والدین کے گھر لمبے عرصہ تک کنواری بیٹھی رہتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے شوہر دیتا ہے اور اس سے اولاد ہوتی ہے۔

پھر کسی بات پر غصہ ہو جاتی ہے اور شوہر سے یوں کہتی ہے۔ "مجھ کو تجھ سے کبھی آرام نہ ملا' تو نے میرے ساتھ کوئی احسان نہیں کیا۔"

تشریح: اس حدیث میں عورتوں کو ناشکری سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ بیماری عام طور پر عورتوں میں پائی جاتی ہے' اس لئے عورتوں کو اس سے بچنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے۔

○ بہترین دولت مومن بیوی ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ،

لَمَّا نَزَلَتْ "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ" (التوبہ:۳۴)

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ،

فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا اَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهٗ،

فَقَالَ اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى دِيْنِهٖ ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں:

ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آیت والذین یکنزون الذھب والفضہ الخ

نازل ہوئی تو'

ہم میں سے بعض نے کہا: "سونا چاندی کے جمع کرنے کے سلسلہ میں تو یہ آیت اتری جس سے معلوم ہوا کہ اس کا جمع کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون سامان بہتر ہے تو اس کے جمع کرنے کی سوچیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "سب سے بہتر ذخیرہ خدا کو یاد کرنے والی زبان اور خدا کے شکر کے جذبہ سے معمور دل اور نیک بیوی ہے جو دین کی راہ پر چلنے میں اپنے شوہر کی مددگار بنتی ہے۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر زبان سے ہونا چاہئے اور وہی ذکر مطلوب ہے جو جذبہ شکر کے ساتھ کیا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی جو اپنے دین دار شوہر کی تنگیوں اور سختیوں میں صبر کے ساتھ رفاقت کرتی ہے' دین کی راہ پر چلنے میں سہارا بنتی ہے' راستہ کا پتھر نہیں بنتی تو حقیقتاً ایسی بیوی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

○ عورت گھر کی نگران ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

وَالْأَمِيرُ رَاعٍ،

وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ،

وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ

وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

وَفِي رِوَايَةٍ وَالْخَادِمُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ -

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک نگران و محافظ ہے اور تم میں سے ہر ایک سے پوچھا جائے گا ان

لوگوں کی بابت جو تمہاری نگرانی میں ہوں گے۔

امیر بھی نگران ہے اور اس سے بھی اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا'

اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگران ہے'

اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے'

تو تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کی بابت پوچھ ہو گی جو اس کی نگرانی میں دیئے گئے ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ نوکر اپنے آقا کے مال کا نگران ہے۔"

تشریح: اس حدیث کا یہ ٹکڑا یہاں خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے لڑکوں کی نگران ہے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو صرف کھلانے پلانے ہی کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اس کے دین و اخلاق کی حفاظت و نگرانی بھی اس کے ذمہ ہے' اور بیوی کی ذمہ داری دوگنی ہے۔ وہ شوہر کے گھر اور مال کی نگران تو ہے ہی' اس کے بچوں کی تربیت کی خصوصی ذمہ داری بھی اس پر ہے کیونکہ شوہر تو معاش کے حصول کے لئے زیادہ تر باہر رہتا ہے اور گھر میں بچے اپنی ماؤں ہی سے زیادہ مانوس ہوتے ہیں۔ اس لئے بچوں کی نگرانی اور تعلیم و تربیت کی دوہری ذمہ داری ان کی ماں پر آتی ہے۔

○ اولاد کی اچھی تربیت بہترین عطیہ ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نُّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔

(جامع الاصول۔ مشکوٰۃ، سعید بن العاص)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سے سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔"

○ اولاد کو نماز کی عادت ڈالنی چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،
مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ،
وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ،
وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں'
اور نماز کے لئے ان کو مارو جب وہ دس سال کی عمر کے ہو جائیں۔
اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔

تشریح: یعنی بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا طریقہ سکھانا اور نماز پڑھنے کی تلقین کرنی چاہئے اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارا بھی جاسکتا ہے۔ ان پر یہ واضح کر دینا چاہئے کہ تمہارا نماز نہ پڑھنا ہماری ناراضی کا باعث ہو گا نیز اس عمر کو پہنچنے کے بعد بچوں کا بستر الگ کر دینا چاہئے۔

○ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ،
قَالَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ،
صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ،

اَوْعِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ،

اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَہٗ۔ (مسلم۔ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے'

دوسرے ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں'

تیسرے نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرتا رہے۔"

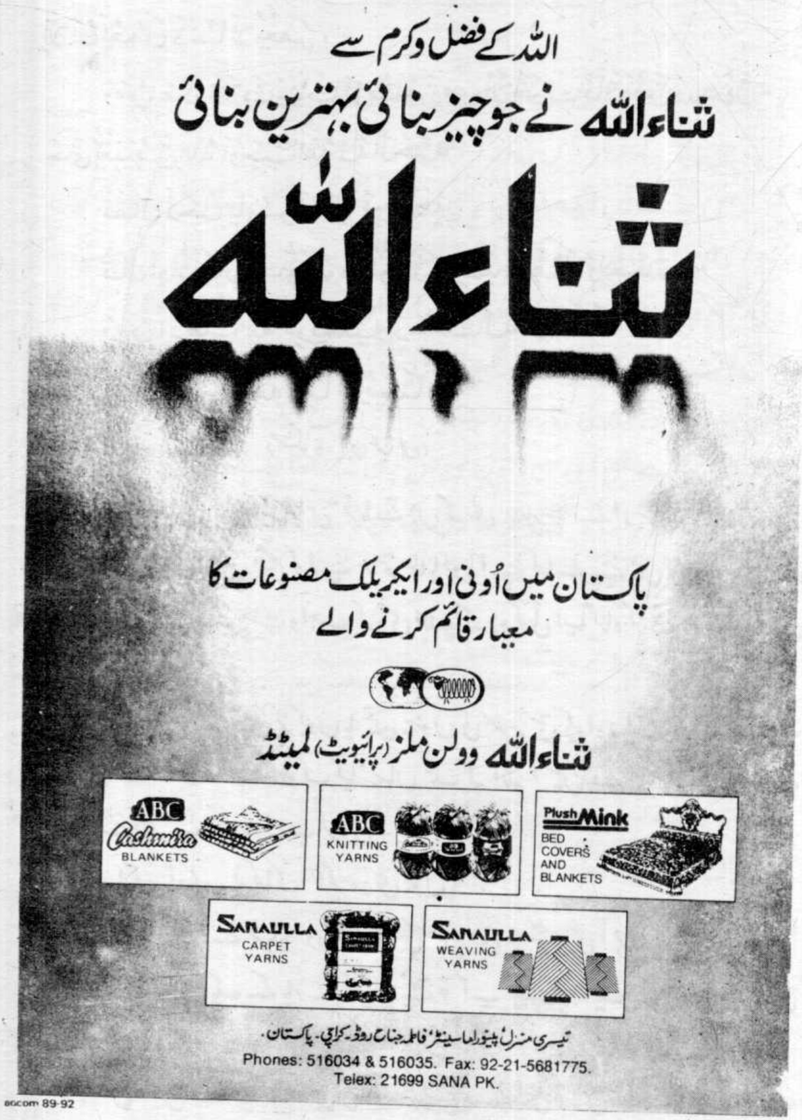
تشریح: صدقہ جاریہ سے مراد وہ صدقہ ہے جس کا فیض عرصہ تک باقی رہے نہر کھدوا دے یا کنواں کھدوا دے یا مسافروں کے لئے سرائے بنوا دے یا راستہ پر درخت لگوا دے یا کسی دینی درسگاہ میں کتابیں وقف کر جائے وغیرہ۔ تو جب تک اس کے اس کام سے لوگ فائدہ اٹھائیں گے' اسے ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح وہ کسی کو تعلیم دے یا دینی کتابیں لکھ جائے تو اس کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔

تیسرا عمل جس کا ثواب ملتا رہے گا وہ اس کا اپنا لڑکا ہے جس کو اس نے شروع ہی سے عمدہ تربیت دی ہے اور اس کی کوشش کے نتیجہ میں وہ متقی اور پرہیزگار بنا ہے تو جب تک یہ لڑکا دنیا میں زندہ رہے گا' اس کی نیکیوں کا ثواب اس کے باپ کو ملتا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ چونکہ نیک ہے' اس لئے وہ اپنے باپ کے حق میں دعائیں کرے گا۔

○ لڑکیوں کی تربیت کرنے والے کے لئے جنت واجب ہے:

عن ابنِ عبّاسٍ قالَ، قالَ رسولُ اللّٰہِ ﷺ،

مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ اَلْبَتَّۃَ



اللہ کے فضل وکرم سے
ثناءاللہ نے جو چیز بنائی بہترین بنائی
ثناءاللہ
پاکستان میں اُونی اور ایکریلک مصنوعات کا
معیار قائم کرنے والے
ثناءاللہ وولن ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
ABC Cashmira BLANKETS
ABC KNITTING YARNS
Plush Mink BED COVERS AND BLANKETS
SANAULLA CARPET YARNS
SANAULLA WEAVING YARNS
تیسری منزل' پینوراما سینٹر' فاطمہ جناح روڈ۔ کراچی۔ پاکستان۔
Phones: 516034 & 516035. Fax: 92-21-5681775.
Telex: 21699 SANA PK.
adcom 89-92

اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ ،

وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ

حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ ،

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِاثْنَتَيْنِ ؟

قَالَ اَوِاثْنَتَيْنِ حَتّٰى لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً ،

وَمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ كَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ،

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كَرِيْمَتَاهُ ؟

قَالَ عَيْنَاهُ ۔ (مشکوٰۃ ۔ ابن عباس)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے کسی یتیم کو اپنے ساتھ ملایا اور اپنے کھانے پینے میں اسے شریک کیا تو یقیناً اللہ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی الا یہ کہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو قابل معافی نہ ہو'

اور جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی اور انہیں تعلیم و تربیت دی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا' یہاں تک کہ اللہ انہیں بے نیاز کر دے تو ایسے شخص کے لئے اللہ نے جنت واجب کر دی۔"

اس پر ایک آدمی نے کہا کہ "اگر دو ہی ہوں؟"

تو آپ ﷺ نے فرمایا' دو لڑکیوں کی سرپرستی پر بھی یہی اجر ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی بشارت دیتے۔

اور جس شخص سے اللہ نے اس کی دو بہتر چیزیں لے لیں تو اس کے لئے جنت واجب

ہو گئی۔

پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول! دو بہتر چیزیں کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا، اس کی دو آنکھیں۔

تشریح: اس حدیث میں ایک بات یہ بیان ہوئی کہ اگر کسی شخص کے لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں تو اس کو ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کرنی چاہئے بلکہ ان کی پوری سرپرستی کرنی چاہئے۔ ان کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا چاہئے اور ان کے ساتھ مہربانی اور لطف و کرم کا سلوک اس وقت تک کرنا چاہئے جب تک ان کی شادی نہ ہو جائے۔ جو شخص ایسا کرے گا حضور ﷺ اس کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک بھائی ہے جس کی چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں تو اسے بھی اپنی ان بہنوں کو وبال جان نہ سمجھنا چاہئے بلکہ ان کا پورا خرچ برداشت کرنا چاہئے اور ان کو علم و دین داری کے زیور سے آراستہ کرنا چاہئے اور شادی ہونے تک رحمت کا سلوک کرنا چاہئے۔

○ بیٹی کی تکریم و تربیت کا صلہ جنت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ،

مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا

يَعْنِي الذُّكُورَ،

أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ۔ (ابوداؤد، ابن عباس)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص کے کوئی بچی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقہ پر زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ لڑکوں کو اس کے مقابلہ میں ترجیح دی،

تو اللہ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔"

○ بیٹی آگ سے نجات کا ذریعہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ.

جَاءَتْنِیْ اِمْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِیْ. فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ غَیْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ، فَأَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ،

مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَأَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ:

"میرے پاس ایک عورت آئی' اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں وہ مجھ سے کچھ مانگنے کے لئے آئی تھی۔ اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا' وہی میں نے اسے دے دی۔ اس نے اس کھجور کو ان دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا اور خود کچھ نہ کھایا' پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔

اس کے بعد جب نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے اس عورت کا حال بیان کیا کہ باوجود بھوکی ہونے کے اس نے اپنے اوپر اپنی دو بچیوں کو ترجیح دی'

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جس شخص کو ان بچیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا' پھر اس نے ان بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بچیاں اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔"

تشریح: یعنی جس شخص کو اللہ صرف لڑکیاں ہی دیتا ہے وہ بھی عطیہ خداوندی ہوتی ہیں

اور اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ والدین ان بچیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں جو نہ انہیں کما کر دینے والی ہیں اور نہ خدمت کے لئے ان کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ پھر بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے تو یہ اپنے والدین کی بخشش کا سبب بنیں گی۔

○ اولاد میں مساوات کا معاملہ کرنا چاہیے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِیْ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟

فَقَالَ لَا،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَارْجِعْهُ،

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟

قَالَ لَا،

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِیْ اَوْلَادِكُمْ،

فَرَجَعَ اَبِیْ فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ،

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ فَلَا تُشْهِدْنِیْ اِذًا، فَاِنِّیْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ،

وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِی الْبِرِّ سَوَاءً؟

قَالَ بَلٰى،

قَالَ فَلَا اِذًا۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے والد (بشیرؓ) مجھے لئے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا،

"اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک غلام میرے پاس تھا میں نے اس لڑکے کو بخش دیا۔"

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "کیا اپنے سب لڑکوں کو دیا ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "نہیں!"

تب حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اس غلام کو تو واپس لے لے۔"

ایک دوسری روایت میں یہ ہے۔ "کیا تو نے اپنے سب لڑکوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "نہیں!"

تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں برابری و مساوات کا معاملہ کرو۔"

میرے باپ گھر آئے اور اس صدقہ (غلام) کو واپس لے لیا۔

ایک دوسری روایت میں یہ ہے۔ "آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تو مجھے گواہ مت بنا' میں ظلم کا گواہ نہ بنوں گا۔"

ایک تیسری روایت میں یہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'

"کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں؟"

میرے باپ نے کہا۔ "ہاں!"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "پھر ایسا مت کرو۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا چاہئے ورنہ یہ ظلم ہوگا۔ نیز اگر ایسا کیا گیا تو ان کے دل آپس میں پھٹیں گے اور جن بچوں کو نہیں دیا گیا ہے' ان کے دل میں باپ کے خلاف نفرت پیدا ہوگی۔

○ اولاد پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا:

عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ قَالَتْ قُلْتُ،

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ہَلْ اَجْرٌلِّیْ فِیْ بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنْ اُنْفِقَ عَلَیْہِمْ وَلَسْتُ

بِتَارِکَتِہِمْ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا اِنَّمَا ھُمْ بَنِیَّ،

فَقَالَ نَعَمْ لَکِ اَجْرُمَا اَنْفَقْتِ عَلَیْہِمْ۔ (بخاری مسلم)

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ:

"میں نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ "کیا مجھے ثواب ملے گا ابو سلمہؓ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے اور میں انہیں اس طرح محتاج اور دربدر مارے پھرنے کے لئے چھوڑ نہیں سکتی، وہ تو میرے ہی بیٹے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں جو کچھ تم ان پر خرچ کرو گی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔"

تشریح: ام سلمہؓ کے پہلے شوہر کا نام ابو سلمہؓ ہے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ حضور ﷺ کے نکاح میں آگئی تھیں، اس لئے ابو سلمہؓ سے جو ان کے بچے پیدا ہوئے تھے، ان کے بارے میں پوچھا۔

○ بہترین صدقہ ــــ بے سہارا بیٹی کی کفالت ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ،

اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ،

اِبْنَتُکَ مَرْدُوْدَةً اِلَیْکَ لَیْسَ لَہَا کَاسِبٌ غَیْرُکَ۔ (ابن ماجہ سراقہ بن مالک)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں؟

وہ تیری بیٹی ہے جو تیرے پاس لوٹا دی گئی ہے اور اس کو کوئی تیرے سوا کما کر کھلانے والا نہیں ہے۔"

تشریح: یعنی ایسی لڑکی جس کی بدصورتی یا جسمانی نقص کی وجہ سے شادی نہیں ہوتی یا شادی کے بعد طلاق مل گئی ہے اور تمہارے سوا اس کو کھلانے پلانے والا نہیں ہے تو اس پر جو کچھ خرچ کرو گے، اللہ کی نگاہ میں بہترین صدقہ ہو گا۔

○ یتیم بچوں کی پرورش کے لئے نکاح ثانی سے پرہیز کرنے والی:

قَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا وَاِمْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْمَأَ يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ، اِمْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْمَاتُوْا۔ (ابو داؤد۔ عوف بن مالک)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میں اور جھلسے ہوئے چہرے والی عورت قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (یزید بن زریع نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے اپنی بیچ کی انگلی اور کلمہ شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔)

یعنی وہ عورت جس کا شوہر مر گیا اور وہ خاندانی شرافت اور ذاتی حسن و جمال رکھتی ہے،

لیکن اس نے اپنے مرنے والے شوہر کے بچوں کی خاطر اپنے آپ کو نکاح سے روکے رکھا یہاں تک کہ وہ جدا ہوئے یا مر گئے۔"

تشریح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے اور اس کے چھوٹے بچے ہوں اور لوگ اس سے شادی کرنے کی طرف مائل بھی ہوں لیکن وہ اپنے

ان یتیم بچوں کی پرورش کی خاطر شادی نہیں کرتی اور عزت و پاکدامنی کے ساتھ زندگی گزارتی ہے تو ایسی عورت کو قیامت کے دن حضور ﷺ کا قرب حاصل ہو گا۔

○ یتیم کی سرپرستی کا اجر:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا۔ (بخاری بسعل بن سعدؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں اور یتیم کا سرپرست نیز دوسرے محتاجوں کا سرپرست، ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔"

تشریح: یعنی یتیموں کی سرپرستی کرنے والے جنت میں حضور ﷺ کے قریب رہیں گے اور یہ بشارت صرف یتیم ہی کے سرپرست کے لئے نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو لاچار اور محتاج لوگوں کی سرپرستی کرتا ہے۔

○ بہترین اور بدترین گھر کون کون سا ہے؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ،

وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَاءُ اِلَيْهِ۔ (ابن ماجہ۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مسلمانوں کے گھروں میں سے سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے'
اور مسلمانوں کا سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو "

○ دل کی سختی دور کرنے کا نسخہ:

اِنَّ رَجُلاً شَکَا اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَسْوَۃَ قَلْبِہٖ قَالَ،
اِمْسَحْ رَاسَ الْیَتِیْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْکِیْنَ ۔ (مشکوٰۃ ۔ ابوہریرہ رض)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے قلب کی قساوت اور سختی کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:
"یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر اور مسکینوں کو کھانا کھلا ۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی اپنی سنگدلی کا علاج کرنا چاہے تو عملاً شفقت و رحمت کا کام کرنا شروع کردے ۔ ضرورت مند اور بے یار و مددگار ضرورت پوری کرے اور ان کے کاموں میں ان کی مدد کرے تو اس کی یہ سنگ دلی سے بدل جائے گی ۔

○ یتیموں اور بیویوں کے حقوق کا احترام کرو:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم،
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ الْیَتِیْمِ وَالْمَرْأَۃِ ۔ (نسائی)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے میرے اللہ! میں دو کمزور قسم کے لوگوں کے حق کو محترم قرار دیتا ہوں یعنی یتیم اور بیوی کے حق کو۔"

تشریح: حضور ﷺ نے اس حدیث کے ذریعے لوگوں کو یہ ہدایت دی کہ یتیموں اور بیویوں کے حقوق کا احترام کرو۔ اسلام سے پہلے کی عرب دنیا میں یہ دونوں سب سے زیادہ مظلوم تھے۔ یتیموں کے ساتھ عام طور پر برا سلوک کیا جاتا اور ان کا حق مارا جاتا تھا عورت کا بھی کوئی مقام نہ تھا۔

○ یتیم کے مال میں سرپرست کا کتنا حق ہے؟

ترجمہ: ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا'

"میں محتاج ہوں' میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میری سرپرستی میں ایک (صاحب جائیداد) یتیم ہے۔ (تو کیا میں اس کے مال میں سے کھا سکتا ہوں؟)" آپ ﷺ نے فرمایا'

"ہاں تم اپنے یتیم کے مال میں سے کھا سکتے ہو بشرطیکہ اسراف نہ کرو اور جلد بازی سے کام نہ لو اور نہ اپنی جائیداد بنانے کی فکر کرو۔"

تشریح: یعنی اگر کسی یتیم کا سرپرست مالدار ہے تو اس کو قرآن کی ہدایت کے مطابق کچھ نہ لینا چاہئے لیکن اگر وہ غریب ہے اور یتیم صاحب جائیداد ہے تو یہ اس کے مال کی حفاظت کرے گا۔ اس کو بڑھانے کی کوشش کرے گا اور اس میں سے اپنا خرچ لے گا لیکن اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کے مال کو اس کے جوان ہونے سے پہلے جلدی جلدی ہضم کر جائے نیز وہ یتیم کے مال سے اپنی جائیداد نہیں بنا سکتا خدا سے نہ ڈرنے والے بے ایمان لوگ یتیموں کے مال کو ہوشیاری کے ساتھ اپنی جائیداد بنا لیتے ہیں یا اس کے بڑے ہونے سے پہلے اس کی پوری جائیداد کو عیش میں اڑا دیتے۔

سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے مال کے سلسلے میں ہدایت دی ہے جو اس

حدیث میں بیان ہوئی ہے' فرمایا ولا تاکلوہا اسرافا و بدارا ان یکبروا ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف (النساء آیت 6) "اور یتیموں کے مال نہ کھاؤ' فضول خرچی کے ساتھ اور جلدی کرتے ہوئے ان کے بڑے ہونے کے ڈر سے اور جو مالدار ہو تو اس کو چاہئے کہ یتیم کا مال کھانے سے بہت بچے اور جو غریب ہو تو اس کو یتیم کے مال میں سے دستور کے مطابق کھانا چاہئے۔

○ زیر سرپرستی یتیم کو مارنا پیٹنا:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قُلْتُ،

"يَارَسُوْلَ اللهِ مِمَّا اَضْرِبُ يَتِيْمِيْ؟

قَالَ مِمَّا كُنْتَ ضَارِبًا مِّنْهُ وَلَدَكَ غَيْرَ وَاقٍ مَالَكَ بِمَالِهٖ

[illegible]

<u>ترجمہ:</u> حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے پوچھا:
"کن وجوہ سے میں اس یتیم کو مار سکتا ہوں جو میری سرپرستی میں ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا جن وجوہ سے تم اپنی حقیقی اولاد کو مار سکتے ہو۔ خبردار! اپنے مال کو بچانے کی خاطر اس کا مال برباد نہ کرنا اور اس کے مال سے اپنی جائیداد نہ بنانا۔"

<u>تشریح:</u> یعنی جس طرح اپنی اولاد کو تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں مارا جا سکتا ہے' اسی طرح یتیم کو بھی دین اور تہذیب و شائستگی سکھانے کے سلسلہ میں مارا جا سکتا ہے مگر بلاوجہ بچوں کی پٹائی کرنا حضور ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہے اور یتیم کو مارنا تو بہت بڑا گناہ ہے۔

○ مہمان نوازی ایمان کا تقاضا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ -

(بخاری، مسلم۔ ابوہریرہ رض)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے مہمانوں کی خاطرداری کریں۔"

○ مہمانی تین دن تک ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ،

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ ،

جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ ،

وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ ،

وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ - (بخاری، مسلم، خویلد بن عمرو رض)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے مہمان کی خاطر کریں۔

پہلا دن انعام و عطیہ کا دن ہے جس میں مہمان کو عمدہ سے عمدہ کھانا کھلانا چاہئے' اور مہمانی تین دن تک ہے (یعنی دوسرے اور تیسرے دن اس کی مہمانی میں **تکلف** کرنا اخلاقاً ضروری نہیں) اس کے بعد جو کچھ وہ کرے گا وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ اور مہمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے میزبان کے پاس ٹھہرا رہے یہاں تک کہ

اس کو تکلیف اور پریشانی میں مبتلا کر دے۔"

تشریح: اس حدیث میں میزبان اور مہمان دونوں کو ہدایت دی گئی ہے۔ میزبان کو اس بات کی وہ اپنے مہمان کی خاطر کرے۔ خاطر کرنے کا مطلب صرف کھلا پلا دینا نہیں ہے بلکہ ہنس کر بولنا' خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی کچھ مراد ہے اور مہمان کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جب کسی کے یہاں بطور مہمان کے جائے تو وہیں دھرنا مار کر بیٹھ نہ جائے کہ اس سے میزبان پریشانی میں پڑ جائے۔

مسلم کی ایک روایت اس حدیث کی اچھی طرح تشریح کرتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس قیام کرے یہاں تک کہ اس کو پریشانی میں مبتلا کر دے۔" لوگوں نے پوچھا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کس طرح اس کو پریشانی میں مبتلا کر دے گا؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس طرح کہ یہ وہیں اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس میزبانی کے لئے کچھ نہ ہو"

○ ہمسائے کو ستانا ایمان کے منافی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ .

قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟

قَالَ الَّذِیْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ ۔ (بخاری مسلم ۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"خدا کی قسم وہ ایمان نہیں رکھتا۔"

پوچھا گیا "اے اللہ کے رسول ﷺ! کون ایمان نہیں رکھتا؟"

فرمایا کہ "وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ رہے۔"

○ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔

(متفق علیہ۔ عائشہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"جبریلؑ مجھ کو پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی برابر تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ پڑوسی کو پڑوسی کا وارث بنادیں گے۔"

○ مومن کا پڑوسی بھوکا نہ رہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ،

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ۔

(مشکوٰۃ)

ترجمہ: ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ:

"وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی جو اس کے پہلو میں رہتا ہو، بھوکا رہے۔"

○ پڑوسیوں کی خبرگیری کرنی چاہیے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ۔ (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ابوذرؓ سے فرمایا:

"اے ابوذرؓ! جب تو شوربا پکائے تو کچھ پانی زیادہ کر دے اور اپنے پڑوسیوں کی خبرگیری کر۔"

○ پڑوسیوں کے ہدیوں کا تبادلہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

(بخاری، مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینے کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ ایک بکری کی کھری ہی کیوں نہ ہو۔"

تشریح: عورتوں کی فطرت یہ ہوتی ہے کہ کوئی معمولی چیز اپنی پڑوسن کے گھر بھیجنا پسند نہیں کرتیں ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ان کے یہاں کوئی اچھی چیز بھیجیں، اسی لئے آپ ﷺ نے عورتوں کو ہدایت فرمائی کہ معمولی سے معمولی ہدیہ بھی اپنے پڑوسیوں کے یہاں بھیجو اور جن عورتوں کے پاس پڑوس سے ہدیہ آئے اور وہ معمولی ہو تو انہیں محبت سے لے لینا چاہئے، اس کو نہ تو حقیر سمجھیں اور نہ تنقید کریں۔

○ مستحق ترین پڑوسی کون ہے؟

حبیب بینک
کے کھاتے دار اَب
ہر دِن کے ۲۴ گھنٹے
اور سال کے ۳۶۵ دِن

نقد رقوم نکلوا سکتے ہیں۔



حبیب بینک نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو **سیلف سروس بینکنگ** کی سہولت فراہم کرنے کے لئے آٹو کیش مشینیں نصب کی ہیں۔

ہماری آٹو کیش مشینیں اس وقت کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور اور فیصل آباد میں کام کر رہی ہیں۔

اے ٹی ایم کارڈ حاصل کرنے کے لئے آج ہی اپنے برانچ منیجر سے رجوع کیجیے۔

بہتر خدمت کی روایت

حبیب بینک لمیٹڈ

PID(1)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ.
يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ؟
قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔
"میرے دو پڑوسی ہیں تو ان میں سے کس کے یہاں ہدیہ بھیجوں؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس پڑوسی کے یہاں جس کا گھر تیرے گھر سے زیادہ قریب ہو۔"

○ پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہئے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّحِبَّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ،
فَلْيَصْدُقْ فِيْ حَدِيْثِهٖ اِذَا حَدَّثَ.
وَلْيُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا اؤْتُمِنَ
وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ۔ (مشکوٰۃ۔ عبدالرحمٰن بن ابی قراد)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:
"جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ اور رسول اس سے محبت کریں تو اس کو چاہئے کہ جب وہ گفتگو کرے تو سچ بولے،
اور اس کے پاس جب امانت رکھی جائے تو اپنے پاس رکھی گئی امانت کو مالک کے پاس بحفاظت لوٹائے اور
اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔"

○ پڑوسی کے ساتھ اچھے سلوک کا نتیجہ:

قَالَ رَجُلٌ،

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃً تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِہَا وَصِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا غَیْرَ اَنَّہَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَہَا بِلِسَانِہَا،

قَالَ ھِیَ فِی النَّارِ،

قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃً تُذْکَرُ قِلَّۃُ صِیَامِہَا وَصَدَقَتِہَا وَصَلَاتِہَا وَاِنَّہَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِہَا جِیْرَانَہَا،

قَالَ ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (مشکوٰۃ، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا:

"فلاں عورت بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھتی، نفل روزے رکھتی اور صدقہ کرتی ہے اور اس لحاظ سے وہ مشہور ہے لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "وہ جہنم میں جائے گی۔"

اس آدمی نے پھر کہا "اے اللہ کے رسول ﷺ! فلاں عورت کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کم نفل روزے رکھتی ہے اور بہت کم نفل نماز پڑھتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ کرتی ہے، لیکن اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "یہ جنت میں جائے گی۔"

تشریح: پہلی عورت جہنم میں اس لئے جائے گی کہ اس نے بندوں کے حق مارے ہیں۔ پڑوسی کا حق یہ ہے کہ اسے ایذا نہ دی جائے اور اس نے یہ حق ادا نہ کیا اور دنیا میں

اس نے اپنے پڑوسی سے معافی بھی نہیں مانگی۔ اس لئے اسے جہنم ہی میں جانا چاہئے۔

○ قیامت کا پہلا مقدمہ پڑوسیوں کا جھگڑا ہوگا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اَوَّلُ خَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ جَارَانِ۔ (مشکوٰۃ۔عقبہ بن عامرؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن جن دو آدمیوں کا مقدمہ سب سے پہلے پیش ہوگا وہ دو پڑوسی ہوں گے۔"

تشریح: یعنی قیامت میں حقوق العباد کے سلسلہ میں سب سے پہلے خدا کے سامنے وہ دو شخص پیش ہوں گے جو دنیا میں ایک دوسرے کے پڑوسی رہے اور ایک نے دوسرے کو ستایا اور ظلم کیا۔۔ ان دونوں کا مقدمہ سب سے پہلے پیش ہو گا

○ بھوکے پیاسوں کو کھلانا پلانا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ،

قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟

قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهٗ اِسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ۔

یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ،

قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ؟
قَالَ اِسْتَسْقَاكَ عَبْدِىْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ
لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِىْ ۔ (مسلم، ابوہریرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ عزوجل قیامت کے دن کہے گا" "اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے نہیں کھلایا"
تو وہ کہے گا کہ "اے میرے رب! میں تجھے کیوں کر کھلاتا جب کہ تو سب لوگوں کی پرورش کرنے والا ہے'
اللہ کہے گا" کیا تجھے خبر نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اسے نہیں کھلایا۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اس کو کھلاتا تو اپنے کھلائے ہوئے کھانے کو میرے یہاں پاتا۔
"اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا' لیکن تو نے مجھے نہیں پلایا"
تو وہ کہے گا کہ "اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا جب کہ تو خود رب العالمین ہے۔
اللہ تعالیٰ کہے گا کہ "میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہیں دیا' اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو تو وہ پانی میرے یہاں پاتا۔"
تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا بڑے اجروثواب کا کام ہے اور اس سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

○ بھوکے کو کھانا کھلانا بہتر صدقہ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا ۔ (مشکوٰۃ، انس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھلائے"

○ سائل کو کچھ نہ کچھ دے کر واپس کرو:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"سائل کو کچھ دے کر واپس کرو اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی کیوں نہ ہو۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ غریب محتاج اگر تمہارے دروازے پر آئے تو اسے خالی ہاتھ مت لوٹاؤ، کچھ نہ کچھ اسے دے دو اگرچہ وہ کتنی ہی معمولی چیز ہو۔

○ مسکین کون ہے؟

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ،

وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ

وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے دروازے کا چکر لگاتا ہے اور ایک لقمہ دو لقمے اور ایک کھجور اور دو کھجور لے کر لوٹتا ہے'

بلکہ مسکین وہ ہے کہ جو اتنا مال نہیں رکھتا کہ اپنی ضرورت پوری کرے اور اس کی غربت کو لوگ سمجھ نہیں پاتے کہ اسے صدقہ دیں'

اور نہ ہی وہ لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر ہاتھ پھیلاتا ہے۔"

تشریح: اس حدیث کے ذریعہ لوگوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ تم کو سب سے زیادہ تلاش ایسے غریبوں کی ہونی چاہئے جو غربت کے مارے ہوئے تو ہیں لیکن وہ غیرت و شرافت کی وجہ سے اپنا حال لوگوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتے اور مسکینوں کا سا چہرہ بنائے نہیں پھرتے اور نہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر دینا بہت بڑی نیکی ہے۔

○ مسکینوں اور بیواؤں کی نگہداشت کرنے والا:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَاَحْسِبُهٗ قَالَ،

وَكَالْقَائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ الَّذِيْ لَا يُفْطِرُ۔

(بخاری، مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"بیواؤں اور مسکینوں کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو خدا کی راہ میں جنگ کرتا ہے'

اور اس شخص کی طرح ہے جو رات بھر خدا کے حضور کھڑا رہتا ہے تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو دن کو کھاتا نہیں برابر روزے رکھتا ہے۔

○ غلام یا خادم کا کیا حق ہے؟:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ۔

(مسلم ۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"غلام کا حق یہ ہے کہ اسے کھانا اور کپڑا دیا جائے اور اس پر کام کا صرف اتنا ہی بوجھ ڈالا جائے' جس کو وہ سہار سکتا ہو۔"

تشریح: اصل حدیث میں مملوک کا لفظ آیا ہے جس سے مراد غلام اور باندی ہیں' جو اسلام سے پہلے عرب سوسائٹی میں پائے جاتے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ حیوانات سے بدتر سلوک کرتے تھے۔ انہیں نہ تو ٹھیک سے کھانا دیتے اور نہ کپڑے پہناتے اور ان سے ناقابل برداشت حد تک کام لیتے تھے۔

جب اسلام آیا تو اس وقت یہ طبقہ موجود تھا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ ان کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک کرو۔ ان کو وہی کچھ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہ کپڑے پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور ان سے صرف اتنا ہی کام لو جتنا ان کے بس میں ہو۔

ایسا ہی معاملہ اس مستقل خادم کے ساتھ ہونا چاہئے جس کا شب و روز آپ کے پاس

گزرتا ہے۔ خادموں کے ساتھ سلوک کے سلسلہ میں ابو قلابہؒ کی یہ روایت پڑھیے:

ابو قلابہؒ کہتے ہیں، حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس گورنری کے زمانہ میں ایک آدمی گیا، اس نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھ رہے ہیں۔ پوچھا، یہ کیا؟ حضرت سلمانؓ نے کہا۔ "ہم نے اپنے خادم کو ایک کام سے باہر بھیج دیا ہے اور ہمیں یہ ناپسند ہے کہ اس کے اوپر دونوں کاموں کا بار ڈال دیں۔"

○ خادموں کا طعام و لباس کیسا ہو؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ،

فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ،

وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ،

وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ،

فَاِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم۔ ابو ہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں انہیں اللہ نے تمہارے تصرف میں دے رکھا ہے۔

تو جس بھائی کو اللہ نے تم میں سے کسی کے قبضہ و تصرف میں دے رکھا ہو تو اس کو چاہئے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے،

اور اسے وہ کپڑا پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے،

اور اس پر کام کا اتنا بوجھ نہ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو،

اور اگر اس پر کسی ایسے کام کا بوجھ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور وہ اسے نہ کر پا رہا ہو تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔"

○ کھانے میں خادم کو شریک کرنا چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهٗ طَعَامَهٗ ثُمَّ جَاءَهٗ بِهٖ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْيَاْكُلْ،

فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِيْ يَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ۔ (مسلم، ابو ہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا پکائے، پھر اسے اس کے پاس لائے اور حال یہ ہے کہ اس نے کھانا پکانے میں گرمی اور دھوئیں کی مصیبت برداشت کی ہے تو مالک کو چاہئے کہ اسے ساتھ بٹھا کر کھلائے،

اور اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس میں سے ایک لقمہ یا دو لقمہ اس کے ہاتھ میں رکھ دے۔"

○ خادموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید:

عَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ،

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ اَخْبَرْتَنَا اَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَكْثَرُ الْاُمَمِ مَمْلُوْكِيْنَ وَيَتَامٰى؟

قَالَ نَعَمْ فَاَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ اَوْلَادِكُمْ وَاَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اپنے غلاموں اور خادموں پر اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

لوگوں نے پوچھا۔ "یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ہم کو نہیں بتایا ہے کہ اس امت میں دوسری امتوں کے مقابلے میں غلام اور یتیم زیادہ ہوں گے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں میں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے، پس تم لوگ اپنی اولاد کی طرح ان کی خاطر کرو،

اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔"

○ غلام کو مارنے کی ممانعت ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَبَ لِعَلِيٍّ غُلَامًا فَقَالَ، لَا تَضْرِبْهُ فَاِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَقَدْ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ۔ (مشکوٰۃ، ابو امامہ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو ایک غلام بخشا اور فرمایا:

"اسے مارنا مت کیونکہ مجھے نمازی کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔"

○ لوگوں کی خدمت کرنے میں مسابقت کرنی چاہیے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ،
فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ،
لَمْ یَسْبِقُوْهُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّهَادَةَ۔ (مشکوٰۃ۔ سہل بن سعد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے'
تو جو شخص لوگوں کی خدمت کرنے میں سبقت لے جائے'
تو لوگ اس سے کسی عمل کی بدولت نہیں بڑھ سکتے بجز شہادت کے۔"

تشریح: یعنی جو شخص کسی قافلہ کے ساتھ سفر کر رہا ہو چاہیے کہ قافلے والوں کی خدمت کرے' ان کی ضروریات کا لحاظ رکھے اور ان کو ہر طرح آرام پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اس نیکی سے بڑھ کر اگر کوئی اور نیکی ہو سکتی ہے تو یہ کہ آدمی خدا کی راہ میں لڑتے ہوئے شہادت پائے۔

○ زائد از ضرورت چیزیں رفیق سفر کو دے دینی چاہئیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِیْ سَفَرٍ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰی رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ یَصْرِفُ وَجْهَهٗ یَمِیْنًا وَّ شِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
مَنْ کَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ،
وَمَنْ کَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْیَعُدْ بِهٖ عَلٰی مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ،

قَالَ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِي الْفَضْلِ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ ہم سفر میں تھے۔ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی اونٹنی پر سوار آیا تو اس نے دائیں بائیں مڑ مڑ کر دیکھنا شروع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جس شخص کے پاس کوئی زائد سواری ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی سواری اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے'

اور جس شخص کے پاس زائد کھانا ہو تو اسے ان لوگوں کو دے دینا چاہیے جن کے پاس کھانا نہیں ہے۔"

حضرت ابو سعید خدریؓ کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ نے مال کی بہت ساری قسمیں گنا ڈالیں' یہاں تک کہ ہم نے یہ سمجھا کہ ہم میں سے کسی کا زائد از ضرورت میں کوئی حق نہیں ہے۔"

تشریح: آنے والے نے دائیں بائیں نظر دوڑائی کیونکہ دراصل وہ ضرورت مند تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ اس کی مدد کریں۔

○ شیطان کے گھر اور سواریاں کیا ہیں؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

تَكُوْنُ اِبِلٌ وَّبُيُوْتٌ لِّلشَّيَاطِيْنِ،

اَمَّا اِبِلُ الشَّيَاطِيْنِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا يَخْرُجُ اَحَدُكُمْ بِنَجِيْبَاتٍ مَّعَهٗ قَدْ اَسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُوْا بَعِيْرًا مِّنْهَا وَيَمُرُّ بِاَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ

بِهٖ فَلَا يَحْمِلُهٗ، وَاَمَّا بُيُوْتُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَمْ اَرَهَا۔

(ابوداؤد، سعید بن ابی ہند عن ابی ہریرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کچھ اونٹ شیطانوں کا حصہ ہوتے ہیں' کچھ گھر شیطانوں کا حصہ ہوتے ہیں۔

شیطانوں کے اونٹ تو میں نے دیکھے ہیں۔ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ بہت سی اونٹنیاں لے کر نکلتا ہے اور انہیں خوب موٹا تازہ کر رکھا ہے اور ان میں سے کسی پر چڑھتا نہیں اور وہ اپنے بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو بغیر سواری کے ہے تو اسے اپنی اونٹنیوں پر سوار نہیں کرتا۔

اور رہے شیطانوں کے گھر تو انہیں میں نے نہیں دیکھا۔"

تشریح: "شیطانی گھروں" سے مراد وہ مکانات ہیں جنہیں لوگ بلا ضرورت بناتے ہیں محض اپنی مالداری کے دکھاوے کے لئے۔ نہ تو وہ لوگ ان میں رہتے ہیں اور نہ دوسرے ضرورت مند لوگوں کو رہنے کے لئے دیتے ہیں۔ اسلام دولت کی اس قسم کی نمائش کو پسند نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے ایسے مکانات نہیں دیکھے کیونکہ اس زمانہ میں ایسے نمائشی لوگ نہیں تھے' البتہ بعد میں ہمارے بزرگوں نے ایسے مکانات دیکھے اور ہم بھی اپنے زمانہ کے دولت مند مسلمانوں کے یہاں ایسے نمائشی مکانات دیکھ رہے ہیں۔

○ راستہ روکنے یا بند کرنے کی برائی:

ترجمہ: حضرت معاذؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا۔

ہم حضور ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ میں گئے لوگوں نے قیام گاہ کی جگہوں کو تنگ کر دیا اور راستہ بند کر دیا۔ حضور ﷺ نے ایک آدمی بھیج کر اعلان کرایا کہ:

"جو شخص قیام گاہ میں تنگی پیدا کرے یا راستہ بند کرے گا تو اس کو جہاد کا ثواب نہ ملے گا۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنی قیام گاہ کو وسیع و کشادہ کر لیا تھا اور پھیل کر ٹھہرے تھے جس کے نتیجے میں چلنے والوں کو دشواری پیدا ہو سکتی تھی اس لئے حضور ﷺ نے یہ اعلان کرایا۔ جو لوگ سفر میں نکلیں اور ان کا یہ سفر نیکی کا سفر ہو تو ان کو چاہئے کہ پھیل کر قیام نہ کریں بلکہ صرف بقدر ضرورت ہی جگہ لیں۔ ایسا نہ کریں کہ دوسروں کو جگہ نہ ملے یا آنے جانے میں ان کو زحمت ہو۔

○ بیمار کی عیادت کا بڑا اجر ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ،

قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ؟

قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ،

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهٗ۔ (مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ عزوجل قیامت کے دن کہے گا' اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تھا تو' تو نے میری عیادت نہیں کی۔

تو وہ کہے گا۔ "اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا تو رب العالمین ہے۔

تو اللہ فرمائے گا' کیا تجھے علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو' تو نے اس کی عیادت نہیں کی'

کیا تجھے خبر نہ تھی کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو اس کے پاس مجھے پاتا۔"

تشریح: عیادت سے مراد صرف کسی مریض کے یہاں چلا جانا اور مزاج پرسی کرنا ہی نہیں ہے بلکہ بیمار کی حقیقی اور اصل عیادت یہ ہے کہ اگر وہ غریب ہے تو اس کے لئے دوا دارو کا انتظام کیا جائے یا غریب تو نہیں ہے پر کوئی وقت پر دوا لانے اور پلانے والا نہیں ہے تو اس معاملے میں اس کی ضرورت پوری کی جائے۔

مریض، بھوکے اور قیدی سے حسن سلوک کرو:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

عُوْدُوا الْمَرِيْضَ،

وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ،

وَفُكُّوا الْعَانِيَ۔ (بخاری۔ ابوموسیٰ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"بیمار کی عیادت کرو،

اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ،

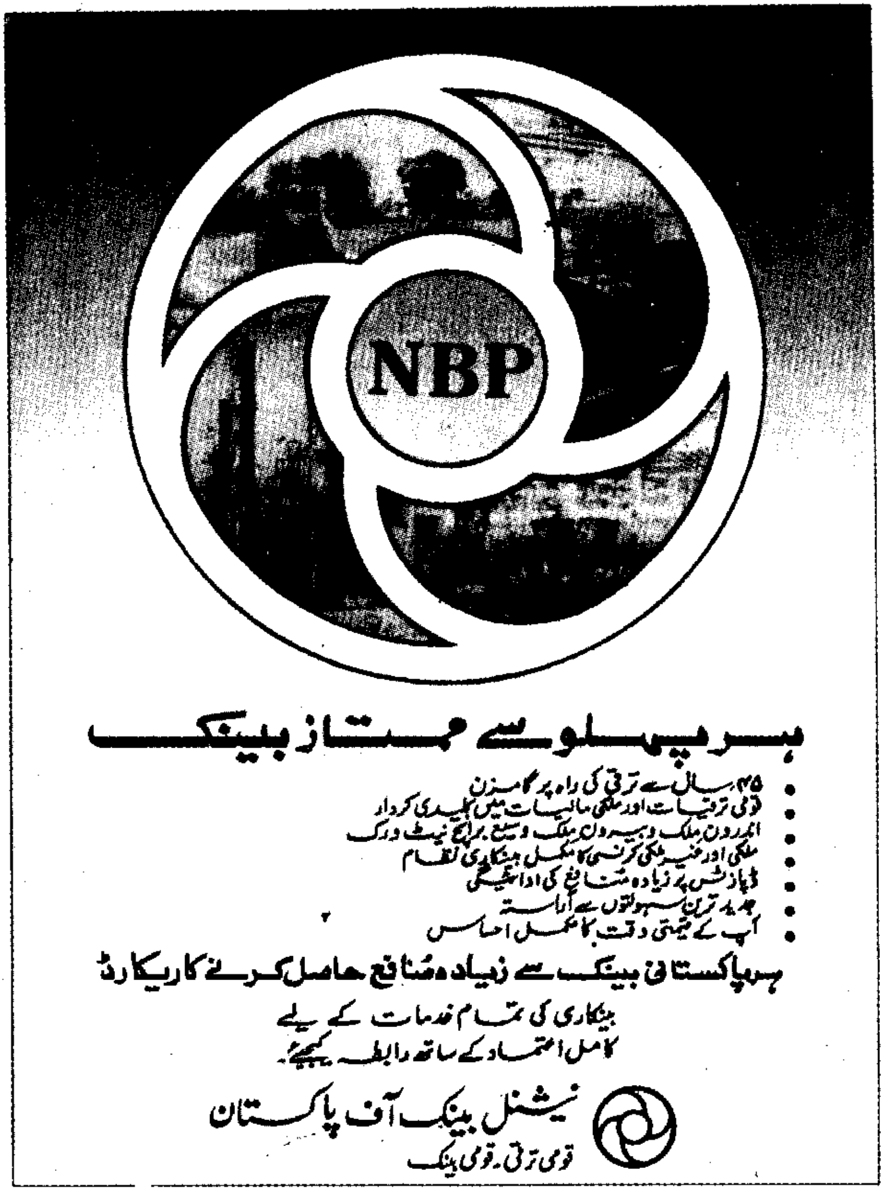
اور قیدی کی رہائی کا انتظام کرو۔"

غیر مسلم کی عیادت کا اجر:

كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدِمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ،

فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ،

فَاَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (بخاری، انس رضؓ)



UNITED PID-I-26/95

ترجمہ: ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار پڑا تو حضور ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھے اور اس سے کہا کہ تو "اسلام لے آ۔"

اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں اس کے پاس تھا۔

اس نے کہا۔ "تو ابوالقاسم (محمد ﷺ) کا کہنا کر۔"

چنانچہ وہ اسلام لایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے نکلے۔ "شکر ہے اللہ کا جس نے جہنم سے اسے بچالیا۔"

تشریح: حضور ﷺ کی پاکیزہ سیرت سے دوست اور دشمن سب ہی واقف تھے اور تمام یہودی آپ ﷺ کے دشمن نہ تھے۔ اس یہودی کو حضور ﷺ سے ذاتی تعلق تھا' اس لئے اس نے اپنے لڑکے کو حضور ﷺ کی خدمت کے لئے بھیج دیا تھا۔

○ عیادت کے آداب کیا ہیں؟

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ،

مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّةُ الصَّخَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:

"مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلے میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا سنت ہے۔"

تشریح: یہ ہدایت عام بیماروں کے لئے ہے لیکن اگر کسی کا بے تکلف دوست بیمار پڑے اور اسے اندازہ ہو کہ وہ اس کے بیٹھنے کو پسند کرتا ہے تب وہ بیٹھا رہ سکتا ہے۔

○ مسلمان پر مسلمان کا خون اور مال و آبرو حرام ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ،

اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ

هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ؟

قَالُوْا نَعَمْ ؟

قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا، وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ،

اُنْظُرُوْا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔

(بخاری۔ ابن عمرؓ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنے آخری حج میں (جس کے بعد آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے) امت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

سنو! اللہ نے تمہارا خون اور مال و آبرو محترم قرار دیا ہے جس طرح تمہارا یہ دن' یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔ سنو کیا میں نے تم کو پہنچا دیا؟

لوگوں نے کہا' ہاں آپ ﷺ نے پہنچا دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا' اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ میں نے امت کو پیغام پہنچا دیا۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔ پھر فرمایا:

"سنو' دیکھو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم مسلمان ہو کر آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔"

○ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کرنی چاہیے:

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ.

بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

(بخاری، مسلم)

ترجمہ: جریر ابن عبداللہؓ فرماتے ہیں،
میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی،
نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔"

تشریح: آدمی جس کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے وہ دراصل اس بات کا عہد کرتا ہے کہ میں پوری زندگی اس عہد کو نبھاؤں گا۔ حضرت جریرؓ نے حضور ﷺ سے تین باتوں کا عہد کیا۔ نماز کو اس کی جملہ شرائط کے ساتھ ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور تیسری بات یہ کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کوئی کھوٹ کا معاملہ نہ کرنا، ان کے ساتھ رحمت و شفقت اور خیر خواہانہ معاملہ کرنا۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے افراد کو آپس میں کس طرح رہنا ہے۔

○ مسلمانوں میں باہمی رحمت و مودت ہونی چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ،
إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔

(بخاری، مسلم۔ نعمان بن بشیر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
تو مسلمانوں کو آپس میں رحم کرنے، محبت کرنے اور ایک دوسرے کی طرف جھکنے

میں ایسا دیکھے گا جیسا کہ جسم کا حال ہوتا ہے کہ
اگر ایک عضو کو کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تو جسم کے بقیہ اعضاء بے خوابی اور بخار کے ساتھ اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

تشریح: نبی ﷺ نے جسم کی مثال دیتے ہوئے مسلمانوں کی ایک مستقل اور دائمی صفت کے طور پر فرمایا ہے کہ جب بھی تو ان کو دیکھے گا تو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و شفقت سے پیش آنے والا ہی پائے گا۔

○ مسلمان مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ،
اَلْمُؤْمِنُ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا،
ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ (بخاری، مسلم، ابوموسیٰ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:
"مسلمان مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے۔
پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کرکے بتایا۔"

تشریح: اس حدیث میں مسلمان معاشرے کو عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح عمارت کی اینٹیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں' اسی طرح مسلمانوں کو آپس میں چمٹے رہنا چاہئے اور پھر جس طرح ہر اینٹ دوسری اینٹ کو قوت اور سہارا دیتی ہے اس طرح انہیں بھی ایک دوسرے کو سہارا دینا چاہئے۔ نیز جس طرح بکھری ہوئی اینٹیں باہم جڑ کر مضبوط عمارت کی شکل اختیار کرلیتی ہیں اسی طرح مسلمانوں کی قوت کا

راز ان کے آپس میں جڑنے میں ہے۔ اگر وہ بکھری ہوئی اینٹوں کے مانند رہے تو ان کو ہوا کا ہر جھونکا اڑا لے جاسکتا ہے اور پانی کا ہر ریلا بہا لے جاسکتا ہے۔ آخر میں حضور ﷺ نے اس حقیقت کو ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کرکے محسوس شکل میں بیان فرمایا۔

○ مومن' مومن کا آئینہ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ،
وَالْمُؤْمِنُ اَخُوالْمُؤْمِنِ،
يَكُفُّ عَنْهُ ضَيْعَتَهٗ وَيَحُوْطُهٗ مِنْ وَّرَائِهٖ۔ (مشکوٰۃ۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
"مسلمان' مسلمان کا آئینہ ہے اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے'
وہ اس کو بربادی سے بچاتا ہے اور پیچھے سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔"

تشریح: "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ ہے۔" یعنی اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف جانتا ہے جس طرح وہ اپنی تکلیف سے تڑپتا ہے اسی طرح یہ بھی دوسرے مسلمان کی تکلیف سے تڑپ اٹھے اور اس کو دور کرنے کے لئے بے چین ہو جائے۔

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں ان احدکم مراۃ اخیہ فان رای بہ اذی فلیمط عنہ یعنی تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ پس اگر اس کو تکلیف میں دیکھے تو اس کی تکلیف دور کردے۔ اسی طرح اگر اس کے اندر کوئی کمزوری دیکھتا ہے تو اسے اپنی کمزوری سمجھ کر دور کرنے کی کوشش کرے۔

○ اپنے مسلمانی بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،
اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا،
فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ اَنْصُرُہٗ
ظَالِمًا؟
قَالَ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِکَ نَصْرُکَ اِیَّاہُ۔ (بخاری، مسلم۔ انسؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:
"تو اپنے بھائی کی مدد کر، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔"
تو ایک آدمی نے کہا۔
"اے اللہ کے رسول ﷺ! مظلوم ہونے کی صورت میں تو میں اس کی مدد کروں گا لیکن اس کے ظالم ہونے کی صورت میں کس طرح مدد کروں گا۔"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تو اسے ظلم کرنے سے روک دے یہی اس کی مدد کرنا ہے۔"

○ مسلمان کی مشکل کشائی و پردہ پوشی کرنی چاہیے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ،
اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ،
وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ،
وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ
یَوْمِ الْقِیَامَۃِ،
وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (بخاری، مسلم۔ ابن عمرؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یارو مددگار چھوڑتا ہے'

اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ اس کی حاجت پور کرے گا'

اور جو شخص کسی مسلمان کی کسی پریشانی کو دور کرے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کرے گا'

اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔"

تشریح: حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر نیک مسلمان کوئی غلطی کر بیٹھے تو اس کو لوگوں کی نظر میں گرانے کے لئے جگہ جگہ بیان نہ کرتے پھرو' بلکہ اس کے عیب پر پردہ ڈالو۔ بخلاف اس شخص کے جو علی الاعلان اللہ کے احکام کو توڑتا ہے تو اس کی پردہ پوشی کے بجائے اس کو ننگا کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا ہے۔

○ مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (البخاری، مسلم، انس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

○ چیز کا عیب چھپانا مسلمان تاجر کے لئے جائز نہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ،
اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ اَخِيْهِ بَيْعًا وَفِيْهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا۔
"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ جو مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے اور اس میں عیب ہو تو اس کو چاہیے کہ اس عیب کو اس سے صاف صاف بیان کر دے۔ عیب کو چھپانا کسی مسلمان تاجر کے لئے جائز نہیں ہے۔"

○ اللہ کی خاطر محبت کرنے والوں کا مرتبہ بہت بڑا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَا هُمْ بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ،

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟
قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا،

فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ، وَاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ، لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ،
اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (سورۃ یونس آیت ۶۲) (ابوداؤد، شرح السنہ)

(سورہ یونس آیت :9)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید پھر بھی انبیاء اور شہداء قیامت کے دن ان کے مرتبہ پر رشک کریں گے جو انہیں اللہ کے یہاں ملے گا۔"

لوگوں نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کون لوگ ہوں گے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں ایک دوسرے کے رشتہ دار نہ تھے اور نہ آپس میں مالی لین دین کرتے تھے مگر محض خدا کے دین کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

بخدا ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے چاروں طرف نور ہی نور ہوگا' انہیں کوئی خوف نہ ہوگا' اس وقت جب کہ لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے انہیں خوف نہ ہوگا' اس وقت جب کہ لوگ غم میں مبتلا ہوں گے انہیں کوئی غم نہ ہوگا اور پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

تشریح: اصل حدیث میں "غبط" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی بہت زیادہ خوش ہونے کے ہیں۔ یہ لفظ رشک اور حسد کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ یہاں پر پہلا معنی مراد ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک استاد اپنے شاگرد کے اونچا مقام حاصل کرلینے سے خوش ہوتا اور فخر محسوس کرتا ہے' اسی طرح انبیاء اور شہداء جو سب سے زیادہ اونچا مقام رکھتے ہیں' ان لوگوں کی کامیابی پر خوش ہوں گے۔ یہ لوگ جن کا مرتبہ بیان ہوا ہے' ان کی محبت کی بنیاد صرف دین تھا' خونی رشتہ اور مالی لین دین نے ان کو آپس میں نہیں جوڑا تھا بلکہ اسلام نے ان کو ایک دوسرے کا دوست اور رفیق بنایا تھا۔ ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں فتح و نصرت کی بشارت دی گئی ہے اور آخرت میں ابدی انعام

کی۔

سورۂ یونس کی وہ آیت جو اوپر درج ہوئی' وہ حضور ﷺ پر ایمان لانے والوں اور دین کی راہ میں ستائے جانے والوں اور ایمانی زندگی کے لئے کوشش کرنے والوں اور جاہلیت کے نظام سے کشمکش کرنے والوں کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ ان کے لئے یہ بشارت ہے اس زندگی میں بھی اور اس کے بعد آنے والی زندگی میں بھی۔

○ قطع تعلق تین دن سے زیادہ جائز نہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَّلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ

ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا ،

وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (بخاری مسلم ابوایوب انصاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آدمی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق کئے رکھے کہ دونوں راستہ میں ایک دوسرے سے ملیں تو منہ پھیر لیں۔

اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

تشریح: یہ بات ممکن ہے کہ دو مسلمان کسی وقت کسی بات پر ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں اور بول چال بند کر دیں لیکن تین دن سے زیادہ ان کو اس حالت پر نہ رہنا چاہئے اور بالعموم ایسا ہی ہوتا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان اگر تلخی پیدا ہو جائے اور وہ دونوں کچھ خدا کا خوف رکھتے ہوں تو دو تین دن گزرنے کے بعد ان کے اندر ایک دوسرے سے ملنے کی تڑپ پیدا ہونے لگتی ہے اور بالآخر ان میں سے ایک سلام میں پہل

کرکے اس شیطانی تلخی کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی لئے پہل کرنے والے کی فضیلت اس حدیث میں بھی بیان ہوئی ہے اور اس کے علاوہ دوسری احادیث میں بھی۔

○ بدگمانی اور ٹوہ لگانے سے بچو:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم،

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ،

وَلَا تَحَسَّسُوْا، وَلَا تَجَسَّسُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا،

وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ (بخاری مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اپنے آپ کو بدگمانیوں سے بچاؤ اس لئے کہ بدگمانی کے ساتھ جو بات کی جائے گی وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوگی۔

اور دوسرے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے مت پھرو اور نہ ٹوہ میں لگو اور نہ آپس میں "تناجش" کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگو'

اور اللہ کے بندے بنو' آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔"

تشریح: اس حدیث میں چند الفاظ تشریح طلب ہیں:

(1) تحسس کے معنی کان لگانا اور نگاہ لگانا ہے۔ نبی ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی باتیں سننے کے لئے چپکے سے چھپ کر کھڑا ہو جانا اور پھر اس کی بات کو اس کے خلاف استعمال کرنا اور اسے لوگوں کی نگاہ میں گرانا' ایمان اور اسلام کے خلاف بات ہے۔

(2) تجسس کے معنی کسی کے عیب کی ٹوہ میں لگا رہنا کہ کب اس سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے اور کب اس کی کسی کمزوری کا اس کو علم ہوتا ہے کہ فوراً اس کے وقار کو گرانے کے لئے ادھر ادھر پھیلانے میں لگ جاتا ہے۔

(3) تیسرا لفظ جو اس حدیث میں آیا ہے وہ "تناجش" کا لفظ ہے جو خرید و فروخت سے تعلق رکھتا ہے جس کے لئے اردو کا مناسب لفظ دلالی ہے۔ دلال اور تاجر میں یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ دلال بڑھ چڑھ کے بولی بولے گا اور اس کا ارادہ اس مال کو خریدنے کا نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف گاہکوں کو پھنسانے کے لئے ایسا کرتا ہے۔ اس کام سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(4) چوتھا لفظ "تدابر" ہے جس کے معنی باہم دشمنی کرنے کے بھی ہیں اور قطع تعلق کرلینے کے بھی ہیں۔

○ مسلمانوں کی پردہ دری سے بچو:

صَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ فَقَالَ،
يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا
الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ،
فَاِنَّهٗ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ يَتَّبِعُ اللهُ عَوْرَتَهٗ۔
وَمَنْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ۔

(ترمذی، ابن عمرؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ منبر پر تشریف لائے اور نہایت بلند آواز سے فرمایا:

"اے وہ لوگو! جو اپنی زبان سے اسلام لائے ہو اور ایمان تمہارے دلوں میں نہیں

اترا ہے' تم لوگ مسلمانوں کو ایذاء مت پہنچاؤ اور نہ ان کو عار دلاؤ اور نہ ان کے عیوب کے پیچھے پڑو جو لوگ اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے پڑیں گے تو اللہ ان کے عیب کے پیچھے پڑ جائے گا'

اور جس شخص کے عیب کے پیچھے اللہ پڑ جائے گا اسے رسوا کر ڈالے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔"

تشریح: منافقین سچے اور پاکباز مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذا پہنچاتے اور ان کے خاندانی شرمناک عیوب جو زمانہ جاہلیت میں ہوئے تھے' ان لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے انہی لوگوں کو نبی ﷺ نے اس حدیث میں ڈانٹا ہے۔ بعض دوسری حدیثوں میں بیان ہوا ہے کہ یہ تقریر کرتے وقت نبی ﷺ کی آواز اتنی بلند ہو گئی تھی کہ آس پاس کے گھروں تک یہ آواز پہنچ گئی اور عورتوں نے سنا۔

○ غیبت کا عبرتناک انجام:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ،

لَمَّا عَرَجَ بِیْ رَبِّیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ ،

فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَاجِبْرِیْلُ ؟

قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِهِمْ ۔ (ابوداؤد۔ انس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب میرا رب مجھ کو آسمان پر لے گیا تو میں وہاں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جن

کے ناخن پیتل کے تھے اور وہ اپنے چہرے اور سینے کو نوچ رہے تھے'
تو میں نے جبرئیل سے پوچھا۔ "یہ کون لوگ ہیں؟" جبرئیلؑ نے کہا "یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں دوسرے لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے اور ان کی آبرو سے کھیلتے تھے۔"

تشریح: لوگوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی ان کی غیبت کرتے تھے اور ان کے ناموس کو برباد کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

○ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،
حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ.
قِيْلَ مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟
قَالَ إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ،
وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ.
وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ،
وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللهَ فَشَمِّتْهُ.
وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ،
وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ. (مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔
پوچھا گیا کہ "وہ کیا ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔۔۔ "جب تو مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کر'

اور جب وہ تجھے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کر'

اور جب وہ تجھ سے خیر خواہی چاہے تو' تو اس سے خیر خواہی کر'

اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو' تو اس کا جواب دے'

اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کر'

اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔"

تشریح: (1) سلام کرنے کا مطلب صرف السلام علیکم کے الفاظ بول دینے کے نہیں ہیں بلکہ یہ ایک اعلان اور اقرار ہے اس بات کا کہ میری طرف سے تیری جان' مال اور آبرو محفوظ ہے' میں کسی طریقے پر تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور دعا ہے اس بات کی کہ اللہ تیرے دین و ایمان کو سلامت رکھے اور تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے۔

(2) تشمیت کے معنی چھینکنے والے کے لئے کلمہ خیر کہنے کے ہیں مثلاً یرحمک اللہ کہنا یعنی اللہ تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے اور تو اللہ کی اطاعت کی راہ میں ثابت قدم رہے اور تجھ سے کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جس پر دوسروں کو ہنسنے کا موقع ملے

○ مسلمان کی لغزش سے درگزر کرنا چاہئے:

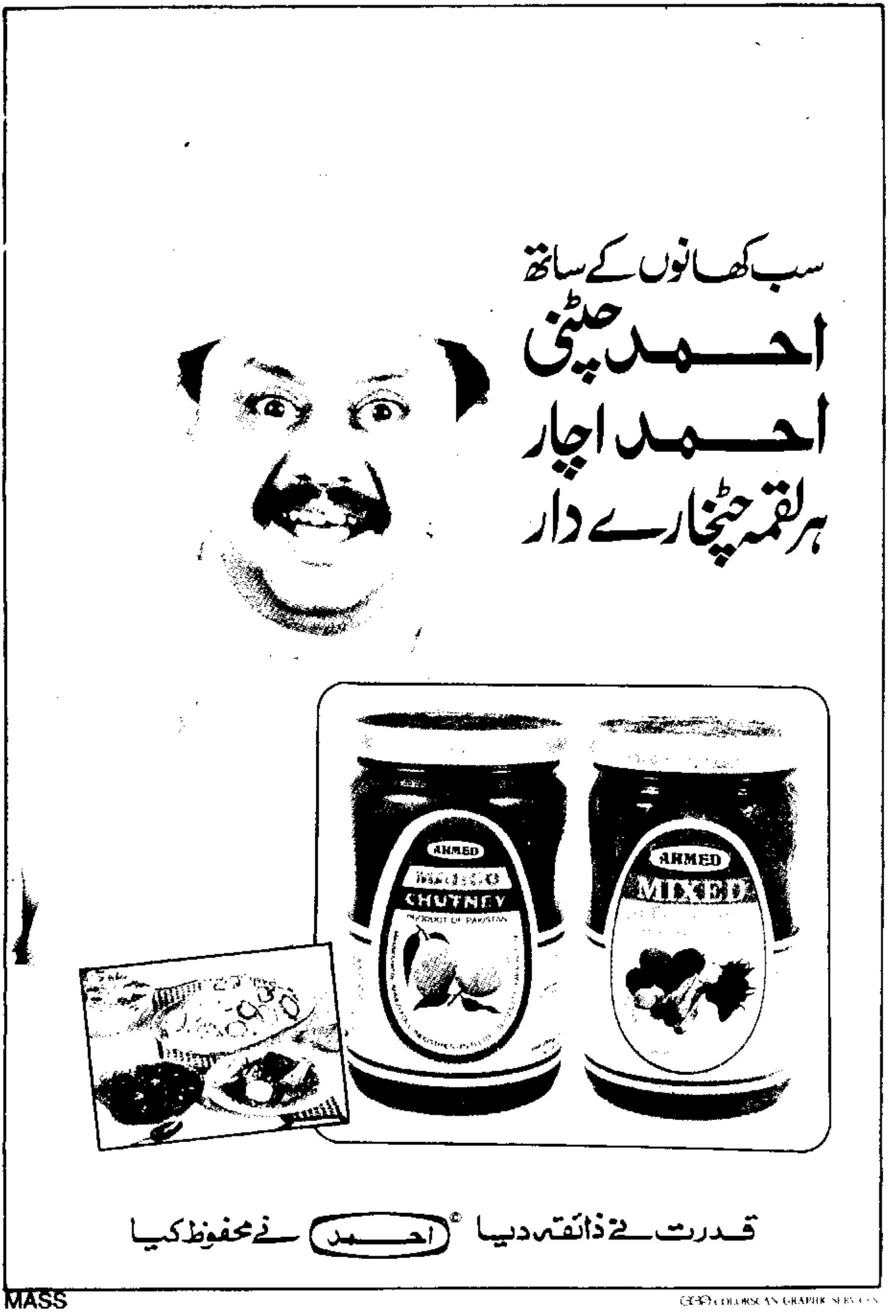
اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ

اَقِیْلُوْا ذَوِی الْھَیْئَاتِ عَثَرَاتِھِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ (ابوداود۔ عائشہؓ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا:

"اچھی سیرت و خصلت کے مسلمان سے اگر کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو اس کو معاف کر دو' سوائے حدود کے۔"

تشریح: یعنی ایک آدمی نیک اور پرہیز گار ہے' خدا کی نافرمانی نہیں کرتا' ایسا آدمی کبھی


سب کھانوں کے ساتھ
احمد چٹنی
احمد اچار
ہر لقمہ چٹخارے دار
AHMED
CHUTNEY
PRODUCT OF PAKISTAN
AHMED
MIXED
قدرت نے ذائقہ دیا © احمد نے محفوظ کیا
MASS

پھسل کر گناہ میں گر پڑے تو اس کی وجہ سے اسے نظروں سے نہ گرا دو' اس کی بے وقعتی نہ کرو' اس کی اس غلطی کو پھیلاتے مت پھرو بلکہ معاف کر دو۔ ہاں اگر وہ ایسا گناہ کرے جس کی سزا شریعت میں مقرر ہے۔ مثلاً زنا' چوری وغیرہ تو ایسے گناہ معاف نہیں کئے جائیں گے۔

○ غیر مسلم شہریوں کے حقوق:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:
اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا،
اَوِ انْتَقَصَهٗ،
اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ،
اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ،
فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (ابو داؤد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جو مسلمان کسی معاہد (غیر مسلم شہری) پر ظلم کرے گا'
یا اس کا حق مارے گا'
یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ (یعنی جزیہ جو مخصوص قسم کا حفاظتی ٹیکس ہوتا ہے) ڈالے گا'
یا اس کی کوئی چیز جبراً لے لے گا'
تو میں خدا کی عدالت میں مسلمان کے خلاف دائر ہونے والے مقدمہ میں اس غیر مسلم شہری کا وکیل بن کر کھڑا ہوں گا۔"

تشریح: واضح رہے کہ اس سے پہلے پڑوسی' مہمان' بیمار اور سفر کے ساتھیوں کے جو

حقوق بیان ہوئے ہیں، ان میں مسلم اور غیر مسلم یکساں ہیں۔

○ جانوروں سے نرمی کرنی چاہیے:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے مل گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو،

ان پر اچھی حالت میں سوار ہو اور اچھی حالت میں ان کو چھوڑو۔"

تشریح: یعنی جانور کو بھوکا رکھنا خدا کے غضب کا باعث ہے۔ جب آدمی کام لینا چاہے تو اس کو خوب اچھی طرح کھلا پلا لے اور اتنا کام نہ لے کہ وہ ادھ موا ہو جائے

○ جانوروں کے آرام کا خیال رکھنا چاہیے:

رَاَی الْجَمَلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَرْجَرَ وَ ذَرَفَتْ عَیْنَاہُ، فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَمَسَحَ سَرَاتَہٗ اَیْ سَنَامَہٗ وَ ذِفْرَاہُ فَسَکَنَ،

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ،

فَدَخَلَ حَائِطًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا فِیْہِ جَمَلٌ. فَلَمَّا

فَقَالَ مَنْ رَّبُّ ھٰذَا الْجَمَلِ؛ لِمَنْ ھٰذَا الْجَمَلُ؟

فَجَاءَ فَتًی مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ ھٰذَا لِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ،

فَقَالَ اَفَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ فِیْ ھٰذِہِ الْبَہِیْمَۃِ الَّتِیْ مَلَّکَکَ اللّٰہُ اِیَّاھَا،

فَاِنَّہٗ یَشْکُوْاِلَیَّ اَنَّکَ تُجِیْعُہٗ وَتُدْئِبُہٗ۔ (ریاض الصالحین)

ترجمہ: عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ

نبی ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا۔ جب اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو غمناک آواز نکالی اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضور ﷺ اس کے قریب گئے اور شفقت سے اس کی کوہان اور دونوں کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کو سکون ہو گیا۔

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "اس اونٹ کا مالک کون ہے، یہ اونٹ کس شخص کا ہے؟" تو ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اونٹ میرا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا، اس بے زبان جانور کے بارے میں جسے اللہ نے تیرے اختیار میں دے رکھا ہے؟

یہ اونٹ اپنے "آنسوؤں اور اپنی آواز" کے ذریعہ مجھ سے شکایت کر رہا تھا کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور مسلسل کام لیتا ہے۔"

○ ذبح و قتل کے آداب کا خیال رکھنا چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ

فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ،

وَ اِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ،

وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ۔ (مسلم، شداد بن اوس)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تبارک و تعالٰی نے ہر کام بہتر طریقہ پر کرنا فرض قرار دیا ہے' تو جب تم کسی کو قتل کرو تو اس کو سلیقہ سے قتل کرو'

اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو'

اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی چھری تیز کر لے اور اپنے ذبح کئے جانے والے جانور کو راحت پہنچائے (دیر تک تڑپنے کے لئے نہ چھوڑ دے' اس طرح ذبح کرے کہ جلدی سے اس کی جان نکل جائے۔)

○ جانداروں پر نشانہ بازی نہ کی جائے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
يَنْهٰى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ - (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس امر سے منع کرتے سنا ہے کہ کسی چوپائے کو یا اس کے علاوہ کسی چڑیا یا انسان کو باندھ کر کھڑا کیا جائے اور اس پر تیر برسائے جائیں۔"

○ جانور کے چہرہ پر مارنے اور داغنے کی ممانعت:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جانور کے چہرے پر مارنے اور اس کے چہرے کو داغنے

سے منع فرمایا ہے۔

○ جانور کو ناحق قتل نہ کرنا چاہیئے:

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ،
مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ
قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا ؟
قَالَ اَنْ تَذْبَحَهَا فَيَاكُلَهَا وَلَا يَقْطَعَ رَاْسَهَا فَيَرْمِیْ بِهَا۔

(مشکوٰۃ۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص)

ترجمہ: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:
"جس نے کسی گوریا یا اس سے بھی چھوٹی چڑیا کو ناحق قتل کیا تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ بازپرس کرے گا۔
پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ چڑیوں کا حق کیا ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا' ان کا حق یہ ہے کہ ان کو ذبح کر کے کھا لیا جائے اور سر کاٹنے کے بعد انہیں یونہی پھینک نہ دیا جائے۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں کا شکار گوشت کھانے کی غرض سے تو جائز ہے لیکن تفریح کے لئے شکار کھیلنا اسلام میں منع ہے۔ تفریحی شکار کا مطلب یہ ہے کہ آدمی شکار تو کر لے لیکن ان کا گوشت نہ کھائے یونہی مار کر پھینک دے۔

○ جانوروں کی تکلیف کا خیال رکھنا چاہیئے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ،

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا. فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تُفَرِّشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا،

وَرَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا،

قَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟

فَقُلْنَا نَحْنُ،

قَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ (ابوداؤد)

ترجمہ: عبدالرحمن اپنے باپ عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہؓ نے فرمایا:

"ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو آپ ﷺ اپنی کسی ضرورت کے لئے چلے گئے۔ اس اثناء میں ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا اپنے پروں کو کھول کر ان بچوں کے اوپر منڈلانے لگی

اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے (اور اس کی بے چینی دیکھی) تو فرمایا:

"اس کو بچوں کی وجہ سے کس نے دکھ پہنچایا ہے' اس کے بچے اسے واپس کر دو۔"

اور آپ ﷺ نے ان چیونٹیوں کے گھر دیکھے جن کو ہم نے جلا دیا تھا۔

تو آپ ﷺ نے پوچھا۔ "ان کو کس نے جلایا ہے؟"

تو ہم نے بتایا۔ "ہم لوگوں نے جلایا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "آگ کی سزا دینا آگ کے مالک (اللہ) کا حق ہے"

○ جانوروں کو آپس میں لڑانے کی ممانعت:

نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ۔

(ترمذی۔ ابن عباسؓ)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔"

○ جانداروں کو پانی پلانا ثواب کا کام ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ اِشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَاكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهٗ ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ، فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ،

فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا؟

فَقَالَ نَعَمْ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ۔ (بخاری، مسلم، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک آدمی راستہ میں جا رہا تھا۔ اس کو بہت زیادہ پیاس لگی۔ ادھر ادھر دیکھا' ایک کنواں ملا' وہ اس میں اتر گیا اور پانی پیا۔ (ڈول اور رسی نہیں تھی) جب کنویں سے باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان نکالے ہوئے بھیگی مٹی کھا رہا ہے' اس آدمی نے اپنے دل میں سوچا کہ اس کتے کو اتنی ہی شدید پیاس لگی ہے جتنی شدید پیاس مجھے لگی تھی' وہ فوراً کنویں میں اتر گیا' اپنے چمڑے کے موزہ میں پانی بھر کر منہ میں تھامے باہر آیا اور کتے کو پلایا۔ تو اللہ عزوجل نے اس کے عمل کی قدر کی اور اس کی مغفرت فرما دی۔"

لوگوں نے پوچھا۔ "کیا چوپایوں پر بھی رحم کرنے پر ثواب ملتا ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہر جاندار کے ساتھ رحم کرنے پر ثواب ملتا ہے۔"

○ والدین تمہاری جنت اور جہنم ہیں:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ:
يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاحَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟
قَالَ هُمَاجَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ "والدین کا حق ان کی اولاد پر کیا ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ تمہاری جنت اور جہنم ہیں۔"

تشریح: یعنی والدین کے حقوق ادا کرو گے، ان کی خدمت کرو گے تو جنت کے مستحق ہو گے اور اگر ان کا حق نہ پہچانو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔

ایک دوسری حدیث اور قرآن مجید کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں بڑھا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کے معاً بعد ان مصیبتوں اور زحمتوں کا ذکر ہوا ہے جو ماؤں کو حمل کے زمانے میں، دودھ پلانے اور پالنے کے زمانے میں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

○ ماں کا حق ادا نہیں ہوا:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي حَجَجْتُ بِأُمِّي مِنَ الْيَمَنِ عَلَى ظَهْرِي وَطُفْتُ بِهَا الْبَيْتَ وَسَعَيْتُ بِهَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَوَقَفْتُ بِهَا فِي عَرَفَاتٍ،

وَدَلَفْتُ بِهَا إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ، وَرَمَيْتُ لَهَا الْجِمَارَ بِمِنًى، فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَهِيَ عَجُوزٌ لَا حَرَاكَ بِهَا، وَأَنَا أَحْمِلُهَا عَلَى ظَهْرِي، فَهَلْ أَدَّيْتُ حَقَّهَا؟

قَالَ لَا، لِأَنَّهَا فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ بِكَ فِي صِغَرِكَ وَهِيَ تَتَمَنّٰى حَيَاتَكَ، وَأَنْتَ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ بِهَا وَأَنْتَ تَتَمَنّٰى مَوْتَهَا۔ (الوعی، العدد ۵۸، السنۃ الخامسۃ)

ترجمہ: نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا' اس نے کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر لاد کر حج کرایا ہے' اسے اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا' صفا و مروہ کے درمیان سعی کی' اسے لئے ہوئے عرفات گیا' پھر اسی حالت میں اسے لئے ہوئے مزدلفہ آیا اور منیٰ میں کنکری ماری۔ وہ نہایت بوڑھی ہے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ میں نے سارے کام اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے انجام دیئے ہیں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "نہیں' اس کا حق نہیں ادا ہوا۔"

اس آدمی نے پوچھا۔ "کیوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "یہ اس لئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں جھیلیں اس تمنا کے ساتھ کہ تم زندہ رہو اور تم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا' اس حال میں کیا ہے کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔"

○ جنت ماں کے قدموں کے تلے ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَدْتُّ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيْرُكَ، فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟

قَالَ نَعَمْ،

قَالَ فَالْزَمْهَا، فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد (جاہمہ) نبی ﷺ کے پاس گئے اور کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں، حاضر ہوا ہوں مشورہ حاصل کرنے کے لئے۔ (آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟)"

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "تمہاری ماں موجود ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "ہاں وہ زندہ ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "پھر تو تم ان کی خدمت میں لگے رہو، تمہاری جنت ان کے قدموں میں ہے۔"

تشریح: حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ ان کی ماں زندہ ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ وہ ضعیف ہو چکی ہیں، بیٹے کی خدمت کی محتاج ہیں اور بیٹے کو جہاد میں شرکت کی تمنا تھی۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ تمہارے جہاد کا میدان تو تمہارے گھر میں ہے، جاؤ اور ماں کی خدمت میں لگو ـــــ اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کے والدین زندہ ہوں وہ دین کی خدمت کے لئے نہ نکلے، بیشتر صحابہ کرامؓ کے والدین زندہ تھے اور وہ جہاد اور دعوت دین کے لئے باہر جاتے تھے۔

○ والدین کے لئے دعا و استغفار کا صلہ:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٌّ، فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْلَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کسی آدمی کے ماں باپ دونوں انتقال کر جائیں اور یہ ان کی زندگی میں نافرمان رہا (پھر اس کو ہوش آجاتا ہے) تو برابر ان کے حق میں دعا کرتا رہے' ان کی بخشش کی استدعا کرتا رہے' تو اس آدمی کو اللہ تعالیٰ والدین کا فرمانبردار قرار دے کر نافرمانی کے وبال سے بچالے گا۔"

○ والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک کی صورتیں:

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِیْعَةَ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَقَالَ:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟

قَالَ: نَعَمِ الصَّلَاةُ عَلَیْهِمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا، وَاِکْرَامُ صَدِیْقِهِمَا۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابو داؤد و ابن ماجہ و ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابو اسید مالک ابن ربیعہ ساعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا' اس نے پوچھا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے والدین وفات پاچکے ہیں تو کیا ان کا کوئی حق میرے ذمہ باقی رہ گیا ہے جسے ادا کرنا چاہیے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں' والدین کے مرنے کے بعد بیٹے پر ان کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے دعا و استغفار کرتے رہیں' ان کی وصیتیں پوری کریں' ان سے تعلق

رکھنے والے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ماں باپ کے دوست اور احباب کی عزت اور خاطر داری کریں۔"

○ خالہ کے ساتھ حسن سلوک کا صلہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أَتَی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا کَبِیْرًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَلَکَ وَالِدَانِ؟

قَالَ: لَا

قَالَ فَلَکَ خَالَةٌ؟

قَالَ نَعَمْ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبِرَّهَا إِذًا۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا' اس نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے تو کیا اس سے توبہ کی کوئی (عملی) شکل ہے؟"

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا "کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟"

اس نے کہا۔ "نہیں۔"

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟"

اس نے کہا۔ "ہاں!"

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "تو جاؤ اور اس کی خدمت کرو۔"

تشریح: توبہ کی عام شکل تو یہ ہے کہ آدمی اپنے کئے پر پچھتائے' اس کا دل روئے اور اللہ سے معافی مانگے لیکن حضور ﷺ نے علم الٰہی کی رو سے یہ جانا کہ اگر ماں یا خالہ کے

ساتھ حسن سلوک کیا جائے تو یہ گناہ دھل سکتا ہے۔

○ استاد کا احترام کرو:

رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِیْنَةَ وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوْا
لِمَنْ تَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"علم دین سیکھو اور دینی علم کے لئے وقار و سنجیدگی سیکھو اور جس سے تم دین کا علم حاصل کرو ان سے خاکسارانہ برتاؤ رکھو۔"

تشریح: علماء کی تحقیقی رائے یہ ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا درجہ ماں باپ کا ہے' پھر استاذ کا' وہ جسمانی مربی ہیں اور یہ دینی مربی ہیں اور جسمانی تربیت کے بعد دینی و اخلاقی تربیت کا دور آتا ہے' ماں باپ معمار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اساتذہ بنی ہوئی عمارت کو نقش و نگار سے سجاتے ہیں۔

○ شوہر کا حق ادا کرنا جہاد کے برابر ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:
جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ،
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّیْ وَافِدَةُ النِّسَاءِ إِلَیْكَ، هٰذَا الْجِهَادُ كَتَبَهُ اللّٰهُ
عَلَی الرِّجَالِ، فَإِنْ اُصِیْبُوْا اُجِرُوْا، وَإِنْ قُتِلُوْا كَانُوْا أَحْیَاءً عِنْدَ رَبِّهِمْ
یُرْزَقُوْنَ۔ وَنَحْنُ مَعْشَرَ النِّسَاءِ نَقُوْمُ عَلَیْهِمْ۔ فَمَا لَنَا مِنْ ذَالِكَ؟

قَالَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَبْلِغِيْ مَنْ لَقِيْتِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَّ طَاعَةَ الزَّوْجِ وَاعْتِرَافًا بِحَقِّهِ يَعْدِلُ ذٰلِكَ وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ يَّفْعَلُهُ.

رَوَاهُ الْبَزَّارُ هٰكَذَا مُخْتَصَرًا وَالطَّبْرَانِيُّ فِيْ حَدِيْثٍ قَالَ فِيْ اٰخِرِهِ.

ثُمَّ جَاءَتْهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ:

إِنِّيْ رَسُوْلُ النِّسَاءِ إِلَيْكَ، وَمَا مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ عَلِمَتْ أَوْ لَمْ تَعْلَمْ إِلَّا وَهِيَ تَهْوٰى مَخْرَجِيْ إِلَيْكَ، اَللّٰهُ رَبُّ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، كَتَبَ اللّٰهُ الْجِهَادَ عَلَى الرِّجَالِ، فَإِنْ أَصَابُوْا أُجِرُوْا وَإِنْ اسْتُشْهِدُوْا كَانُوْا أَحْيَاءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَمَا يَعْدِلُ ذٰلِكَ مِنْ أَعْمَالِهِمْ مِنَ الطَّاعَةِ؟

قَالَ: طَاعَةُ أَزْوَاجِهِنَّ وَالْمَعْرِفَةُ بِحُقُوْقِهِمْ، وَقَلِيْلٌ مِّنْكُنَّ مَنْ يَّفْعَلُهُ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی' اس نے کہا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے عورتوں نے آپ ﷺ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ (دیکھیے) یہ جہاد صرف مردوں پر فرض ہوا ہے اگر وہ زخمی ہو جائیں تو اجر پائیں' شہید ہو جائیں تو اپنے رب کے پاس زندہ رہیں گے' اس کے انعامات سے فائدہ اٹھا رہے ہوں گے اور ہم عورتیں ان کے پیچھے ان کے گھر اور بچوں کی نگرانی کرتی ہیں تو

ہمیں کیا اجر ملے گا؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "جن عورتوں سے تم ملو ان کو یہ بات پہنچا دو کہ شوہروں کی اطاعت کرنا اور ان کے حقوق کو پہچاننا جہاد کے برابر درجہ رکھتا ہے لیکن تم میں سے بہت کم عورتیں ایسا کرتی ہیں۔"

اور طبرانی میں یہی حدیث آئی ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

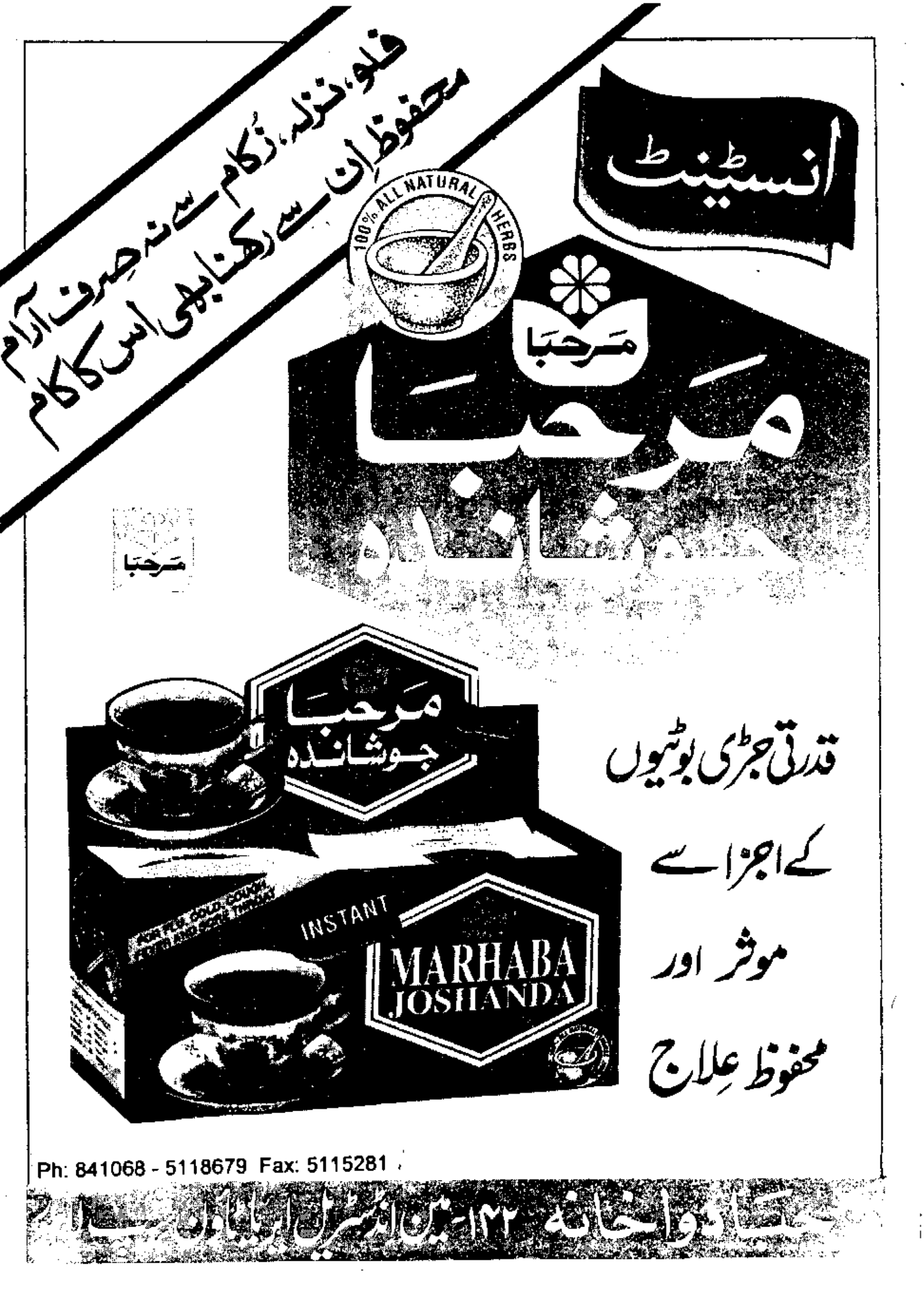
نمائندہ عورت نے آکر نبی ﷺ سے کہا۔ "مجھے عورتوں نے آپ ﷺ کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے اور ہر عورت چاہے اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو مگر یہ کہ وہ میرے آپ ﷺ کے پاس آنے کو پسند کرتی ہے۔ (دیکھئے) اللہ عورتوں اور مردوں دونوں کا آقا اور معبود ہے اور آپ ﷺ مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ مردوں پر جہاد فرض ہوا ہے (عورتوں پر نہیں)۔ اگر وہ دشمن کو ماریں تو اجر پائیں (اور غنیمت بھی ملے) اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو اعلیٰ درجے کی زندگی اپنے رب کے یہاں پائیں اور اس کے انعامات سے فائدہ اٹھائیں۔ تو ہم کس قسم کی اطاعت گزاری کریں کہ جو ان کے کار جہاد کے برابر ہو۔

آپ ﷺ نے بتایا۔ "شوہروں کی اطاعت گزاری اور ان کی حقوق شناسی کا وہی مرتبہ ہے جو مردوں کے جہاد کا ہے اور تم میں سے کم ہی ایسا کرنے والی ہیں"

○ عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو:

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، فَاِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا فَدَارِهَا تَعِشْ
بِهَا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

ترجمہ: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:



فلو، نزلہ، زکام سے نہ صرف آرام
محفوظ اِن سے رکھنا بھی اس کا کام
انسٹینٹ
100% ALL NATURAL HERBS
مرحبا
مرحبا جوشاندہ
مرحبا
مرحبا جوشاندہ
INSTANT
MARHABA JOSHANDA
قدرتی جڑی بوٹیوں
کے اجزا سے
موثر اور
محفوظ علاج
Ph: 841068 - 5118679 Fax: 5115281
دواخانہ ۱۴۲-مین انڈسٹریل ایریا

"عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اب اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو تو توڑ ڈالو گے۔ پس اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تو اچھی زندگی گزرے گی۔"

تشریح: "عورت پسلی سے پیدا کی گئی" اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کے مزاج اور اس کے سوچنے اور کرنے کا ڈھنگ مرد کے مزاج سے کچھ مختلف ہوتا ہے اور خاندانی نظام میں شوہر کو سربراہی اور بالادستی حاصل ہوتی ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے جذبات و حسیات کی پرواہ نہ کرے' صرف اپنی بات منوانے پر اصرار کرے تو گھر حقیقی مسرتوں سے محروم اور جھگڑے فساد کا جہنم بن جائے گا۔ اس لئے حضور ﷺ مردوں کو عورتوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے پیش آنے کی تعلیم دیتے ہیں اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو بالآخر طلاق کی نوبت آئے گی جو خدا کی شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے اور اس کی حیثیت آخری علاج کی ہے۔ اس حدیث میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ عورتیں ٹیڑھی ہوتی ہیں اور مرد بڑے سیدھے ہوتے ہیں بلکہ یہ حدیث صرف اس لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے کہ غیرالٰہی جاہلی نظاموں کے پیروکار عورت کے ساتھ حسن سلوک سے نہیں پیش آتے۔ تم لوگ خدا کے بندے ہو اس لئے ان سے اچھا سلوک کرو۔

چنانچہ بعض روایتوں میں آخری ٹکڑا یہ ہے فاستوصوا بالنساء خیرا

یعنی حضور ﷺ شوہروں کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرو یعنی تم ان سے اچھا برتاؤ کرو اور دوسروں کو بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید کرو۔

○ اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَكْرِمُوْا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوْا أَدَبَهُمْ. (ترغیب ترہیب بحوالہ ابن ماجہ)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ اپنی اولاد کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرو اور ان کو اچھی تعلیم و تربیت دو۔"

○ قیامت کے دن اہل خاندان کے بارے میں سوال ہوگا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا يَسْتَرْعِي اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَبْدًا رَعِيَّةً قَلَّتْ أَوْ كَثُرَتْ إِلَّا سَأَلَهُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَقَامَ فِيهَا أَمْرَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمْ أَضَاعَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ خَاصَّةً ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ جب کسی بندے کو کچھ لوگوں پر اقتدار بخشتا ہے تو چاہے وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ ہوں' اس بندے سے اللہ قیامت کے دن اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں محاسبہ ضرور کرے گا کہ جو لوگ اس کے ماتحت تھے' ان پر اللہ کا دین جاری کیا یا اس کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی کے اپنے مخصوص اہل خاندان (بیوی بچوں) کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔"

تشریح: یعنی شوہر سے بیوی بچوں اور دوسرے زیر کفالت لوگوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان کی دینی و اخلاقی تربیت کہاں تک کی۔ اگر آدمی نے اپنے مقدور بھر ان کو دین سکھانے اور دیندار بنانے کی کوشش کی تو چھٹکارا مل جائے گا ورنہ بڑی مشکل میں پھنس جائے گا چاہے وہ اپنی ذات کی حد تک کتنا ہی خدا پرست اور دیندار رہا ہو۔

○ کسی مسلمان کو خوش کرنا ثواب کا کام ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ إِدْخَالُكَ السُّرُوْرَ عَلٰى مُؤْمِنٍ أَشْبَعْتَ جُوْعَتَهُ أَوْ كَسَوْتَ عَوْرَتَهُ أَوْ قَضَيْتَ لَهُ حَاجَةً۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ "سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی مسلمان کا دل خوش کر دینا بڑے ثواب کا کام ہے، اگر بھوکا ہو کھانا کھلا دو، اس کے پاس کپڑے نہ ہوں تو کپڑے پہنا دو یا اس کی کوئی ضرورت اٹکی ہوئی ہو تو اسے پوری کر دو۔"

○ مسلمانوں کی حاجت روائی کا صلہ:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُؤْمِنٍ أَطْعَمَ مُؤْمِنًا عَلٰى جُوْعٍ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ،

وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَقٰى مُؤْمِنًا عَلٰى ظَمَإٍ سَقَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الرَّحِيْقِ الْمَخْتُوْمِ،

وَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ كَسَا مُؤْمِنًا عَلٰى عُرْيٍ كَسَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا تو

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔
جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلایا تو اللہ اس کو قیامت کے دن مہربند شراب (یعنی بہترین مشروب نشے سے پاک) پلائے گا۔
اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کپڑا پہنایا جسم کے ننگے ہونے کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جنتی پوشاک پہنائے گا۔"

○ ناداروں کی مدد کا صلہ:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطْعَمَ اَخَاهُ حَتّٰى يُشْبِعَهُ، وَسَقَاهُ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى يُرْوِيَهُ بَاعَدَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ مَا بَيْنَ كُلِّ خَنْدَقَيْنِ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "جس نے اپنے بھائی کو پیٹ بھر کھانا کھلایا اور پانی سے اس کی پیاس بجھائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جہنم سے سات خندقوں کے فاصلے پر رکھے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کے سفر کا فاصلہ ہے۔"

○ کسی کو نیک کام بتانے کا صلہ:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ وَاللّٰهُ يُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ۔

(ترغیب و ترہیب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ "جو شخص کسی کو نیک کام بتائے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کرنے والے کو ملے گا اور اللہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مصیبت زدہ (خواہ کوئی ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم) کی مدد کی جائے۔"

○ خادموں کے ساتھ نرمی کرنی چاہیے:

دعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ،

قَالُوْا، يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوْكِيْنَ وَيَتَامٰى،

قَالَ نَعَمْ، فَأَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ، وَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ،

قَالُوْا، فَمَا يَنْفَعُنَا مِنَ الدُّنْيَا؟

قَالَ، فَرَسٌ تَرْبِطُهُ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللهِ، مَمْلُوْكُكَ يَكْفِيْكَ، فَإِذَا صَلّٰى، فَهُوَ أَخُوْكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالۂ احمد وابن ماجہ وترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو اپنے اقتدار و اختیار کو غلط طریقے سے استعمال کرتا ہو۔ (نوکروں اور غلاموں پر سختی کرتا ہو۔)"

لوگوں نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ﷺ نے ہمیں نہیں بتایا تھا کہ دوسری امتوں کے مقابلے میں اس امت میں یتیم اور غلام زیادہ ہوں گے۔" آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں، میں نے تمہیں یہ بات بتائی ہے، تو تم لوگ ان (یتیموں اور

غلاموں) کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسا اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہو' ان کو وہ کھانا کھلاؤ جو تم کھاتے ہو۔"

لوگوں نے پوچھا۔ "ہم کو دنیا کی کون سی چیز (آخرت میں) نفع پہنچائے گی؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ گھوڑا جسے تم تھان پر باندھ کر کھلاؤ تاکہ اس پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو' تمہارا غلام تمہاری جگہ کام کرتا ہے اس سے اچھا سلوک کرو اور اگر وہ نماز پڑھتا ہو (مسلمان ہو) تو وہ تمہارے اچھے برتاؤ کا زیادہ مستحق ہے۔"

تشریح: اس حدیث میں غلاموں کا ذکر ہے' یہی حکم گھر کے مستقل نوکروں کا بھی ہے۔

○ خادموں پر برداشت کے مطابق بوجھ ڈالنا چاہئے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَه رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ وَكِسْوَتُهٗ، وَلَا يُكَلَّفُ اِلَّا مَا يُطِيْقُ، فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ وَلَا تُعَذِّبُوْا عِبَادَ اللہِ خَلْقًا اَمْثَالَكُمْ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے غلاموں کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں کھانا پانی دو اور کپڑے پہناؤ اور ان پر کاموں کا اتنا ہی بوجھ ڈالو جتنا وہ اٹھا سکتے ہوں اور اگر بھاری کام ان سے کراؤ تو تم ان کی مدد کرو اور اے اللہ کے بندو ان لوگوں کو جو تمہاری طرح اللہ کی مخلوق اور تمہاری طرح انسان ہیں' عذاب اور تکلیف میں مت مبتلا کرو۔"

○ خادموں کے ساتھ نرمی کا صلہ:

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُرَيْثٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَا خَفَّفْتَ عَلَىٰ خَادِمِكَ مِنْ عَمَلِهِ كَانَ لَكَ أَجْرًا فِي مَوَازِينِكَ۔

(ترغیب وترہیب بحوالہ ابویعلیٰ)

ترجمہ: حضرت عمر بن حریث رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم اپنے خادموں سے جتنی ہلکی خدمت لوگے اتنا ہی اجر و ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔"

○ حیوانات پر شفقت کرنی چاہیے:

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ حِمَارٌ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ كُوِيَ فِي وَجْهِهِ يَفُورُ مِنْخَرَاهُ مِنْ دَمٍ،
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، ثُمَّ نَهَىٰ عَنِ الْكَيِّ
فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان وترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی ﷺ کے قریب سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے کو داغ دیا گیا تھا اس کے دونوں نتھنوں سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ حرکت کی۔"

پھر آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ "نہ تو چہرے کو داغا جائے نہ چہرے پر مارا جائے۔"

جانور پر نشانہ بازی کی ممانعت:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا أَوْ دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ :

مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ کچھ قریش لڑکوں پر ان کا گزر ہوا جو کسی چڑیا یا مرغی کو باندھ کر اس پر نشانے کی مشق کر رہے تھے اور چڑیا کے مالک سے انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ جو تیر خطا کر جائے گا وہ اس کا ہو گا۔ جب ان لڑکوں نے عبداللہ ابن عمرؓ کو دیکھا تو ادھر ادھر بھاگ گئے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا۔

"کس نے یہ حرکت کی؟ اللہ لعنت کرے اس پر جس نے یہ کیا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے۔ (اور اس پر نشانہ بازی کی مشق کرے۔)

یہ اونٹ کیوں رو رہا ہے؟

عَنْ يَحْيَى ابْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وَكُنْتُ مَعَهُ يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ جَاءَ جَمَلٌ يَخُبُّ حَتّٰى ضَرَبَ بِجِرَانِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ،

فَقَالَ، وَيْحَكَ انْظُرْ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ، إِنَّ لَهُ لَشَأْنًا.

قَالَ، فَخَرَجْتُ أَلْتَمِسُ صَاحِبَهُ فَوَجَدْتُهُ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ

فَدَعَوْتُهُ إِلَيْهِ،

فَقَالَ: مَا شَأْنُ جَمَلِكَ هٰذَا؟

فَقَالَ: وَمَا شَأْنُهُ، لَا أَدْرِي وَاللهِ مَا شَأْنُهُ عَمِلْنَا عَلَيْهِ، وَنَضَحْنَا

عَلَيْهِ حَتّٰى عَجَزَ عَنِ السِّقَايَةِ فَائْتَمَرْنَا الْبَارِحَةَ أَنْ نَنْحَرَهُ وَنُقَسِّمَ

لَحْمَهُ،

قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، هَبْهُ لِي أَوْ بِعْنِيهِ.

قَالَ: بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: فَوَسَمَهُ بِمِيسَمِ الصَّدَقَةِ، ثُمَّ بَعَثَ بِهِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد)

ترجمہ: یحییٰ ابن مرہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اونٹ تیزی سے دوڑتا ہوا آیا اور گھٹنے ٹیک کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے' حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ "جاؤ دیکھو یہ کس کا اونٹ ہے اس کے ساتھ کوئی قصہ پیش آیا ہے۔ (جبھی تو رو رہا ہے۔)"

میں اس اونٹ کے مالک کی تلاش میں نکلا۔ معلوم ہوا کہ یہ فلاں انصاری کا اونٹ ہے۔ میں اس کو بلا کر حضور ﷺ کے پاس لے گیا۔

آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔ "یہ تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے۔ (کیوں رو رہا ہے؟)"

اس نے جواب دیا کہ مجھے تو نہیں معلوم وہ کیوں رو رہا ہے' ہم نے اس سے کام لیا'

کھجوروں اور باغوں میں اس پر مشک لاد کر پانی دیئے یہاں تک کہ اب وہ آبپاشی کے لائق نہیں رہا تو گزشتہ رات ہم نے باہم مشورہ کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر لیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تم لوگ ذبح نہ کرو یا تو مجھے بلاقیمت دے دو یا میرے ہاتھ بیچ دو۔"

انصاری نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اسے بلاقیمت قبول فرما لیں۔"

راوی (یعنی ابن مرہؓ) کہتے ہیں آپ ﷺ نے اس اونٹ پر بیت المال کے جانوروں کا نشان لگایا' پھر اسے سرکاری جانوروں میں شامل کرنے کے لئے بھیج دیا۔"

○ بکری کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کر لو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهٗ عَلٰى صَفْحَةِ شَاةٍ وَهُوَ يُحِدُّ شَفْرَتَهٗ، وَهِيَ تَلْحَظُ إِلَيْهِ بِبَصَرِهَا، قَالَ أَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟ أَوَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ؟

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَتُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَاتٍ؟ هَلَّا اَحْدَدْتَ شَفْرَتَكَ قَبْلَ اَنْ تُضْجِعَهَا؟

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو بکری کو گرا کر اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھے ہوئے چھری کو تیز کر رہا ہے اور بکری اس کے اس عمل کو دیکھ رہی ہے۔

تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ "کیا یہ بکری ذبح کرنے سے پہلے نہ مر جائے گی۔ کیا تم اس کو دوہری موت دینا چاہتے ہو؟"

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ "کیا تم اس کو بار بار موت دینی چاہتے ہو؟ اس کو لٹانے سے پہلے تم نے اپنی چھری کیوں نہیں تیز کرلی؟"

○ کسی جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرو:

رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِّ الشِّفَارِ

وَاَنْ تُوَارٰی عَنِ الْبَهَائِمِ،

وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجْهِزْ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جانور کو تیز چھری سے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ دوسرے جانوروں کے سامنے جانور ذبح نہ کیا جائے۔

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔ "جب تم میں سے کوئی جانور کو ذبح کرے تو جلدی سے اس کا کام تمام کردے۔ (دیر تک تڑپنے کے لئے نہ چھوڑے۔)"

○ جانوروں کو بے کار قتل نہ کرنا چاہیے:

عَنِ الشَّرِیْدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ،

مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ یَارَبِّ اِنَّ

فُلَانًا قَتَلَنِیْ عَبَثًا وَلَمْ یَقْتُلْنِیْ مَنْفَعَةً۔

ترجمہ: حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ "جو شخص کسی گوریا کو بے کار مارے گا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی، کہے گی اے میرے رب! اس شخص نے مجھ کو بے کار قتل کیا تھا، گوشت کھانے

کے لئے مجھے نہیں مارا تھا۔"

تشریح: جانوروں کا شکار تفریحاً کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ان کو کھانے کے لئے ہی شکار کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی اس لئے کہ ان کے خالق نے انسانوں کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

○ جاندار کے اعضاء کاٹنے کی ممانعت:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ مَثَّلَ بِذِيْ رُوْحٍ ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مَثَّلَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "جس نے کسی جاندار کا مثلہ کیا اور بغیر توبہ کے مرگیا تو قیامت کے دن اللہ اس کا مثلہ کرے گا۔"

تشریح: مثلہ سے مراد اعضاء کاٹنا ہے۔

حسن اخلاق

○ تکبر کیا ہے؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ،
فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَّنَعْلُهُ حَسَنًا،
قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَّيُحِبُّ الْجَمَالَ،
اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ (مسلم۔ ابن مسعود)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو گا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا'
"آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے ہوں۔ (تو کیا یہ بھی کبر میں داخل ہے اور کیا ایسا ذوق رکھنے والا جنت سے محروم رہے گا؟)"
آپ ﷺ نے فرمایا "(نہیں یہ تکبر نہیں ہے) اللہ پاکیزہ ہے اور صفائی ستھرائی کو پسند کرتا ہے۔
تکبر کے معنی ہیں اللہ کے حق بندگی کو ادا نہ کرنا اور اس کے بندوں کو حقیر گردانا۔"

○ متکبر جنت میں داخل نہ ہو گا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ۔ (ابوداؤد۔ حارثہ بن وہب)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"متکبر آدمی جنت میں داخل نہ ہو گا اور نہ وہ جو جھوٹی شیخی بگھارتا ہے۔"

تشریح: اصل حدیث میں "جواظ" اور "جعظری" کے الفاظ آئے ہیں۔ "جواظ" کے معنی ہیں متکبر، متکبرانہ چال چلنے والا، بدمعاش، بدکار، مال کو جمع کرنے والا، بخل کرنے والا اور "جعظری" اس کو کہتے ہیں جس کے پاس ہے تو کچھ نہیں مگر لوگوں کے سامنے اپنے پاس بہت کچھ ہونے کا دعویٰ کرتا پھرتا ہے۔

○ مغرورانہ لباس تکبر کی علامت ہے:

عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ. اِزْرَۃُ الْمُؤْمِنِ اِلٰی اَنْصَافِ سَاقَیْهِ وَلَاجُنَاحَ عَلَیْهِ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْکَعْبَیْنِ، وَمَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِی النَّارِ، قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"مومن کا تہبند تو اس کی نصف پنڈلی تک رہتا ہے اور اگر اس کے نیچے ٹخنوں سے اوپر رہے تو کوئی گناہ نہیں اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو تو جہنم میں ہے (یعنی گناہ کی بات ہے) یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی (تاکہ لوگوں پر اس کی اہمیت واضح ہو جائے۔)" اور پھر فرمایا:

"اور اللہ اس شخص کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا جو شیخی کے جذبہ سے اپنا تہبند زمین پر گھسیٹے گا۔"

○ غرور سے تہبند زمین پر گھسیٹنے والا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ،
مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ،
فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اِزَارِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاھَدَہٗ،
فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَسْتَ مِمَّنْ یَّفْعَلُہٗ خُیَلَاءَ۔

(بخاری)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'

"جو اپنا کپڑا (تہبند' پاجامہ) گھمنڈ سے زمین پر گھسیٹے گا' اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ (رحمت کی نظر نہ ڈالے گا۔)"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ "میرا تہبند ڈھیلا ہو کر ٹخنے کے نیچے چلا جایا کرتا ہے اگر میں سنبھالتا نہ رہوں (تو کیا میں بھی اپنے رب کی نظر رحمت سے محروم ہو جاؤں گا؟)"

آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں تم گھمنڈ سے تہبند گھسیٹنے والوں میں سے نہیں ہو۔ (پھر تم خدا کی نگاہ کرم سے کیوں محروم رہو گے۔)

تشریح: حضرت ابوبکرؓ کے تہبند کے ڈھیلا ہونے کی وجہ ان کے جسم کی لاغری تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت نحیف الجثہ تھے۔ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ گھمنڈ اور شیخی کے جذبہ سے جو زمین پر گھسٹتا ہوا تہبند باندھے گا وہ خدا کی نگاہ کرم سے محروم رہے گا اور حضرت ابوبکرؓ نے یہ پوری بات سنی تھی اور جانتے تھے کہ وہ ازراہ تکبر قصداً ایسا نہیں کرتے تھے لیکن جب آدمی پر فکر آخرت مسلط ہو جاتی ہے تو وہ گناہ کی پرچھائیں سے بھی دور بھاگتا ہے۔

○ کھانے پہننے میں تکبر اور اسراف نہ کرو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ،

کُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ اِنْ اَخْطَأَتْكَ اِثْنَتَانِ سَرَفٌ وَّ مَخِيْلَةٌ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں'

جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو بشرطیکہ تمہارے اندر گھمنڈ اور اسراف نہ ہو۔

○ ظلم ظالم کے لئے اندھیرا بنے گا:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ،

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (متفق علیہ۔ ابن عمرؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا'

ظلم قیامت کے دن' ظالم کے لئے سخت اندھیرا بنے گا۔

○ ظالم سے تعاون اسلام سے بغاوت ہے:

عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِیْلٍ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَنْ مَّشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٗ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: اوس بن شرحبیلؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا'

"جو شخص کسی ظالم کا ساتھ دے کر اس کو قوت پہنچائے گا درآنحالیکہ وہ جانتا ہے کہ

وہ ظالم ہے تو وہ اسلامیت سے خارج ہو گیا۔"

تشریح: یعنی جانتے بوجھتے کسی ظالم کی تائید کرنا اور اس کا ساتھ دینا ایمان و اسلام کے خلاف بات ہے۔

○ مفلس کون ہے؟

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟

قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ،

فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّ صِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ،

وَيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا۔

وَقَذَفَ هٰذَا۔

وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا۔

وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا۔

وَضَرَبَ هٰذَا،

فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ.

فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ،

ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔ (مسلم۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"کیا تم جانتے ہو کہ دیوالیہ اور مفلس کون ہے؟"

لوگوں نے کہا۔ "مفلس ہمارے یہاں وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس نہ تو درہم ہو اور نہ کوئی اور سامان۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ۔ "میری امت کا مفلس اور دیوالیہ وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ اللہ کے پاس حاضر ہوگا،

اور اسی کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی،

اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی،

کسی کا مال مار کر کھایا ہوگا،

کسی کو قتل کیا ہوگا،

کسی کو ناحق مارا ہوگا،

تو ان تمام مظلوموں میں اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔

پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور مظلوموں کے حقوق باقی رہے تو ان کی غلطیاں اس کے حساب میں ڈال دی جائیں گی۔

اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

تشریح: اس حدیث کے ذریعے حضور ﷺ نے حقوق العباد کی اہمیت واضح فرمائی ہے۔ لہٰذا خدا کے حقوق ادا کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ بندوں کے حق نہ ماریں ورنہ یہ نماز اور روزہ اور دوسرے نیک کام سب خطرے میں پڑ جائیں گے۔

○ مظلوم کی پکار سے بچو:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

...اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّمَا يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّهُ...

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"مظلوم کی پکار سے بچو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے'
اور اللہ کسی صاحب حق کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتا۔"

تشریح: اس حدیث میں مظلوم کی آہ لینے سے روکا گیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کی داستان بیان کرے گا اور اللہ عادل و منصف ہے وہ کسی صاحب حق کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتا اور اس وجہ سے وہ ظالم کو مختلف قسم کی آفتوں اور بے چینیوں میں مبتلا کرے گا۔

○ غصہ پر قابو رکھنے والا ہی طاقت ور ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
"لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ،
اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ. (بخاری، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"طاقتور وہ شخص نہیں ہے جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے۔
بلکہ طاقتور تو درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے موقع پر اپنے اوپر قابو رکھتا ہے۔ (یعنی غصہ میں آکر کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو ناپسند ہے)"

○ غصہ آئے تو وضو کرلینا چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ،
وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ،
وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ،
فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ (ابوداؤد، عطیہ سعدیؓ)

ترجمہ: حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:
"غصہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہے'
اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے'
اور آگ صرف پانی سے بجھتی ہے'
تو جس کسی کو غصہ آئے اسے چاہئے کہ وضو کرے۔"

تشریح: اس حدیث میں اور دوسری حدیثوں میں جس غصہ کو شیطانی اثر کہا گیا ہے وہ غصہ ہے جو اپنی ذات کے لئے آئے' رہا وہ غصہ جو مومن کو دین کے دشمنوں پر آتا ہے وہ غصہ نہایت عمدہ صفت ہے۔ اگر کوئی دین کو تباہ کرنے آرہا ہے تو اس وقت غصہ نہ آنا ایمان کی کمی کی علامت ہے۔

○ غصہ آئے تو بیٹھ جاؤ یا لیٹ جاؤ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ،
اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ،
فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ۔ (مشکوٰۃ۔ ابوذرؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب تم میں کسی کو کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائے'
اس تدبیر سے غصہ چلا گیا تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔"

تشریح: اس حدیث اور دیگر احادیث میں غصہ کو ختم کرنے کی جو تدبیریں حضور ﷺ نے بتائی ہیں' تجربہ ان کی صحت پر گواہ ہے۔

○ قدرت کے باوجود معاف کر دینے کا بڑا اجر ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،
قَالَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَارَبِّ مَنْ اَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ؟
قَالَ مَنْ إِذَا قَدَرَ غَفَرَ۔ (مشکوٰۃ، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا' "اے میرے رب! آپ کے نزدیک آپ کے بندوں میں سے کون سب سے پیارا ہے؟"
اللہ تعالیٰ نے کہا' "وہ جو انتقامی کارروائی کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دے۔"

○ زبان کی حفاظت کرنا اور غصہ روکنا:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ
مَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ۔
وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،
وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ۔ (مشکوٰۃ۔انسؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"جو (خلاف حق بولنے سے) اپنی زبان کی حفاظت کرے گا' اللہ اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا'

اور جو اپنے غصہ کو روکے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذاب کو اس سے ہٹائے گا'

اور جو خدا سے معافی مانگے گا خدا اس کو معاف کر دے گا۔"

تین چیزیں مومنانہ اخلاق میں سے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ،

ثَلَاثٌ مِّنْ اَخْلَاقِ الْاِیْمَانِ،

مَنْ اِذَا غَضِبَ لَمْ یُدْخِلْہُ غَضَبُہٗ فِیْ بَاطِلٍ.

وَمَنْ اِذَا رَضِیَ لَمْ یُخْرِجْہُ رِضَاہُ مِنْ حَقٍّ،

وَمَنْ اِذَا قَدَرَ لَمْ یَتَعَاطَ مَا لَیْسَ لَہٗ۔ (مشکوٰۃ۔انسؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزیں مومنانہ اخلاق میں سے ہیں۔

ایک یہ کہ جب کسی شخص کو غصہ آئے تو اس کا غصہ اس سے ناجائز کام نہ کرائے۔

دوسری یہ کہ جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے حق کے دائرے سے باہر نہ نکالے'

اور تیسری بات یہ کہ قدرت رکھنے کے باوجود دوسرے کی چیز نہ ہتھیالے جس کے لینے کا اسے حق نہیں ہے۔"

○ غصہ نہ کیا کرو:

اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ،
اَوْصِنِیْ ،
قَالَ لَا تَغْضَبْ ،
فَرَدَّدَ ذٰلِکَ مِرَارًا ،
قَالَ لَا تَغْضَبْ۔ (بخاری، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: ایک آدمی نے (جو غالباً مزاج کا تیز تھا) حضور ﷺ سے کہا۔ "مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "غصہ نہ کیا کرو۔"
اس آدمی نے بار بار کہا' مجھے وصیت فرمایئے'
آپ ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا۔ "غصہ نہ کیا کرو۔"

○ کسی کی نقل نہیں اتارنی چاہئے:

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ،
مَا اُحِبُّ اَنِّیْ حَکَیْتُ اَحَدًا وَّاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا۔ (ترمذی۔ عائشہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا چاہے اس کے بدلے مجھے بہت سی دولت ملے۔"

○ دوسروں کی مصیبت پر خوش نہ ہونا چاہیے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيكَ۔ (ترمذی۔ واثلہؓ)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا:

تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر' ورنہ اللہ اس پر رحم فرمائے گا (اور مصیبت ہٹادے گا) اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔"

تشریح: جن دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ہوتی ہے' ان میں سے کسی ایک پر اس دوران کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو دوسرا بہت خوشی مناتا ہے۔ یہ اسلامی ذہنیت کے خلاف بات ہے۔ مومن اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی نہیں مناتا اگرچہ دونوں کے درمیان رنجش ہو۔

○ چار خصلتیں نفاق کی نشانیاں ہیں:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ،

اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا،

اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ،

وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ،

وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ،

وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (بخاری، مسلم۔ عبداللہ بن عمروؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"چار خصلتیں جس شخص میں ہوں گی وہ پکا منافق ہو گا اور جس شخص کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو گی تو اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہو گی' یہاں تک کہ اس کو ترک کر دے۔ وہ چار خصلتیں یہ ہیں:

جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے'

اور جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے'

اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے'

اور جب کسی سے اس کا جھگڑا ہو جائے تو گالی پر اتر آئے۔"

○ سب سے بڑا جھوٹ کیا ہے؟

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

اَفْرَی الْفِرٰی اَنْ یُّرِیَ الرَّجُلُ عَیْنَیْہِ مَالَمْ تَرَیَا۔ (بخاری۔ ابن عمرؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی دونوں آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو ان دونوں آنکھوں نے نہیں دیکھی ہے۔"

تشریح: یعنی اس نے خواب تو کچھ بھی نہ دیکھا لیکن جاگنے کے بعد نہایت انوکھی اور دلچسپ باتیں بناتا ہے۔ کہتا ہے کہ یہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ ایسا کرتا گویا اپنی آنکھوں سے جھوٹ بلواتا ہے۔

○ "تکلفاً" بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے:

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ،

قَالَتْ زَفَفْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْضَ نِسَائِهِ، فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ أَخْرَجَ عُسًّا مِّنْ لَّبَنٍ نَشْرِبُ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ امْرَأَتَهُ،

فَقَالَتْ لَا أَشْتَهِيْهِ،

فَقَالَ لَا تَجْمَعِيْ جُوْعًا وَّكَذِبًا۔ (معجم صغیر طبرانی)

ترجمہ: اسماء بنت عمیسؓ کہتی ہیں:

"ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھیجا' جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلہن کو لئے ہوئے پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ کا ایک بڑا پیالہ نکال کر لائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر خواہش پیا اور اس کے بعد اپنی بیوی کو دیا'

تو انہوں نے کہا۔ "مجھے خواہش نہیں ہے۔"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔"

تشریح: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ بھوک تو انہیں لگی ہے لیکن تکلف فرما رہی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے تکلف سے منع فرمایا۔

○ سب سے بڑی خیانت کیا ہے؟

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أُسَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ،

كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيْثًا وَّهُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَّأَنْتَ بِهِ كَاذِبٌ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: سفیانؓ بن اسید حضرمی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ۔

"سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمہاری بات کو سچ سمجھے حالانکہ تم نے جو بات اس سے کہی وہ جھوٹی تھی۔"

○ بچوں سے بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا، فَقَالَتْ،

هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ،

فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ؟

قَالَتْ أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَهُ تَمْرًا،

فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عامرؓ فرماتے ہیں۔ "ایک دن جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے' میرے والدہ نے مجھے بلایا'

"یہاں آ' میں تجھے ایک چیز دوں گی۔"

تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟"

والدہ نے کہا۔ "میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔"

آپ ﷺ نے والدہ سے فرمایا۔ "اگر تو دینے کے لئے بلاتی اور نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں یہ جھوٹ لکھ دیا جاتا۔"

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو والدین بالعموم اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہیں کہ کچھ دینے کے بہانے بلاتے ہیں حالانکہ دینے کا ارادہ نہیں ہوتا تو یہ خدا کے یہاں جھوٹ

شمار ہوگا اور ان کے نامہ اعمال میں جھوٹ کی فہرست میں لکھا جائے گا۔

○ مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولنا چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

وَيْلٌ لِّمَنْ يُّحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهُ وَيْلٌ لَّهُ۔ (ترمذی۔ بہز بن حکیم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"خرابی اور نامرادی ہے اس شخص کے لئے جو جھوٹی باتیں اس لئے کہتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے، خرابی ہے اس کے لئے، خرابی ہے اس کے لئے۔"

تشریح: اس حدیث میں ان لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے جو باتیں کرتے ہوئے کچھ جھوٹ کی آمیزش کرکے گفتگو کو چٹپٹی اور مزے دار بناتے ہیں اور اس سے لطف محفل کا سامان کرتے ہیں۔

○ جنت میں مدارج کا ذمہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ۔ (ابوداؤد۔ ابوامامہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص مناظرہ بازی نہ کرے اگرچہ وہ حق پر ہو تو میں اس کے لئے جنت کے

گوشوں میں ایک گھر کا ذمہ لیتا ہوں'

اور جو جھوٹ نہ بولے اگرچہ ہنسی کے طور پر ہی کیوں نہ ہو تو میں اس کے لئے جنت میں ایک گھر کا ذمہ لیتا ہوں'

اور جو اپنے اخلاق کو بہتر بنالے تو میں اس کے لئے جنت کے سب سے اونچے حصہ میں گھر کا ذمہ لیتا ہوں۔"

○ قیامت میں حسن اخلاق کا وزن سب سے زیادہ ہوگا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ،

إِنَّ أَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ .

وَإِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ ۔ (ترمذی ۔ ابو الدرداءؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"سب سے وزنی چیز جو قیامت کے دن مومن کی میزان (ترازو) میں رکھی جائے گی' وہ اس کا حسن اخلاق ہوگا'

اور اللہ اس شخص سے بغض رکھتا ہے جو زبان سے بے حیائی کی بات نکالتا اور بدزبانی کرتا ہے۔"

تشریح: حسن خلق کی تفسیر فرماتے ہوئے عبداللہ بن المبارکؒ لکھتے ہیں:

ہو طلاقہ الوجہ

وبذل المعروف

وکف الاذی (اچھا اخلاق یہ ہے کہ آدمی جب کسی سے ملے تو ہنستے ہوئے چہرے سے ملے'

اور اللہ کے محتاج بندوں پر مال خرچ کرے'

اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک پاکستانی
غیر ملکی افراد اور غیر ملکی ادارے اور کمپنیاں



مُنافع اور کامیابی کے لئے
پاکستان کے ترقی پسند بینک
یو بی ایل میں
فارن کرنسی اکاؤنٹ کھولیئے!

آپ بے شک پاکستان کے سب سے ترقی پسند بینک یو بی ایل سے بہترین فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

آپ خلیج میں مقیم ہوں یا دنیا میں کسی اور جگہ آپ وہاں سے بھی پاکستان میں فارن کرنسی اکاؤنٹ رکھ سکتے ہیں جس میں آپ کی بچت پر زیادہ سے زیادہ مُنافع حاصل ہوگا۔

پاکستان اور بیرونی ممالک میں یو بی ایل کی ۱۷۰۰ سے زائد شاخیں کام کر رہی ہیں جن میں ماہر بینکار موجود ہیں اور بیرونی ممالک کے لئے جدید ترین مواصلات دستیاب ہیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ آج کی تیز رفتار دنیا میں مالی مشاورت اور خدمات میں یو بی ایل سب سے آگے ہے۔ اور آپ کی انفرادی خدمت یو بی ایل کا امتیاز ہے۔

آپ کی دوراندیشی کا تقاضا ہے کہ زیادہ منافع اور کامیابی کے لئے یو بی ایل میں فارن کرنسی اکاؤنٹ کھولیں

- فارن کرنسی اکاؤنٹ امریکی ڈالر، پاؤنڈ اسٹرلنگ، جرمن مارک اور جاپانی ین میں کھولے اور رکھے جا سکتے ہیں۔
- شرحِ منافع سب سے زیادہ
- منافع انکم ٹیکس، ویلتھ ٹیکس اور زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔
- رقوم کی واپسی پر کوئی پابندی نہیں۔
- فارن کرنسی اکاؤنٹ رکھنے والے پاکستانی روپے میں قرض حاصل کر سکتے ہیں۔
- رقوم آزادانہ منتقل کی جا سکتی ہیں۔
- مشترکہ اکاؤنٹ کھولے جا سکتے ہیں۔
- اس اکاؤنٹ پر ایکسچینج کنٹرول کی کوئی پابندی نہیں۔
- اکاؤنٹ غیر محدود مدت تک رکھے جا سکتے ہیں۔
- رازداری کا مکمل اعتماد۔
- کسی بھی کرنسی میں تبدیلی آسان۔

یو بی ایل کی درج ذیل نامزد برانچوں سے رجوع کریں یا تشریف لائیں:

کراچی۔ آئی آئی چندریگر روڈ برانچ، کھارادر برانچ، سٹی برانچ، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی برانچ۔ حیدرآباد۔ اسٹیشن روڈ برانچ۔ سکھر۔ فریئر روڈ برانچ۔
لاہور۔ بینک اسکوائر برانچ، شاہراہ قائداعظم برانچ۔ گجرات۔ بیرون تحصیل بازار برانچ۔ گوجرانوالہ۔ بینک اسکوائر برانچ۔ جہلم۔ جہلم سٹی برانچ۔
ساہیوال۔ ہائی سٹریٹ برانچ۔ فیصل آباد۔ بینک اسکوائر برانچ، کچہری بازار برانچ۔ سیالکوٹ۔ جامع مسجد برانچ۔ ملتان۔ ملتان کینٹ برانچ۔ سرگودھا۔ کچہری برانچ۔
اسلام آباد۔ آبپارہ برانچ۔ راولپنڈی۔ راولپنڈی کینٹ برانچ۔ میرپور آزاد کشمیر۔ کمرشل سنٹر برانچ۔ کوئٹہ۔ جناح روڈ برانچ۔ پشاور۔ چوک یادگار برانچ۔
مسعود برانچ۔ نوشہرہ۔ نوشہرہ کینٹ برانچ۔ مردان۔ بینک روڈ برانچ۔ ایبٹ آباد۔ پٹن روڈ برانچ۔ منگورہ (سوات)۔ بینک اسکوائر برانچ۔ کوہاٹ۔ کوہاٹ برانچ۔

یو بی ایل یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ
— ترقی ہمارا شعار

UBL-1-91

ASIATIC

اور کسی کو تکلیف نہ دے۔)

دنیا میں دو چہرے رکھنے والا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ

الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔ (متفق علیہ۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم قیامت کے دن بدترین آدمی اس شخص کو پاؤ گے جو دنیا میں دو چہرے رکھتا تھا' کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ ملتا تھا اور دوسرے لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ"

تشریح: دو آدمیوں یا دو گروہوں میں جب رنجش ابھرتی ہے تو ہر جگہ کچھ لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو دونوں کے پاس پہنچتے ہیں اور دونوں کی ہاں میں ہاں ملاتے اور ان کی باہمی دشمنی کی باتیں بنا کر اور ہوا دیتے ہیں' یہ بہت بڑا عیب ہے۔

اسی طرح بعض آدمی سامنے تو بڑے گہرے تعلق کا اظہار کرتے ہیں مگر جب کوئی چلا جاتا ہے تو اس کی مذمت شروع کر دیتے ہیں یہ بھی دو چہرے رکھنے والی بات ہے۔

آگ کی دو زبانیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ

مِنْ نَّارٍ۔ (ابوداؤد، عمارؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص دنیا میں دو رخا پن اختیار کرے گا تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔"

تشریح: قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں اس لئے ہوں گی کہ دنیا میں اس کے منہ سے آگ نکلتی تھی جو دو آدمیوں کے باہمی تعلقات کو جلاتی تھی۔

○ غیبت اور بہتان میں کیا فرق ہے؟

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ،
قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ،
قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ،
قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ؟
قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ،
وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔ (مشکوٰۃ۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:
"کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟"
لوگوں نے کہا۔ "اللہ اور اس کے رسول زیادہ واقف ہیں۔"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر کرے ایسے ڈھنگ سے کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔"
پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ "بتایئے اگر وہ بات جو میں کہہ رہا ہوں میرے بھائی

کے اندر پائی جاتی ہو جب بھی یہ غیبت ہو گی؟"

آپ ﷺ نے فرمایا "اگر وہ بات جو تو کہتا ہے اس کے اندر موجود ہو تو یہ غیبت ہوئی، اور اگر اس کے متعلق وہ بات کہی جو اس کے اندر نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔"

تشریح: مومن کو اس کی کوتاہی پر خیر خواہانہ انداز میں متوجہ کیا جائے تو ظاہر ہے وہ برا نہ مانے گا۔ اسی طرح اس کی کوتاہی کی اطلاع اس کے ذمہ داروں کو دی جائے تو اسے بھی وہ ناپسند نہیں کرے گا کیونکہ یہ بھی اس کی اصلاح کا ایک طریقہ ہے۔ البتہ اس وقت اسے تکلیف ہو گی اور ہونی چاہئے جب کہ اسے دوسروں کی نگاہ سے گرانے کی غرض سے اس کی عدم موجودگی میں اس کی خامیاں بیان کی جائیں۔ البتہ وہ شخص جو علی الاعلان خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور کسی طرح نہیں مانتا تو اس کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں ہے بلکہ اس کو ننگا کرنا بہت بڑی نیکی ہے اور حضور ﷺ نے اس کی ہدایت کی ہے۔

○ غیبت زنا سے بدتر ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا،

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا؟

قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِيْ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ،

وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔

(مشکوٰۃ۔ ابوسعید وجابر رضی اللہ عنہما)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"غیبت زنا سے سخت تر گناہ ہے۔"
لوگوں نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! غیبت زنا سے سخت گناہ کیوں کر ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔
لیکن غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کرے گا جب تک وہ شخص اس کو معافی نہ دے دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔"

○ غیبت کا کفارہ دعائے مغفرت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
اِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَهٗ تَقُوْلُ.
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ۔ (مشکوٰۃ۔ النسٔ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
"غیبت کا ایک کفارہ یہ ہے کہ تو دعائے مغفرت کرے اس شخص کے لئے جس کی تو نے غیبت کی ہے تو یوں کہے:
اے اللہ! تو میری اور اس کی مغفرت فرما۔"
تشریح: اگر وہ شخص موجود ہے اور اس سے اپنا جرم معاف کرایا جاسکتا ہے تو معاف کرائے اور اگر معافی کا کوئی امکان باقی نہ رہا ہو اس کے مرجانے کی وجہ سے یا دور دراز علاقوں میں جابسنے کی وجہ سے تو پھر اس کے لئے دعائے مغفرت کے سوا کوئی راہ نہیں۔

○ مردوں کو برا بھلا نہ کہنا چاہیے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،
لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
"مردوں کو برا بھلا نہ کہو، اس لئے کہ وہ اپنے اعمال تک پہنچ چکے ہیں۔"

○ دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کرو:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،
مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"قیامت کے دن بدترین حال میں وہ شخص ہوگا جس نے دوسروں کی دنیا بنانے کی خاطر اپنی آخرت برباد کر ڈالی۔"

○ ظلم کے معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ دینا عصبیت ہے:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللهِ اَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ؟
قَالَ لَا، وَلٰكِنْ مِّنَ الْعَصَبِيَّةِ اَنْ يَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ عَلَى الظُّلْمِ۔

ترجمہ: راوی ابو فسیلہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ:

"اپنے لوگوں سے محبت کرنا کیا عصبیت ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا" "نہیں بلکہ عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم کے معاملہ میں اپنی قوم کا ساتھ دے۔"

○ ناجائز حمایت ہلاکت کا موجب ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِيْ رَدٰى فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهٖ۔ (ابوداؤد۔ ابن مسعودؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جو شخص (کسی ناجائز معاملہ میں) اپنی قوم کی مدد کرتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی اونٹ کنویں میں گر رہا ہو اور یہ اس کی دم پکڑ کر لٹک گیا ہو تو یہ بھی اس کے ساتھ جا گرا۔"

○ عصبیت کی دعوت دینا مذموم ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ،
وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً،
وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ۔ (ابوداؤد۔ جبیر بن مطعمؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی دعوت دے'

اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے'
اور ہم میں سے وہ بھی نہیں ہے جو عصبیت کی حالت میں مرے۔"

تشریح: عصبیت کا مطلب یہ ہے "میری اپنی قوم چاہے وہ حق پر ہو یا باطل پر" پس اس نظریہ کی دعوت دینا اور اس نظریہ کی بنیاد پر جنگ کرنا اور اسی ذہنیت پر مرنا مسلمان کا کام نہیں ہے۔

○ منہ پر بے جا تعریف کی مذمت:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،
اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْھِھِمُ التُّرَابَ۔ (مسلم مقدادؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر مٹی پھینکو۔"

تشریح: تعریف کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا پیشہ ہی قصیدہ خوانی ہوتا ہے۔ یہ لوگ آتے ہیں اور اس شخص کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں تاکہ کچھ اور بخشش مل جائے۔ یہ قصیدہ خوانی شعر میں بھی ہو سکتی ہے اور نثر میں بھی اور ایسے لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی تھے اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ہدایت دی گئی ہے کہ جب وہ انعام اور بخشش کی غرض سے جھوٹی سچی قصیدہ خوانی کرنے کے لئے آئیں تو ان کے منہ پر خاک ڈالو یعنی ان کو اپنے مقصد میں ناکام لوٹا دو۔

○ منہ پر تعریف کیسے کرنی چاہئے:

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ،

وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ ثَلَاثًا،

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مُحَالَةَ، فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللهُ

حَسِيبُهُ إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ،

وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، ایک آدمی نے ایک آدمی کی نبی ﷺ کی موجودگی میں تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"افسوس تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ (یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔)

تم میں سے جو شخص کسی کی تعریف کرے اور ایسا کرنا ضروری ہو تو یوں کہے کہ میں فلاں شخص کو ایسا خیال کرتا ہوں اور اللہ باخبر ہے'

اور کسی شخص کی تعریف خدا کے مقابلہ میں نہ کرے۔"

تشریح: حضور ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کے تقویٰ اور اس کی اچھی حالت کی تعریف کی گئی تھی، ظاہر بات ہے کہ اس صورت میں آدمی کے ریا میں پڑ جانے کا بڑا اندیشہ تھا، اس لئے حضور ﷺ نے منع فرمایا اور کہا کہ تو نے اپنے بھائی کو ہلاک کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اگر کسی شخص کے بارے میں کچھ کہنا ہی پڑ جائے تو یوں کہو کہ میں فلاں شخص کو نیک سمجھتا ہوں اور اس طرح نہ کہو کہ فلاں اللہ کا ولی ہے یا فلاں یقیناً جنتی ہے۔ اس طرح کہنے کا کسی بندے کو حق نہیں ہے کیونکہ کیا معلوم کہ جس کو وہ جنتی کہہ رہا ہے وہ خدا کی نگاہ میں بھی جنتی ہے یا نہیں۔

جب تک آدمی زندہ ہے ایمان کی آزمائش گاہ میں ہے۔ کیا معلوم کہ کب آدمی کا دل پلٹ جائے اور سیدھا راستہ کھو دے۔ اس لئے کسی زندہ نیک آدمی کے بارے میں

قطعیت کے ساتھ کوئی حکم نہ لگانا چاہئے۔

علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کے فتنہ میں پڑنے کا امکان نہ ہو اور موقعہ آپڑے تو اس کے منہ پر اس کے علم یا تقویٰ وغیرہ کی تعریف کی جا سکتی ہے لیکن اس سے بچنا بہتر ہے کیونکہ فتنہ میں پڑنے یا نہ پڑنے کا فیصلہ اللہ ہی کر سکتا ہے' کسی کی اندرونی کیفیت کے بارے میں عام طور پر صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔

○ فاسق کی تعریف پر اللہ ناراض ہوتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰى وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔ مشکوٰۃ۔ انس؛

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے عرش ہلنے لگتا ہے۔"

تشریح: یہ اس لئے کہ جو شخص خدا کے احکام کی عزت نہیں کرتا بلکہ اس کے احکام کو کھلے بندوں توڑتا ہے' وہ عزت و احترام کے لائق نہیں۔ اس کا حق تو یہ ہے کہ اسے ذلت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ اب اگر مسلمان معاشرہ میں اس کی عزت کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں اپنے دین اور خدا اور رسول سے محبت باقی نہیں ہے یا اگر ہے تو نہایت کمزور حالت میں ہے۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ اللہ کا غصہ ہی بھڑکے گا' اس کی رحمت اس بستی پر کیوں نازل ہو گی؟

○ جھوٹی گواہی اور شرک برابر ہیں:

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ.

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا، فَقَالَ،

عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ - سورہ الحج آیت ۳۰، ۳۱ (ابوداؤد)

ترجمہ: خریم بن فاتکؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور جب لوگوں کی طرف رخ پھیرا تو بیٹھے رہنے کی بجائے آپ ﷺ سیدھے کھڑے ہو گئے اور تین بار فرمایا'

"جھوٹی گواہی دینا اور شرک کرنا دونوں برابر کے گناہ ہیں۔"

پھر آپ ﷺ نے پڑھا۔ فاجتنبو الرجس الخ "تو تم ناپاکی یعنی بتوں سے دور رہو اور جھوٹی بات کہنے سے دور رہو اور خدا کے لئے یک سو ہو جاؤ' شرک چھوڑ کر توحید اختیار کرو۔"

تشریح: آپ ﷺ نے سورۂ حج کی جو آیت پڑھی اس میں قول الزور کا لفظ آیا ہے جس کے معنی جھوٹ کہنے کے ہیں اور جھوٹ بولنا ہر جگہ برا ہے' چاہے عدالت کے اندر حاکم کے سامنے بولا جائے چاہے کسی دوسری جگہ۔

دیکھئے جھوٹی گواہی کتنا بڑا گناہ ہے لیکن مسلمانوں کی نگاہ میں یہ گناہ اب گناہ نہیں رہا بلکہ "فن" بن گیا ہے۔ ان کے درمیان وہ لوگ احمق سمجھے جاتے ہیں جو عدالت میں اپنے ایمان کے دباؤ سے سچی گواہی دینے کی ہمت کر بیٹھتے ہیں۔

○ مناظرہ' برا مذاق اور وعدہ خلافی نہ کرو:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،
لَا تُمَارِ اَخَاکَ،
وَلَا تُمَازِحْہُ،
وَلَا تَعِدْہُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَہٗ۔ (ترمذی-ابن عباسؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"تو اپنے بھائی سے مناظرہ نہ کر'
اور نہ اس سے مذاق کر'
اور نہ ہی وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کر۔"

تشریح: مناظرہ کی اصل روح یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح اپنے حریف کو چت کیا جائے' مناظر کے اندر یہ جذبہ کم ہوتا ہے کہ نرمی اور دل سوزی سے اپنی بات کہے۔ یہاں جس ہنسی اور دل لگی سے روکا گیا ہے اس سے ایسی دل لگی مراد ہے جس سے آدمی کا دل دکھے اور مذاق کرنے والے کا مقصود اس کی شخصیت کو گرانا ہو۔ خوش طبعی اور ظرافت سے نہیں روکا گیا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ خوش طبعی اور ناجائز مذاق و دل لگی میں بال برابر فرق ہے' اس لئے بڑے احتیاط کی ضرورت ہے۔

○ نیت وعدہ پورا کرنے کی ہونی چاہئے:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،
اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاہُ وَمِنْ نِیَّتِہٖ اَنْ یَّفِیَ لَہٗ فَلَمْ یَجِیْٔ لِلْمِیْعَادِ
فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ۔ (ابوداؤد-زید بن ارقمؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اگر آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت اس وعدہ کو پورا کرنے کی ہو پھر وہ پورا نہ کر سکا اور مقررہ وقت پر نہ آیا تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔"

○ دوسروں میں عیب نہیں نکالنا چاہئے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا. تَعْنِيْ قَصِيْرَةً،

فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (ایک موقعہ پر) کہا کہ "صفیہؓ کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہے کافی ہے (یعنی یہ کہ وہ پستہ قد ہے اور یہ بہت بڑا عیب ہے۔)"

آپ ﷺ نے فرمایا "عائشہؓ! تم نے اتنا تلخ لفظ منہ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو تلخ کر دے۔"

تشریح: عام حالات میں نبی (ﷺ) کی بیویاں آپس میں سوکن ہونے کے باوجود بڑی محبت سے رہتی تھیں لیکن کبھی غفلت میں کسی سے کوئی غلطی ہو ہی جاتی۔ ایسی ہی غلطی حضرت عائشہؓ سے ہوئی کہ انہوں نے حضرت صفیہؓ کو آپ ﷺ کی نظر میں گرانے کے لئے ان کی پست قامتی کا ذکر کیا۔ (صفیہؓ چھوٹے قد کی تھیں) آپ ﷺ نے سنتے ہی اظہار ناراضی فرمایا اور انہیں بتایا کہ تم نے نہایت غلط بات کہہ دی ہے چنانچہ پھر کبھی حضرت عائشہؓ سے ایسی غلطی نہیں ہوئی۔ صحابہؓ کا یہی حال تھا جس غلطی پر حضور ﷺ نے انہیں ایک بار ٹوک دیا، پھر وہ غلطی دوبارہ ان سے نہیں ہوئی۔

اس حدیث کا یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ حضور ﷺ اپنی محبوب بیوی کی غلط بات پر چپ نہیں رہے بلکہ مناسب انداز میں انہیں آگاہ کر دیا۔

○ راز کی بات امانت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَھِیَ اَمَانَۃٌ۔ (ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی آدمی تم سے بات کرے اور ادھر ادھر مڑ کر دیکھے تو اس کی یہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ چاہے اس نے زبان سے نہ کہا ہو کہ اسے راز رکھنا، پھر بھی اس کی بات راز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو بتانا صحیح نہیں ہے۔ یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ گفتگو کے درمیان ادھر ادھر دیکھنا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی بات پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے۔

○ حسن سلوک غیر مشروط ہونا چاہئے:

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،
لَا تَکُوْنُوْا اِمَّعَۃً تَقُوْلُوْنَ: اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا، وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا،
وَلٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا، وَاِنْ اَسَاءُوْا

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ دوسروں کی تقلید اور پیروی کرنے والے نہ بنو (یعنی) یوں نہ سوچو کہ

لوگ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور اگر لوگ ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے۔ نہیں، بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر جماؤ کہ لوگ اچھا سلوک کریں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اگر برا برتاؤ کریں تو تم ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرو۔"

○ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھو:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يُقِيْمِ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ فَيَجْلِسَ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کوئی آدمی دوسرے کو جو پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھ جائے بلکہ (اہل مجلس کو چاہئے) کہ آنے والوں کے لئے کشادگی پیدا کریں اور بیٹھنے کی گنجائش نکالیں۔"

○ تین میں سے دو آدمی رازدارانہ باتیں نہ کریں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِهِمَا۔

قَالَ قُلْنَا فَإِنْ كَانُوْا أَرْبَعَةً۔

قَالَ فَلَا يَضُرُّ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔

فَاِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم تین آدمی کسی جگہ بیٹھے ہو تو دو آدمی آپس میں رازدارانہ باتیں تیسرے آدمی کو چھوڑ کر نہ کریں۔" (جب یہ حدیث عبداللہ ابن عمرؓ نے سنائی تو ان کے شاگرد ابو صالح نے) پوچھا کہ اگر مجلس میں چار آدمی ہوں تو ان میں سے دو رازدارانہ باتیں کر سکتے ہیں یا نہیں؟

عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا۔ "اس صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اسی مضمون کی ایک روایت میں یہ زائد جملہ ہے "کیونکہ یہ برتاؤ ان کے لئے باعث غم ہوگا۔"

○ دو آدمیوں کے درمیان بلا اجازت نہ بیٹھنا چاہئے:

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ابوداؤد ترمذی)

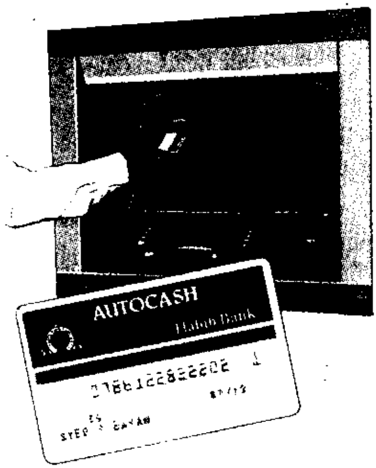
ترجمہ: حضرت عمرو ابن شعیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کسی آدمی کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ دو پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان بغیر ان دونوں کی اجازت کے آکر بیٹھ جائے۔"

○ حرص و بخل ایمان کے ساتھ دل میں جمع نہیں ہوتے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا ۔ (نسائی)

حبیب بینک
کے کھاتے دار اَب
ہر دِن کے ۲۴ گھنٹے
اور سال کے ۳۶۵ دِن
نقد رقوم نکلوا سکتے ہیں۔



حبیب بینک نے زیادہ سے زیادہ
لوگوں کو **سیلف سروس بینکنگ**
کی سہولت فراہم کرنے کے لئے
آٹوکیش مشینیں نصب کی ہیں۔

ہماری آٹوکیش مشینیں اس وقت کراچی،
لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، پشاور
اور فیصل آباد میں کام کر رہی ہیں۔

اے ٹی ایم کارڈ حاصل کرنے کے لئے آج ہی اپنے برانچ منیجر سے رجوع کیجیے۔

بہتر خدمت کی روایت

حبیب بینک لمیٹڈ

PID(1)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:
"حرص و بخل اور ایمان کسی بندے کے دل میں ہرگز جمع نہیں ہوتے۔"

تشریح: یعنی ایمان اور حرص و بخل' دونوں میں سے ایک ہی دل میں رہ سکتا ہے' دونوں نہیں کیونکہ ایمان تو یہ چاہتا ہے کہ آدمی مال کا پجاری نہ بنے اور جو کچھ مال کمائے اس میں سے دین پر اور بے سہارا لوگوں پر خرچ کرے اور مال کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے اور بچا بچا کر رکھنے کی ذہنیت نہ دینی ضرورتوں میں خرچ کرنے دیتی ہے اور نہ بندگان خدا پر رحم کھاتی ہے۔

○ مردوں اور عورتوں کی ایک دوسرے سے مشابہت:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی و ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں:
اللہ کے رسول ﷺ نے ان مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

○ عورتوں اور مردوں کا ایک دوسرے کا لباس پہننا:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔ (ترغیب و ترہیب، ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہے۔

○ عورتوں کے مشابہ بننے والے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ،

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ هٰذَا؟

قَالُوا: يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ،

فَأُمِرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيعِ،

فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَقْتُلُهُ؟

فَقَالَ: إِنِّي نُهِيتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک مخنث (ہیجڑا) لایا گیا جس نے اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں پر مہندی لگا رکھی تھی۔
آپ ﷺ نے پوچھا۔ "یہ کیسا آدمی ہے اور مہندی کیوں لگا رکھی ہے؟"
لوگوں نے بتایا۔ "اس نے عورتوں کے مشابہ بننے کے لئے مہندی لگائی ہے۔"
چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے مدینہ سے اسے نکال کر مقام نقیع میں بسایا گیا۔
لوگوں نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ اس کو قتل کیوں نہیں کر دیتے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "نماز پڑھنے والوں (یعنی مسلمان) کو قتل کرنے سے

(قرآن مجید میں) منع کیا گیا ہے۔"

○ زنا کا ارتکاب نہ کرنا:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ، اِحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ، لَا تَزْنُوْا، أَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهُ، فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ حاکم وبیہقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اے قریشی جوانو، تم لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا اور زنا کا ارتکاب نہ کرنا، جو لوگ عفت و پاک دامنی کے ساتھ جوانی گزاریں گے وہ جنت کے مستحق ہوں گے۔"

تشریح: ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں "جس کی جوانی آفات جوانی سے محفوظ رہی، وہ جنت کا مستحق ہے۔"

○ اعضاء کا زنا کیا ہے؟

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهُ مِنَ الزِّنَا، فَهُوَ مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ،
اَلْعَيْنَانِ، زِنَاهُمَا النَّظَرُ،
وَالْاُذُنَانِ، زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ،
وَاللِّسَانُ، زِنَاهُ الْكَلَامُ،
وَالْيَدُ، زِنَاهَا الْبَطْشُ،
وَالرِّجْلُ، زِنَاهَا الْخُطٰى،

وَالْقَلْبُ يَهْوَىٰ وَيَتَمَنَّىٰ، وَيُصَدِّقُ ذَالِكَ الْفَرْجُ، أَوْ يُكَذِّبُهُ۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ مسلم بخاری و ابو داؤد نسائی) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَأَبِي دَاؤُدَ: وَ

الْيَدَانِ تَزْنِيَانِ، فَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ، فَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ

وَالْفَمُ يَزْنِيْ فَزِنَاهُ الْقُبَلُ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا:

"ابن آدم کے لئے اس کا حصہ زنا طے شدہ ہے جسے وہ ضرور پائے گا'

شہوت کی نظر سے دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے'

شہوانی باتیں سننا کانوں کا زنا ہے'

اس موضوع پر گفتگو کرنا زبان کا زنا ہے'

پکڑنا ہاتھ کا زنا ہے'

اس کے لئے چل کر جانا پیروں کا زنا ہے'

خواہش اور تمنا دل کا زنا ہے اور شرمگاہ یا تو عملاً زنا کر گزرے گی یا رک رہے گی۔"

اور ابو داؤد اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ "اور دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں' ان کا زنا پکڑنا ہے' دونوں پیر زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے اور بوسہ لینا منہ کا زنا ہے۔"

تشریح: یہ حدیث بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں بنیادی طور پر جو مسئلہ بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی برے خیالات کی پرورش دل میں نہ کرے' دل ہی جسم انسانی میں حکمران کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی برا خیال دل میں آئے اور آدمی اس کو پالتا رہے تو پھر گناہ سے روکنے والی کوئی چیز نہ ہوگی اور جب دل برے خیالات کی پرورش کرے گا تو

تمام اعضاء اس کی خواہش کو پورا کرنے میں لگ جائیں گے۔ اس لئے سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اگر برا خیال آئے تو اس کو بزور ہٹانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آدمی اگر اپنی ایمانی تربیت نہ کرے تو زنا اور دوسرے جرائم سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ زنا کے مقدمات بھی زنا کے حکم میں ہیں' اسی لئے کسی عورت پر شہوانی نظر ڈالنے سے' شہوانی گفتگو کرنے سے' شہوانی باتیں سننے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اگر ان باتوں سے آدمی بچ جائے تو برائی کے آخری نقطے تک نہیں جائے گا۔

○ تین آدمی دہرے اجر کے مستحق ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:
ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ، وَ
اٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،
وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ إِذَا أَدّٰى حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ،
وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا، فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا،
فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا. فَلَهُ أَجْرَانِ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تین قسم کے لوگوں کو دہرا اجر ملے گا'

ایک وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا'

دوسرا وہ غلام جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کیا'

تیسرا وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی تربیت کرے اور عمدگی کے ساتھ دین سکھائے پھر آزاد کرے اور اس سے شادی کر لے۔ اس کو دہرا اجر

ملے گا۔"

○ اسلام، ہجرت اور حج سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شَمَاسَةَ رضی اللہ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَكَى طَوِيلًا وَقَالَ،

فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْسُطْ يَدَكَ لِأُبَايِعَكَ،

فَبَسَطَ يَدَهُ فَقَبَضْتُ يَدِي،

فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟

قَالَ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ.

قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا؟

قَالَ أَنْ يُغْفَرَ لِي،

قَالَ أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن شماسہؒ فرماتے ہیں ہم حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس گئے، ان پر نزع کا عالم طاری تھا۔ وہ ہم کو دیکھ کر بہت دیر تک روئے اور اس کے بعد (اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا):

"جب اللہ نے اسلام میرے دل میں ڈالا (یعنی جب اسلام لانے کی توفیق ہوئی) تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت

کروں گا۔"

نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "اے عمروؓ! تم نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچ لیا؟"

میں نے کہا۔ "ایک شرط لگانا چاہتا ہوں"

آپ ﷺ نے پوچھا۔ "کیا شرط لگاتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "میری شرط یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے جاہلیت میں جتنے گناہ مجھ سے ہوئے ہیں سب معاف ہو جائیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمرو' کیا تم نے نہیں جانا کہ اسلام پہلے کے کئے ہوئے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے' اسی طرح ہجرت اور حج بھی۔"

○ امانت ایمان کی نشانی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا طُهُوْرَ لَهٗ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا صَلَاةَ لَهٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الدِّيْنِ كَمَوْضِعِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کے اندر امانت کی صفت نہیں' اس کے اندر ایمان نہیں۔

اور اس شخص کے لئے نماز نہیں جس نے طہارت نہیں حاصل کی۔ (وضو نہیں کیا)

اور اس شخص کے پاس دین نہیں جو نماز نہیں پڑھتا'

دین اسلام میں نماز کی حیثیت وہی ہے جو جسم انسانی میں سر کی حیثیت ہے۔"

تشریح: امانت خیانت کی ضد ہے' امانت کی صفت جس شخص کے اندر ہوتی ہے وہ کسی

صاحب حق کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا' چاہے خدا اور رسول ﷺ کا حق ہو' چاہے ماں باپ' اعزاء اور رشتہ داروں وغیرہ کا ہو اور ایمان اور امانت دونوں کی اصل ایک ہے' مومن کو لازماً امانت دار ہونا چاہئے۔

طہارت اور وضو کے بغیر نماز نہ ہوگی اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ دیندار کیسے ہو سکتے ہیں؟ جس طرح سر کے بغیر جسم بے کار ہے اسی طرح جس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے پورے دین کو ڈھا دیا۔

○ استقامت بہت عمدہ صفت ہے:

عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقِيْمُوْا وَنِعِمَّا اِنِ اسْتَقَمْتُمْ، وَحَافِظُوْا عَلَى الْوُضُوْءِ، فَاِنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَتَحَفَّظُوْا مِنَ الْاَرْضِ فَاِنَّهَا اُمُّكُمْ، وَاِنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ عَامِلٌ عَلَيْهَا اِلَّا وَهِيَ مُخْبِرَةٌ بِهٖ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: ربیعہ جرشی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دین حق پر جمے رہو' استقامت بہت عمدہ صفت ہے اور وضو کا خیال رکھو (کہ اس میں نقص نہ رہ جائے) اس لئے کہ نماز سب سے بہتر نیک کام ہے (اور وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی) اور زمین سے شرماؤ اس لئے کہ وہ تمہاری اصل ہے۔ (اسی سے پیدا ہوئے ہو اور اسی میں جانا ہے اور وہ قیامت کے دن ہر عمل کرنے والے کے عمل کو خدا کے حضور بتائے گی۔)"

○ یہ کام بھلائی کے دروازے ہیں:

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ

وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ،

قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيْمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ،

تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ

وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ،

ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ،

وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ،

ثُمَّ تَلَا "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ" (السجدہ ١٦)

ثُمَّ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ؟

قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،

قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ،

ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ؟

قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ،

فَأَخَذَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا،

فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ؟

قَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

أَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت معاذ ابن جبلؓ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا، مجھے ایسے کام بتایئے جو جنت میں لے جانے والے اور جہنم سے دور کرنے والے ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے بڑی اہم بات پوچھی اور وہ اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان فرمائے۔ (اس کے بعد آپ ﷺ نے اعمال کی فہرست بتاتے ہوئے فرمایا) دیکھو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے رہنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا' نماز ٹھیک سے ادا کرنا' زکوٰۃ دینا' رمضان کے روزے رکھنا اور خانہ کعبہ کا حج کرنا۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کیا تمہیں بھلائی کے دروازوں کی نشان دہی نہ کروں؟ (دیکھو) روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو اور آدھی رات کے بعد آدمی کا نماز تہجد پڑھنا۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی تتجافی جنوبہم عن المضاجع سے یعملون تک (السجدہ 16' 17)

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ چیزیں نہ بتاؤں جو دین کے سر اور ستون اور کوہان کی حیثیت رکھتی ہیں؟

دیکھو! دین کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور جو چیز کوہان کی حیثیت رکھتی ہے وہ جہاد ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب نیکیوں کا دارومدار ہے؟" میں نے کہا" ہاں' اے اللہ کے نبی ﷺ ضرور بتایئے۔"

تو آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: "تم اس کو اپنے قابو میں رکھو۔"

میں نے پوچھا' "اے اللہ کے نبی ﷺ کیا جو کچھ ہم بولتے ہیں اس پر پکڑے جائیں گے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اے معاذ۔۔۔ تمہاری زندگی لمبی ہو۔۔۔ زبانوں سے بے سوچے سمجھے نکلنے والی باتیں ہی آدمی کو آگ میں منہ کے بل گرائیں گی۔"

تشریح: اس حدیث میں جہاد کو کوہان کہا گیا ہے (یعنی اونچا عمل) اور آخر میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ آدمی اپنی زبان کو قابو میں رکھے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے۔ زبان اگر بے لگام ہو جائے تو بیشتر گناہ سرزد ہوں گے۔ وہ بندگان خدا کو گالی دے گا' غیبت کرے گا اور تہمت لگائے گا اور یہ گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے آدمی اپنے روزوں اور نمازوں کے باوجود جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث میں تہجد کی تعلیم دیتے ہوئے آپ ﷺ نے سورۂ سجدہ کی آیت 16' 17 پڑھی ہے۔ ان کا مفہوم یہ ہے۔

یہ اہل ایمان سو کر اٹھتے اور بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو محبت اور ڈر سے پکارتے ہیں اور اللہ کے بخشے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اللہ نے آنکھ کی کیسی ٹھنڈک ان کے لئے ان کے اعمال کے بدلے تیار کر رکھی ہے۔

○ ایمان' اسلام' ہجرت اور جہاد کیا ہے؟

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْإِسْلَامُ؟

قَالَ أَنْ يُّسْلِمَ لِلّٰهِ قَلْبُكَ وَأَنْ يَّسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِكَ وَيَدِكَ،

قَالَ فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟

قَالَ الْإِيْمَانُ،

قَالَ وَمَا الْإِيْمَانُ؟

قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ،

قَالَ فَأَيُّ الْإِيْمَانِ أَفْضَلُ؟

قَالَ الْهِجْرَةُ،

قَالَ وَمَا الْهِجْرَةُ؟

قَالَ اَنْ تَهْجُرَ السُّوْءَ،

قَالَ فَاَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ؟

قَالَ الْجِهَادُ،

قَالَ وَمَا الْجِهَادُ؟

قَالَ اَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ اِذَا لَقِيْتَهُمْ،

قَالَ فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟

قَالَ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِيْقَ دَمُهٗ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! اسلام کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تیرا دل اللہ کا پورے طور پر فرمانبردار بن جائے اور یہ کہ مسلمان تیری زبان اور تیرے ہاتھ سے محفوظ رہے۔"

اس نے پوچھا "اسلام کی کون سی چیز افضل ہے؟"

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں ایمان کا درجہ بڑھا ہوا ہے"

اس نے پوچھا۔ "ایمان کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو اس کے ملائکہ کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے کو صدق دل سے تسلیم کرے۔"

اس نے پوچھا۔ "ایمان کی کون سی چیز افضل ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہجرت!"
اس نے پوچھا۔ "ہجرت کیا ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا: "ہجرت یہ ہے کہ تو برائیوں سے بے تعلق ہو جائے۔"
اس نے پوچھا "کون سی ہجرت افضل ہے؟ (یعنی ہجرت کرنے والے اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے۔)"
آپ ﷺ نے فرمایا: "جہاد!"
اس نے پوچھا "جہاد کیا ہے؟"
آپ ﷺ نے بتایا: "جہاد یہ ہے کہ تو دین کے دشمنوں سے جنگ کرے جب ان سے سامنا ہو۔"
اس نے پوچھا "کون سا جہاد افضل ہے؟ (کون مجاہد سب سے بڑھ کر ہے؟)"
آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "وہ مجاہد جس کا گھوڑا ہلاک ہو گیا اور وہ شہید ہو گیا۔"

○ جنت میں لے جانے والی چھ باتیں:

رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ
ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ نَشَرَ اللهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَاَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ،
رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ، وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ،
وَثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ اَظَلَّهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَحْتَ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ
اِلَّا ظِلُّهُ،
اَلْوُضُوْءُ عَلَى الْمَكَارِهِ وَالْمَشْيُ اِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ وَاِطْعَامُ
الْجَائِعِ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تین باتیں اگر

کسی شخص کے اندر پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنی حفاظت میں لے لے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا:

(1) کمزوروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ' (2) والدین کے ساتھ شفقت و محبت اور (3) غلاموں (اور خادموں) کے ساتھ اچھا سلوک۔

اور تین صفتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جائیں گی اللہ اس کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اس دن جب اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا:

(1) ایسی حالت میں وضو کرنا جب کہ وضو کرنے کو طبیعت نہ چاہے (مثلاً سخت جاڑے کے دنوں میں)' (2) تاریک راتوں میں مسجد کو جانا (تاکہ جماعت میں شریک ہو) اور (3) بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا۔"

○ نماز' روزہ اور صدقہ جہنم سے بچائیں گے:

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! اَلصَّلَاةُ قُرْبَانٌ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ.

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! اَلنَّاسُ غَادِيَانِ: فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوبِقٌ رَقَبَتَهُ، وَمُبْتَاعٌ نَفْسَهُ فِي عِتْقِ رَقَبَتِهِ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو سنا آپ ﷺ کعبؓ بن عجرہ سے فرما رہے تھے۔

"اے کعب بن عجرہ! نماز اللہ سے قریب کرنے والی چیز ہے اور روزہ جہنم سے بچانے کے لئے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے آگ پانی کو بجھا دیتی ہے۔

اے کعب بن عجرہ' لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو دنیا کے متاع حقیر کے عوض بیچ دیتا ہے تو یہ شخص اپنے کو گرفتار بلا کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جو اپنے آپ کو خریدتا ہے اور اس طرح جہنم سے اپنی گردن کو چھڑاتا ہے۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دنیا میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک "بندۂ دنیا" ایسے لوگ خدا کے عذاب میں گرفتار ہوں گے اور دوسرے لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو حب دنیا سے بچایا اور خدا کی بندگی میں لگے رہے۔ ایسے لوگ قیامت کے دن جہنم سے نجات پائیں گے۔

○ چھ کام جنت کی ضمانت ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لِمَنْ حَوْلَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ

تَکَفَّلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَکْفُلْ لَکُمْ بِالْجَنَّةِ،

قَالُوْا وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ.

قَالَ الصَّلَاةُ وَالزَّکَاةُ وَالْاَمَانَةُ وَالْفَرْجُ وَالْبَطْنُ وَاللِّسَانُ۔

(ترغیب جلد ۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' فرمایا:

"تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دوں۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ چھ باتیں کیا ہیں' اے اللہ کے رسول ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا' وہ یہ ہیں:

نماز پڑھنا' زکوۃ دینا' امانت میں خیانت نہ کرنا' شرمگاہ' پیٹ اور زبان کی حفاظت و نگرانی کرنا۔"



بجلی بچانا میرا کام
سانورا میرا نام
سانورا ٹیوب لائٹ
اپنی خوبیوں کی بدولت دُوسری تمام
ٹیوب لائٹس کے مقابلے میں بُلند تر اور بلب کے مقابلے میں بدرجہا بہتر ہے۔
(۱)۔ صاف اور سفید تر روشنی۔ (۲)۔ بجلی کم خرچ کرتی ہے اس لئے باکفایت ہے۔ (۳)۔ مناسب قیمت، بہتر معیار۔
(۴)۔ بہ نسبت دُوسری ٹیوب لائٹس کے زیادہ پائیدار ہے۔ (۵)۔ دیپا اعلیٰ درجہ کے پرزہ جات سے بنی ہوئی ہے۔
سانورا ٹیوب لائٹ پاکستان میں بین الاقوامی قابلیت کے حامل ماہرین کی زیرِ نگرانی جدید ترین خودکار پلانٹ پر بنائی جاتی ہے۔
صاف شفاف روشنی کے لئے سانورا ٹیوب لائٹ اپنایئے۔
سانورا ٹیوب لائٹ
دن بہ دن کفایت
شب بہ شب سہولت
ڈسٹری بیوٹر، پاکستان ریڈیو اینڈ گراموفون ایجنسی لمیٹڈ۔ کراچی، ملتان، لاہور، راولپنڈی
DIMENSION

○ نماز اور جہاد کی فضیلت:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَجُلَيْنِ،

رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَائِهِ وَلِحَافِهِ مِنْ بَيْنِ أَهْلِهِ وَحَيِّهِ إِلَى صَلَاتِهِ فَيَقُوْلُ رَبُّنَا يَا مَلَائِكَتِي انْظُرُوْا إِلَى عَبْدِي ثَارَ عَنْ فِرَاشِهِ وَوِطَائِهِ وَمِنْ بَيْنِ حَيِّهِ وَأَهْلِهِ إِلَى صَلَاتِهِ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِي وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي، وَرَجُلٌ غَزَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَانْهَزَمُوْا فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْفِرَارِ وَمَا لَهُ فِي الرُّجُوْعِ فَرَجَعَ حَتّٰى أُهَرِيْقَ دَمُهُ رَغْبَةً فِيْ مَا عِنْدِي وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي۔ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ انْظُرُوْا إِلَى عَبْدِي رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِي وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي حَتّٰى أُهَرِيْقَ دَمُهُ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"ہمارا رب دو آدمیوں کے عمل سے بہت خوش ہوتا ہے۔

ایک وہ جو (جاڑے کے زمانے میں) اپنے نرم بستر اور لحاف سے الگ ہو کر اور اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو کر رات کے وقت نماز کو جاتا ہے، ہمارا رب اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اس بندے کو! اس نے اپنا بستر اور لحاف چھوڑا اور اپنے بیوی بچوں سے الگ ہو کر نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا کیونکہ اس کے اندر خواہش ہے ان نعمتوں کے پانے کی جو میرے پاس ہیں اور اسے ڈر لگا ہوا ہے اس عذاب کا جو میرے یہاں ہوگا۔

اور دوسرا وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا' مجاہدین کی فوج نے شکست کھائی اور بھاگی اور یہ شخص جانتا ہے کہ میدان جہاد سے بھاگنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور میدان جنگ میں جمے رہنے کا کیا صلہ ملتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ ایسا اس نے اس لئے کیا کہ وہ میرے انعامات کی خواہش رکھتا ہے اور میرے عذاب سے ڈرتا ہے۔ تو اللہ عزوجل اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے' دیکھو میرے اس بندے کو! یہ میدان جنگ میں دوبارہ واپس ہوا اس لئے کہ اس کو میرے انعام کی خواہش ہے اور اسے میرے عذاب کا ڈر ہے' دیکھو وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے جان دے دی۔"

○ دس باتوں کی وصیت:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ:

لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ،

وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ،

وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً، فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ.

وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا، فَاِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ،

وَاِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ، فَاِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللهِ،

وَاِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ،

وَاِنْ اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ فَاثْبُتْ،

وَاَنْفِقْ عَلٰى اَهْلِكَ مِنْ طَوْلِكَ،

وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا.

وَاَخِفْہُمْ فِی اللّٰہِ ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے دس باتوں کی وصیت کی' آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اے معاذ!

(1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ اس جرم میں تم کو مار ڈالا جائے یا جلا دیا جائے

(2) اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا اگرچہ وہ دونوں تم کو حکم دیں کہ اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور اپنے مال سے دست بردار ہو جاؤ۔

(3) کوئی فرض نماز ہرگز ترک نہ کرنا' اس لئے کہ جو شخص قصداً فرض نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی سے محروم ہو جاتا ہے۔

(4) شراب مت پینا اس لئے کہ یہ تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں کی جڑ ہے۔

(5) اللہ کی نافرمانی سے بچنا اس لئے کہ نافرمانی کے نتیجے میں خدا کا غصہ بھڑکتا ہے۔

(6) دشمن کے لشکر جرار کے مقابلے میں پیٹھ مت دکھانا اگرچہ تمہاری فوج کے سارے سپاہی ختم ہو جائیں۔

(7) جب لوگوں پر کوئی عام وباء مسلط ہو تو وہاں سے نہ بھاگنا۔

(8) اپنی قدرت اور حیثیت کے مطابق گھر والوں کو کھانا اور کپڑا دینا۔

(9) اپنے گھر والوں کی تربیت میں اپنی چھڑی ان سے نہ ہٹانا۔

(10) اللہ کے حقوق کے ادا کرنے میں اپنے گھر والوں کو خائف رکھنا۔"

تشریح: وصیت 9 کا مطلب یہ ہے کہ وعظ و تلقین سے سدھار نہ ہو' تب مارا جا سکتا ہے اور اس میں بھی حضور ﷺ نے یہ ہدایت کی ہے کہ زخمی کر دینے والی اور ہڈی توڑ دینے والی مار نہ ماری جائے نیز چہرے پر نہ مارا جائے۔ آپ ﷺ نے جانوروں

تک کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ماں باپ کو اور استادوں کو یہ بات اچھی طرح نوٹ کرلینی چاہئے۔

○ حضور ﷺ کی معیت اور قرب کا شرف:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ قَلَّ مَالُہٗ، وَکَثُرَ عِیَالُہٗ، وَحَسُنَتْ صَلَاتُہٗ وَلَمْ یَغْتَبِ
الْمُسْلِمِیْنَ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَھُوَ مَعِیْ کَھَاتَیْنِ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص غریب ہو اور بال بچے زیادہ ہوں (اس صورت حال کے باوجود) وہ بہترین نماز پڑھتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کی غیبت نہیں کرتا تو ایسا آدمی قیامت کے دن میرے ساتھ رہے گا، بالکل قریب جس طرح میری یہ دونوں انگلیاں پاس پاس ہیں۔"

تشریح: حضور ﷺ کا قرب اسے اس لئے حاصل ہو گا کہ مال کی کمی اور بال بچوں کی کثرت سے آدمی پریشان خاطر رہتا ہے، خدا سے بدگمان ہوتا ہے، نماز روزے سے زیادہ اس کو کمانے کی فکر ہوتی ہے لیکن یہ کثیرالعیال غریب آدمی، خدا سے نہ صرف یہ کہ بدگمان نہیں ہوا بلکہ نماز کے ذریعے اپنا تعلق خدا سے جوڑے رکھا۔

○ تین کام نہ کئے جانے چاہئیں:

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
ثَلَاثٌ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ أَنْ یَفْعَلَھُنَّ:
لَا یَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَیَخُصَّ نَفْسَہٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَھُمْ، فَاِنْ فَعَلَ

فَقَدْ خَانَهُمْ۔

وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ،

وَلَا يُصَلِّيْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تین کام ایسے ہیں جو نہ کئے جانے چاہئیں:

ایک یہ کہ جو شخص امام ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ صرف اپنے لئے دعا کرے، مقتدیوں کو چھوڑ دے (مثلاً کہے اے اللہ میری مغفرت فرما بلکہ اسے یوں کہنا چاہئے اے اللہ ہماری مغفرت فرما) اگر وہ صرف اپنے لئے دعا کرتا ہے تو مقتدیوں سے خیانت کرتا ہے۔ دوسرا ناجائز کام یہ ہے کہ کسی کے دروازے پر جائے اور اجازت لئے بغیر گھر کے اندر جھانکے، اگر یہ حرکت کوئی کرے تو گویا بغیر اجازت گھر کے اندر چلا گیا۔ (جو منع ہے۔)

اور تیسرا ناجائز کام یہ ہے کہ شدید ضرورت لاحق ہے، پیشاب یا پاخانے کی اور اس نے قضا حاجت سے پہلے نماز پڑھنی شروع کردی یا جماعت میں شامل ہوگیا۔"

○ سب سے زیادہ نکما اور سب سے بڑا بخیل کون ہے؟

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِي الدُّعَاءِ، وَأَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ

(ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سب سے نکما اور عاجز وہ ہے جو اپنے لئے خدا سے دعا نہ مانگے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرے۔ (کسی کو سلام نہ کرے۔)"

○ کثرت ذکر اللہ کو بہت پسند ہے:

عَنْ اُمِّ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَوْصِنِيْ. قَالَ:
اُهْجُرِي الْمَعَاصِيَ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْهِجْرَةِ،
وَحَافِظِيْ عَلَى الْفَرَائِضِ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْجِهَادِ،
وَاَكْثِرِيْ مِنْ ذِكْرِ اللهِ، فَاِنَّكِ لَا تَاْتِيْنَ اللهَ بِشَيْئٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِهٖ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت انسؓ کی والدہ نے کہا' اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی نافرمانی نہ کرو یہ افضل ترین ہجرت ہے'

فرائض کی نگہداشت رکھو (اس بات کا خیال رکھو کہ فرائض بہتر سے بہتر شکل میں ادا ہوں) یہ سب سے بڑا جہاد ہے'

کثرت سے اللہ کو یاد کرو کہ تم اللہ کے پاس کوئی شے بھی اس کے ذکر کی کثرت سے بہتر لے کر حاضر نہیں ہوگی۔ اللہ کے ذکر کی کثرت' اللہ کو بہت زیادہ پسند ہے۔"

تشریح: حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ یہ نصیحتیں ایک عورت کو کی جا رہی ہیں اسی وجہ سے فرائض کی نگرانی کو افضل جہاد کہا گیا ہے کیونکہ عورت پر جہاد و قتال فرض نہیں ہے۔ آخری نصیحت کثرت ذکر ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والا نافرمانی رب سے دور اور فرائض کا خیال رکھنے والا ہوگا' اللہ کی یاد تمام اعمال کی روح ہے اور جو "ذکر" اپنے ان دونوں ثمرات سے خالی ہو وہ دراصل ذکر نہیں' صرف لقلقہ لسان یعنی زبان کی ورزش ہے۔

زکوٰۃ، صلہ رحمی، مسکین و پڑوسی کا حق ادا کرنا چاہیے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ مِنْ تَمِيْمٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ ذُوْ مَالٍ كَثِيْرٍ وَّذُوْ اَهْلٍ وَّمَالٍ وَّحَاضِرَةٍ فَاَخْبِرْنِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ؟ وَكَيْفَ اُنْفِقُ؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْرِجُ الزَّكٰوةَ مِنْ مَالِكَ، فَاِنَّهَا طُهْرَةٌ تُطَهِّرُكَ، وَتَصِلُ اَقْرِبَاءَكَ وَتَعْرِفُ حَقَّ الْمِسْكِيْنِ وَالْجَارِ وَالسَّائِلِ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ تمیم کا ایک آدمی آیا، اس نے کہا،

"اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بہت مالدار آدمی ہوں، بال بچے بھی ہیں اور مویشی بھی ہیں تو فرمایئے میں کیا کروں، کس طرح اپنا مال خرچ کروں؟"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ تمہاری روحانی گندگی کو دور کرنے والی شے ہے۔ اپنے اعزہ اور رشتہ داروں سے تعلقات جوڑو اور ان کا حق ادا کرو، سائل، پڑوسی اور مسکین کا حق پہچانو۔"

نماز اور زبان کی حفاظت کرو:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟

قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا۔

قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ، أَنْ يَسْلَمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِكَ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا' "کون سا کام افضل ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کرنا۔"

میں نے پوچھا۔ "پھر کون سا عمل؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری زبان سے کسی کو ایذا نہ پہنچے (نہ برا بھلا کہو' نہ غیبت کرو' نہ کسی پر تہمت لگاؤ۔)"

○ جہاد' روزہ اور کسب معاش کے لئے سفر کی تلقین:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أُغْزُوا تَغْنَمُوا وَصُومُوا تَصِحُّوا وَسَافِرُوا تَسْتَغْنُوا. (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"خدا کے دین کے دشمنوں سے جہاد کرو تو اجر کے علاوہ مال غنیمت بھی ملے گا۔

اور روزہ رکھو تو اجر کے علاوہ تندرستی بھی حاصل ہو گی۔

اور سفر کرو تاکہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔"

○ تین لوگوں کے لئے تین باتیں نہ ہوں گی:

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ثَلَاثَةٌ خِلْفٌ عَلَيْهِنَّ: لَا يَجْعَلُ اللّٰهُ مَنْ لَهُ سَهْمٌ فِي الْإِسْلَامِ كَمَنْ لَا سَهْمَ لَهُ وَأَسْهُمُ الْإِسْلَامِ ثَلَاثَةٌ:

اَلصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالزَّكَاةُ،

وَلَا يَتَوَلَّى اللهُ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا فَيُوَلِّيهُ غَيْرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

وَلَا يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا إِلَّا جَعَلَهُ اللهُ مَعَهُمْ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تین قسم کے لوگوں کے لئے تین باتیں ہرگز نہ ہوں گی:

(1) جو لوگ نماز' روزہ اور زکوۃ پر عمل کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہ معاملہ نہیں کرے گا جو ان تینوں کے تارک کے ساتھ کرے گا۔

(2) جس بندے کو اللہ نے اس کی نیکی کی بنیاد پر اپنی حفاظت میں لے لیا ہو اسے قیامت کے دن کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرے گا۔

(3) جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے اللہ اس کو انہیں کے ساتھ رکھے گا۔"

تشریح: دوسری بات کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی اللہ نیک بندے کی حفاظت کرے گا اور آخرت میں بھی وہ خدا کی مدد و نصرت سے نہ یہاں محروم رہے گا نہ وہاں۔ تیسری بات کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے رسول ﷺ سے' صحابہؓ سے اور بزرگان امت سے محبت کی تو قیامت کے دن اسے رسول ﷺ اور بہترین لوگوں کی معیت اور رفاقت نصیب ہوگی اور اگر کسی کو باطل پرستوں اور دین کے دشمنوں سے محبت ہے تو وہ آخرت میں ان ہی کے ساتھ رکھا جائے گا۔

○ تین آدمی خدا کی رحمت سے دور رہیں گے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ، فَحَضَرْنَا،

فَلَمَّا ارْتَقَى دَرَجَةً قَالَ آمِيْن،

فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ آمِيْن،

فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ آمِيْن،

فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ،

قَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ آمِيْن،

فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ آمِيْن،

فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ آمِيْن۔

(ترغیب بحوالہ حاکم و ابن حبان و صحیح ابن خزیمہ)

ترجمہ: حضرت کعب ابن عجرہؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے لوگوں سے کہا، تم لوگ منبر کے پاس جمع ہو جاؤ چنانچہ ہم منبر کے پاس جمع ہو گئے اور حضور ﷺ تشریف لائے۔

جب آپ ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو "آمین" کہا اسی طرح دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے وقت آپ ﷺ نے "آمین" کہا۔

خطبہ کے بعد جب آپ ﷺ منبر سے اترے تو ہم لوگوں نے کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آج آپ ﷺ سے وہ بات سنی ہے جو کبھی نہیں سنتے تھے (یعنی آپ ﷺ نے منبر کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت تین مرتبہ آمین

کہا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ تو ایسا کبھی نہیں کرتے تھے!"

آپ ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے جب کہ میں پہلی سیڑھی پر قدم رکھ رہا تھا اور فرمایا' وہ شخص تباہ ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنی بخشش نہیں کرائی۔" تو میں نے "آمین" کہا۔

پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا' "وہ شخص خدا کی رحمت سے دور ہو جائے جس کے پاس آپ ﷺ کا (اے محمد ﷺ!) نام لیا گیا اور اس نے آپ ﷺ کے اوپر درود نہیں بھیجا۔" تو میں نے "آمین" کہا۔

پھر جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھے تو جبرئیلؑ نے کہا۔ "وہ شخص خدا کی رحمت سے دور ہو جائے جس نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں نہیں داخل ہوا۔"

○ جنت کی خوشبو سے کون محروم رہیں گے؟

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ مُجْتَمِعُونَ، فَقَالَ،

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ،

اِتَّقُوا اللهَ وَصِلُوْا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ ثَوَابٍ أَسْرَعَ مِنْ

صِلَةِ الرَّحِمِ،

وَإِيَّاكُمْ وَالْبَغْيَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عُقُوْبَةٍ أَسْرَعَ مِنْ عُقُوْبَةِ بَغْيٍ،

وَإِيَّاكُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ،

فَإِنَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللهِ لَا يَجِدُهَا

عَاقٌّ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَلَا شَيْخٌ زَانٍ، وَلَا جَارٌّ إِزَارَهُ خُيَلَاءَ، إِنَّمَا

لِكِبْرِيَاءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی فی الاوسط)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ ہم لوگوں کے مجمع میں تشریف لائے اور خطبہ دیا' فرمایا: "اے مسلمانو!

اللہ سے ڈرو اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو' اس لئے کہ صلح رحمی کا ثواب اور انعام بہت جلد حاصل ہوتا ہے۔

اور ظلم اور سرکشی سے بچو' اس لئے کہ اس کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔

اور خبردار! والدین کی نافرمانی مت کرنا۔

جنت کی خوشبو باوجود اس کے کہ اس کی لپٹ ایک ہزار سال کی مسافت تک جاتی ہے لیکن بخدا اتنی تیز خوشبو سے بھی وہ شخص محروم رہے گا جو والدین کا نافرمان ہو اور رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے والا ہو اور بوڑھا زانی اور وہ جو اپنا تہبند ازراہ تکبر ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے' بڑائی اور اقتدار تو صرف اللہ رب العالمین کے لئے زیبا ہے!"

○ حضور ﷺ کا ساتھ کس کو نصیب ہوگا؟

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرِنِ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ،

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ الْمُصَلُّوْنَ مَنْ يُّقِيْمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ الَّتِيْ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيَحْتَسِبُ صَوْمَهٗ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ مُحْتَسِبًا طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهٗ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا،

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَمِ الْكَبَائِرُ؟

قَالَ تِسْعٌ اَعْظَمُهُنَّ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ الْمُؤْمِنِ بِغَيْرِ حَقٍّ

وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَالسِّحْرُ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ اَحْيَاءً وَّاَمْوَاتًا لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ هٰؤُلَاءِ الْكَبَائِرَ وَيُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ اِلَّا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بُحْبُوْحَةِ جَنَّةٍ اَبْوَابُهَا مَصَارِيْعُ مِنْ ذَهَبٍ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبیدؒ اپنے والد عمیرؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع (آخری حج) میں فرمایا کہ:

اللہ کے ولی نمازی لوگ ہیں یعنی وہ لوگ جو پانچوں فرض نمازوں کو ٹھیک سے پڑھتے ہیں' رمضان کے روزے خدا کی خوشنودی کی نیت سے رکھتے ہیں' دل کی پوری رغبت اور خوشی کے ساتھ اجر آخرت کی نیت سے زکوۃ دیتے ہیں اور ان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

آپ ﷺ کے اصحابؓ میں سے کسی نے پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "نو گناہ بڑے گناہ ہیں جن میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنانا ہے' پھر مومن کو ناحق قتل کرنا' جہاد سے بھاگنا' کسی عفیفہ پاک دامن عورت کو تہمت لگانا' جادو سیکھنا سکھانا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' مسلمان والدین کے حقوق نہ ادا کرنا' اللہ کے گھر کی بے حرمتی کرنا جس کی طرف منہ کرکے زندگی میں نماز پڑھتے ہو اور جس کی طرف قبر میں تمہارا رخ رکھا جاتا ہے۔

کوئی ایسا شخص جو ان بڑے گناہوں سے دور رہا ہو اور ٹھیک سے نماز پڑھتا اور زکوۃ دیتا رہا ہو وہ ضرور نبی ﷺ کے ساتھ وسیع و کشادہ جنت میں رہے گا جس کے

دروازے سونے کے ہوں گے۔"

○ کون جنت سے محروم اور کون جنت کے مستحق ہوں گے؟

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بَخِیْلٌ وَلَا خَبٌّ وَلَا خَائِنٌ سَیِّئُ الْمَلَکَۃِ۔

وَاَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ الْمَمْلُوْکُوْنَ اِذَآ اَحْسَنُوْا فِیْمَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَفِیْمَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَوَالِیْھِمْ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ مسند احمد ابویعلی)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بخیل، دھوکہ باز اور بے ایمان خیانت کار جو غلط طریقے سے اپنے اختیار و تصرف کو استعمال کرتا ہے یہ تینوں جنت میں نہیں جائیں گے۔

اور غلاموں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والا وہ غلام ہوگا جس نے اللہ کے حقوق بھی ٹھیک سے ادا کیے ہوں گے اور اپنے آقا کی خدمت بھی عمدگی کے ساتھ کی ہوگی۔"

○ سات بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ۔

قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ؟

قَالَ: اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَکْلُ الرِّبَا، وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ

وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا:

"سات تباہ کن گناہوں سے بچو۔"

لوگوں نے پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون سے گناہ ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' جادو کرنا' ناحق کسی آدمی کو مار ڈالنا' سود کھانا' یتیم کا مال ہڑپ کرنا' میدان جہاد سے بھاگ جانا اور مومن بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔"

○ کن لوگوں سے حضور ﷺ بیزار ہیں؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرِ الْكَبِيْرَ وَيَرْحَمِ الصَّغِيْرَ وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (احمد، ترمذی، [illegible])

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بڑوں کی عزت نہ کرے' چھوٹوں پر شفقت نہ کرے' نیکیوں کی تلقین نہ کرے اور برائیوں سے نہ روکے۔"

○ تین نیکیوں کے دنیاوی فائدے:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:

صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِیْ مَصَارِعَ السُّوْءِ وَصَدَقَۃُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دوسروں کے ساتھ احسان کرنے سے آدمی بری موت مرنے سے بچا رہتا ہے (یعنی ایمان پر خاتمہ ہوتا ہے اور حادثاتی موت سے محفوظ رہتا ہے۔)

اور پوشیدہ صدقہ کرنے سے خدا کا غصہ بجھتا ہے'

اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔"

تشریح: آدمی بہت سے چھوٹے بڑے گناہ کرتا رہتا ہے اور ہر گناہ سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے تو اس کے غصے کو ختم کرنے کا علاج چھپ کر صدقہ کرنا ہے۔ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے اور بہتر تعلقات رکھنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے' یہ بات اور بھی احادیث میں بیان ہوئی ہے۔

○ کن کاموں سے بلند درجات عطا ہوتے ہیں:

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَرْفَعُ اللہُ بِہِ الدَّرَجَاتِ ؟

قَالُوْا: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ: تَحْلُمُ عَلٰی مَنْ جَہِلَ عَلَیْکَ،

وَتَعْفُوْا عَمَّنْ ظَلَمَکَ،

وَتُعْطِیْ مَنْ حَرَمَکَ،

وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَکَ ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بزار و طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اونچے درجات سے نوازتا ہے۔"

لوگوں نے کہا۔ "ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ بتایئے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو تم سے جہالت برتے، تم اس کے ساتھ بردباری سے پیش آؤ،
جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کردو،
جو تم کو نہ دے تم اس کو دو،
اور جو رشتہ دار تمہارے حقوق ادا نہ کرے تم اس کے حقوق دو۔
ان سب کاموں سے آدمی کے درجے بلند ہوتے ہیں۔"

پرائی عورتوں سے تعلق رکھنے سے بچو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
عِفُّوْا عَنْ نِسَاءِ النَّاسِ تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ، وَبَرُّوْا اٰبَاءَكُمْ تَبَرُّكُمْ
اَبْنَاءُكُمْ، وَمَنْ اَتَاهُ اَخُوْهُ مُتَنَصِّلًا فَلْيَقْبَلْ ذٰلِكَ مُحِقًّا كَانَ اَوْ مُبْطِلًا
فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ لَمْ يَرِدْ عَلَیَّ الْحَوْضَ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ حاکم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ پرائی عورتوں سے تعلق رکھنے سے بچو تو تمہاری عورتیں دوسرے مردوں سے تعلق رکھنے سے محفوظ رہیں گی۔
اور تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا

سلوک کرے گی۔

اور جس آدمی کے پاس اس کا مسلمان بھائی معافی مانگنے کے لئے آئے تو اس کی غلطی معاف کر دینی چاہئے اور اس کا عذر قبول کر لینا چاہئے۔ چاہے وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط کہہ رہا ہو۔ اگر کوئی شخص معافی نہ دے تو وہ حوض کوثر پر مجھ تک نہ پہنچ سکے گا۔"

○ تین آدمی اللہ کی مدد کے یقینی مستحق ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمْ،

اَلْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ،

وَالْمُکَاتَبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَاءَ،

وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "تین طرح کے لوگوں کی مدد اللہ نے اپنے ذمے لے لی ہے:

(1) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا،

(2) وہ غلام جو غلامی کے بندھنوں سے آزاد ہونے کے لئے اپنے آقا کو مال کی ایک مقدار دینا چاہتا ہے، (مگر اس کے پاس اتنی رقم نہیں ہے)

(3) وہ آدمی جو عفت اور پاک دامنی کی زندگی بسر کرنے کے لئے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ (مگر غریبی روک بنی ہوئی ہے۔)"

○ صدقہ کی مختلف صورتیں کیا ہیں؟

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَيْسَ مِنْ نَفْسِ بْنِ آدَمَ اِلَّا عَلَيْهَا صَدَقَةٌ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ،

قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ مِنْ اَيْنَ لَنَا صَدَقَةٌ نَتَصَدَّقُ بِهَا؟

فَقَالَ: اِنَّ اَبْوَابَ الْخَيْرِ لَكَثِيْرَةٌ: اَلتَّسْبِيْحُ، وَالتَّحْمِيْدُ وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ، وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتُمِيْطُ الْاَذٰى مِنَ الطَّرِيْقِ، وَتُسْمِعُ الْاَصَمَّ، وَتَهْدِى الْاَعْمٰى، وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلٰى حَاجَتِهٖ وَتَسْعٰى بِشِدَّةِ سَاقَيْكَ مَعَ اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيْثِ، وَتَحْمِلُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَعَ الضَّعِيْفِ، فَهٰذَا كُلُّهٗ صَدَقَةٌ مِّنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ابن حبان)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر مسلمان آدمی پر ہر دن صدقہ کرنا ضروری ہے۔"

لوگوں نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے پاس اتنا مال کہاں ہے کہ ہر روز صدقہ کریں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے ذرائع بہت ہیں۔ (صرف مال ہی نہیں ہے)

سبحان اللہ' الحمد للہ' اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی صدقہ ہے۔

دوسروں کو نیکی کی تلقین کرنا' گناہوں سے روکنا' راستوں سے کانٹے وغیرہ ہٹانا' کسی بہرے آدمی کو زور سے بول کر اپنی بات سنانا' اندھے آدمی کی رہنمائی کرنا' یہ سب بھی ثواب کے کام ہیں۔

آدمی کو اس کے مقصد کے سلسلہ میں رہنمائی کرنا اور مصیبت زدہ فریادی کی مدد کے لئے دوڑنا بھی صدقہ ہے۔

نیز کسی کمزور کے بوجھ کو جو اس سے نہ اٹھتا ہو' اسے اپنے ہاتھ یا سر پر اٹھالینا بھی صدقہ ہے۔

اوپر کے تمام مذکورہ کام اگر تم کرو تو مالی صدقات کے برابر ثواب ملے گا۔"

تشریح: یہی مضمون ایک دوسری حدیث میں بیان ہوا ہے' اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا صدقہ کی اتنی صورتیں معلوم ہو کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کی زندگی میں کسی چیز سے اتنی مسرت نہیں حاصل ہوئی۔

○ تین گراں قدر وصیتیں:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِصَالٍ مِنَ الْخَيْرِ:
أَوْصَانِي أَنْ لَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي، وَأَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي،
وَأَوْصَانِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ، وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ،
وَأَوْصَانِي أَنْ أَصِلَ رَحِمِي وَإِنْ أَدْبَرَتْ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں میرے محبوب ﷺ نے مجھے چند باتوں کی وصیت فرمائی:

(1) مجھے وصیت فرمائی کہ وہ لوگ جو مجھ سے مال و جاہ وغیرہ میں فوقیت رکھتے ہوں' میں ان کی طرف نہ دیکھوں بلکہ ان لوگوں کو دیکھوں جو مجھ سے کم تر ہیں (تاکہ میرے دل میں شکر کا جذبہ ابھرے۔)

(2) مجھے وصیت فرمائی کہ مسکینوں سے محبت کروں اور ان کے پاس جاؤں۔

(3) مجھے اس بات کی وصیت کی کہ میرے اعزہ اور رشتہ دار چاہے مجھ سے خفا ہوں'

میرے حقوق نہ ادا کریں لیکن میں ان سے اپنا تعلق جوڑے رکھوں، ان کے حقوق ادا کرتا رہوں۔"

○ پانچ اہم باتیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

مَنْ یَّاْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ بِهِنَّ،

قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللهِ،

فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا، فَقَالَ،

اِتَّقِ اللهَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ.

وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَی النَّاسِ.

وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا،

وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا،

وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"میری یہ باتیں (جو میں بتاؤں گا) کون لے گا اور عمل کرے گا اور عمل کرنے والوں کو بتائے گا؟"

میں نے عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کے لئے تیار ہوں بتائیے۔"

تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں بتائیں:

(1) اللہ کی نافرمانی سے بچو تو سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔

(2) جتنی روزی اللہ نے تمہارے لئے مقدر فرمادی ہے' اس پر راضی اور مطمئن رہو تو تم سب سے زیادہ غنی بن جاؤ گے۔

(3) اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو مومن بن جاؤ گے۔

(4) تم جو کچھ اپنے لئے پسند کرو' وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو تو تم مسلم ہو گے۔

(5) زیادہ نہ ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسنے سے آدمی کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔"

تشریح: نمبر 3 و 4 میں بتایا گیا کہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک ایمان کا تقاضا ہے' اسی طرح ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کرو جس طرح تم اپنے خیر خواہ ہو۔ نمبر پانچ کا مطلب یہ ہے کہ ہنسی کی زیادتی کے معنی یہ ہیں کہ اسے آخرت کی فکر نہیں ہے اور کوئی سنجیدہ نصب العین اس کے سامنے نہیں ہے اسی لئے زیادہ ہنستا ہے اور جتنا ہنسے گا اتنی ہی دل میں سختی اور قساوت آئے گی۔

○ جنت میں لے جانے والے اعمال:

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ: عَلِّمْنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ.

قَالَ: إِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ،

أَعْتِقِ النَّسَمَةَ، وَفُكَّ الرَّقَبَةَ:

قَالَ أَوَلَيْسَتَا وَاحِدَةً،

قَالَ لَا، عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تَنْفَرِدَ بِعِتْقِهَا وَفَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِينَ فِي ثَمَنِهَا،

وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوفُ،

وَالْفَيْءُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الْقَاطِعِ،

فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ، فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْآنَ، وَأْمُرْ

بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ،
فَإِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا مِنْ خَيْرٍ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد)

ترجمہ: براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان بدو حضور ﷺ کے پاس آیا' اس نے کہا'

"اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسے کام بتا دیجئے جن کو کر کے مجھے جنت مل جائے۔"

نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر چہ تو نے الفاظ بہت مختصر بولے ہیں لیکن بات بڑی پوچھی ہے۔

خدا کی جنت میں جانا چاہتے ہو تو کسی جان کو آزاد کراؤ اور گردنوں کو غلامی کی رسی سے چھڑاؤ۔"

اس نے کہا۔ "یہ دونوں تو ایک ہی بات ہوئی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں' یہ دونوں ایک بات نہیں۔ جان کو آزاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی غلام یا باندی کو مکمل طور پر آزاد کرو اور اس پر جو رقم صرف ہو' وہ پوری رقم تم اپنی جیب سے دو اور گردن چھڑانے کا مفہوم یہ ہے کہ کئی آدمی مل کر کسی غلام یا باندی کو آزاد کرائیں جس میں تمہارا بھی حصہ ہو۔

دوسرا جنتی کام یہ ہے کہ تم اپنی شیر دار اونٹنی کسی کو دودھ پینے کے لئے بخش دو۔

تیسرا کام یہ ہے کہ قطع تعلق کرنے والے رشتہ داروں کے ساتھ تم اپنے تعلقات جوڑو۔

اگر یہ سب جنتی کام تم سے نہ ہو سکیں تو بھوکوں کو کھانا کھلاؤ' پیاسوں کو پانی پلاؤ' لوگوں کو بھلی بات بتاؤ اور بری بات سے روکو'

اور یہ بھی تم نہ کر سکو تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ صرف بھلی بات زبان سے

اکاؤ "

تشریح: حدیث میں "منحتہ" کا لفظ آیا ہے اس کے معنی اس شیردار اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ استعمال کرنے کے لئے کسی کو دے دیا جائے اور جب وہ دودھ دے چکے تو وہ مالک کے پاس واپس آجائے۔

○ دین پر چلنے کی توفیق اللہ کے محبوب بندوں کو ملتی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَسَمَ بَیْنَکُمْ أَخْلَاقَکُمْ کَمَا قَسَمَ بَیْنَکُمْ أَرْزَاقَکُمْ، وَإِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّا یُحِبُّ، وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ، فَمَنْ أَعْطَاہُ الدِّیْنَ فَقَدْ أَحَبَّہٗ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یَسْلَمَ قَلْبُہٗ وَلِسَانُہٗ، وَلَا یُؤْمِنُ حَتّٰی یَأْمَنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔

قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، وَمَا بَوَائِقُہٗ؟

قَالَ: غَشْمُہٗ وَظُلْمُہٗ۔

وَلَا یَکْسِبُ مَالًا مِّنْ حَرَامٍ فَیُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَکُ فِیْہِ، وَلَا یَتَصَدَّقُ بِہٖ فَیُتَقَبَّلُ مِنْہُ، وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَھْرِہٖ إِلَّا کَانَ زَادَہٗ إِلَی النَّارِ، إِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ بِالسَّیِّئِ وَلٰکِنْ یَمْحُو السَّیِّئَ بِالْحَسَنِ، إِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُو الْخَبِیْثَ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ عزوجل نے جس طرح تم انسانوں میں روزی تقسیم فرمائی ہے، اسی طرح

اخلاق بھی تقسیم فرما دیئے ہیں اور اللہ دنیا تو سب کو دیتا ہے' ان لوگوں کو بھی جنہیں محبوب رکھتا ہے اور انہیں بھی جنہیں وہ پسند نہیں کرتا لیکن دین پر چلنے کی توفیق صرف ان کو دیتا ہے جن سے اسے محبت ہوتی ہے تو جن کو اس نے دین بخشا' یوں سمجھو وہ اللہ کو محبوب ہیں ـــــ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندۂ مسلمان' نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہوں اور کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے "بوائق" سے محفوظ اور مطمئن نہ ہو جائے۔

لوگوں نے پوچھا۔ "بوائق' سے آپ ﷺ کی مراد کیا ہے؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "اس سے مراد ہے حق مارنا اور ظلم (یعنی پڑوسی کو نہ دبائے اور نہ اس پر ظلم کرے)

اور جو بندہ حرام مال کمائے' اللہ اس کو برکت سے محروم کر دے گا اور اگر اسے خیرات کرے تو اللہ قبول نہ فرمائے گا اور اگر مال حرام چھوڑ کر دوسری دنیا کو سدھارا تو وہ جہنم تک کے سفر کا زادِ راہ ہو گا۔ اللہ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا' وہ تو برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے' یقیناً خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔"

تشریح: ارشادِ نبوی ﷺ کے آخری جملوں کا مطلب یہ ہے کہ مال حرام اللہ کی راہ میں دیا تو وہ صدقہ و خیرات شمار نہ ہو گا' اس پر ثواب نہ ملے گا اور خدا کا غصہ ٹھنڈا نہ ہو گا۔ برائی کو مٹانا ہو تو حلال کمائی خدا کی جناب میں پیش کرو' اپنی روحانی گندگی اور نجاست دور کرنی ہے تو گندا مال نہ لاؤ۔

○ بہت زیادہ اجر و ثواب والا دینار:

وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ مَوْلىٰ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلىٰ عِيَالِهِ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلىٰ فَرَسِهِ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ، وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: بَدَأَ بِالْعِيَالِ.

ثُمَّ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: أَيُّ رَجُلٍ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلَى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمُ اللّٰهُ، أَوْ يَنْفَعُهُمُ اللّٰهُ بِهِ وَيُغْنِيْهِمْ. (مسلم شریف)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا وہ دینار ہے جو آدمی اپنے بال بچوں اور زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار بھی جو مجاہد اپنے گھوڑے پر صرف کرتا ہے اور اس پر سوار ہو کر جہاد کرتا ہے اور وہ دینار بھی جو آدمی اپنے مجاہد ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

ابو قلابہ کہتے ہیں۔ "دیکھو حضور ﷺ نے سب سے پہلے بال بچوں پر خرچ کیے جانے والے دینار کا ذکر کیا۔"

اس کے بعد ابو قلابہ نے کہا' "اس آدمی سے بڑھ کر اجر و ثواب کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے چھوٹے کمزور بچوں پر خرچ کرتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بھیک مانگنے اور دوسروں کے دروازے پر جانے سے محفوظ رہتے ہیں۔"

○ اہل و عیال کو کھلایا جانے والا کھانا صدقہ ہے:

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَتَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ. (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد)

ترجمہ: حضرت مقدام ابن معدیکربؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو کھانا تو کھائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کھانا تو اپنے بچوں کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو تو اپنے نوکر کو کھلائے وہ بھی صدقہ ہے۔"

○ باغ کا کون سا پھل صدقہ ہے؟

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهٗ صَدَقَةً،
وَلَا يَرْزَؤُهٗ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت جابرؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"کوئی مسلمان درخت (باغ) لگائے اور اس کے پھلوں سے چڑیاں کھائیں یا غریب آدمی کھالے تو اس کا ثواب اسے ملے گا، نامہ اعمال میں اسے صدقہ لکھا جائے گا۔ اسی طرح باغ کے پھلوں کو چور لے گئے، کسی نے چھین لیا تو یہ سب اس کے نامہ اعمال میں بطور صدقہ قیامت تک کے لئے لکھا جاتا رہے گا۔"

تشریح: اس حدیث میں باغ اگانے کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں اس کے ساتھ کھیتی کا بھی ذکر ہے۔ کسی مسلمان نے باغ اگایا اس پر محنت اور رقم صرف کی، جب اس نے پھل دیئے تو کچھ چڑیاں کھا گئیں، کسی بھوکے غریب آدمی نے اس سے فائدہ اٹھایا یا چور چرا لے گئے یا زبردستی کوئی چھین لے گیا تو وہ بظاہر تو برباد ہوتا معلوم ہوتا ہے لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ نہیں وہ صدقہ شمار ہوگا اور اس پر اجر و ثواب ملے گا۔

○ یتیم بچے کو کھلانے پلانے کا اجر:

وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ مَنْ ضَمَّ يَتِيمًا مِنْ أَبَوَيْنِ مُسْلِمَيْنِ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ حَتَّى يَسْتَغْنِيَ عَنْهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ،

وَمَنْ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا كَانَ فِكَاكُهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِئُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ مسند احمد)

ترجمہ: حضرت مالک بن حارث سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا۔ "جو مسلمان والدین کے یتیم بچے کو کھلائے پلائے یہاں تک کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے (بالغ ہو جائے) تو ایسے شخص کو یقیناً جنت ملے گی'

اور جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے گا تو یہ کام جہنم سے اس کی نجات کا باعث بنے گا' غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کا عضو جہنم سے نجات پائے گا۔"

○ کس کا صدقہ قبول نہ ہو گا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم

وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يُعَذِّبُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيمَ وَلَانَ لَهُ فِي الْكَلَامِ وَرَحِمَ يُتْمَهُ وَضَعْفَهُ، وَلَمْ يَتَطَاوَلْ عَلَى جَارِهِ بِفَضْلِ مَا آتَاهُ اللهُ،

وَقَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَدَقَةً مِنْ رَجُلٍ وَلَهُ قَرَابَةٌ مُحْتَاجُونَ إِلَى صِلَتِهِ وَيَصْرِفُهَا إِلَى غَيْرِهِمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دین حق دے کر بھیجا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب نہیں دیں گے جنہوں نے دنیا میں یتیموں پر رحم کیا ہو گا' ان سے نرم انداز میں بات کی ہو گی اور ان کی یتیمی اور کمزوری پر ترس کھایا ہو گا اور اپنے پڑوسی کے مقابلے میں اپنے کثرت مال کی وجہ سے برتری نہ جتائی ہو گی۔"

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"اے محمد ﷺ کی امت کے لوگو! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دین حق دے کر بھیجا ہے' اللہ تعالیٰ اس شخص کو صدقہ قبول نہیں کرے گا جس کے کچھ رشتہ دار ہوں جو اس کی صلہ رحمی کے محتاج ہوں اور وہ ان کو دینے کے بجائے دوسرے لوگوں کو دے دے۔"

ایک دوسری حدیث کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شفقت کی نظر سے نہیں دیکھے گا"

○ گیارہ باتوں کی وصیت:

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَمَشَى قَلِيلًا ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ، أُوْصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ، وَصِدْقِ الْحَدِيثِ، وَوَفَاءِ الْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَتَرْكِ الْخِيَانَةِ، وَرَحْمِ الْيَتِيمِ، وَحِفْظِ الْجِوَارِ، وَكَظْمِ الْغَيْظِ، وَلِينِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ السَّلَامِ، وَلُزُومِ الْإِمَامِ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بیہقی)

ترجمہ: حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور چلے' پھر

فرمایا:

"اے معاذ! میں تمہیں اللہ کی نافرمانی سے بچنے' سچ بولنے' عہد کو پورا کرنے' امانت کو ٹھیک ٹھیک پہنچانے' خیانت نہ کرنے' یتیم پر رحم کرنے' پڑوسی کے حقوق کی حفاظت کرنے' غصے کو دبانے' لوگوں سے نرم انداز میں گفتگو کرنے اور لوگوں کو سلام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ وقت کے خلیفہ سے وابستہ رہنا (نہ اس سے الگ ہونا نہ اس کے خلاف محاذ بنانا۔)"

○ خادموں سے حسن سلوک کرتے رہنا:

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ قَالَ: عَهِدِي بِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِخَمْسِ لَيَالٍ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا وَلَهُ خَلِيلٌ مِنْ أُمَّتِهِ: وَإِنَّ خَلِيلِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ، وَإِنَّ اللهَ اتَّخَذَ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا، أَلَا وَإِنَّ الْأُمَمَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ، وَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ۔

اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ،

وَأُغْمِيَ عَلَيْهِ هُنَيْهَةً، ثُمَّ قَالَ:

اَللهَ اَللهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، أَشْبِعُوا بُطُونَهُمْ، وَاكْسُوا ظُهُورَهُمْ وَأَلِينُوا الْقَوْلَ لَهُمْ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت کعب ابن مالکؓ کہتے ہیں حضور ﷺ کی وفات سے پانچ دن پہلے حضور ﷺ سے میری جو ملاقات ہوئی وہ مجھے یاد ہے' اس دن میں نے آپ ﷺ کو


گلاب جیسی تازگی - صندل جیسی ٹھنڈک
احمد
صندل اور گلاب
NUORA
SANDAL SYRUP
NUORA
SYRUP
گرمی کے موسم میں فقط ایک گلاس سے
صندل سے خوب ٹھنڈک فرحت گلاب سے
قدرت نے ذائقہ دیا احمد نے محفوظ کیا
MASS
COLORSCAN GRAPHIC SERVICES

یہ فرماتے سنا:

"ہر نبی کے لئے اس کی امت میں سے کوئی نہ کوئی خلیل ضرور ہوا ہے اور میرے خلیل ابو بکرؓ ابن ابی قحافہ ہیں اور اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو اپنا خلیل بنایا۔

سنو، تم سے پہلے کے لوگ اپنے نبی کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے اور میں تم کو اس سے روکتا ہوں۔" (وفات کے بعد میری قبر پر سجدہ نہ ہونے پائے۔)

پھر اس کے بعد فرمایا:

"اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟" (یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے اللہ! تو گواہ رہ۔" (یہ بھی تین دفعہ دہرایا) اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی اور جب غشی دور ہوئی تو فرمایا:

"اپنے غلاموں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کو پیٹ بھر کھانا دینا، پہننے کے لئے کپڑے دینا اور ان سے نرمی سے بات کرنا۔"

تشریح: یہی حکم گھر کے مستقل خادم کے لئے بھی ہے۔

○ پڑوسی کے حقوق کیا ہیں؟

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ دُونَ جَارِهِ مَخَافَةً عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ، فَلَيْسَ ذَلِكَ بِمُؤْمِنٍ، وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔

أَتَدْرِي مَا حَقُّ الْجَارِ؟:

إِذَا اسْتَعَانَكَ أَعَنْتَهُ، وَإِذَا اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ، وَإِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ، وَإِذَا مَرِضَ عُدْتَهُ وَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ، وَإِذَا

أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ، وَإِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جَنَازَتَهُ، وَلَا تَسْتَطِيلُ عَلَيْهِ بِالْبُنْيَانِ فَتَحْجُبُ عَنْهُ الرِّيحَ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تُؤْذِهِ بِقُتَارِ رِيحِ قِدْرِكَ إِلَّا أَنْ تَغْرِفَ لَهُ مِنْهَا، وَإِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهُ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَأَدْخِلْهَا سِرًّا، وَلَا يَخْرُجْ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيظَ بِهَا وَلَدَهُ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: عمرو بن شعیب کے دادا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے پڑوسی سے اپنے گھر والوں اور مال کے بارے میں خطرہ محسوس کیا اور دروازہ بند کرکے سویا تو ایسا پڑوسی مومن نہیں ہے اور وہ بھی مومن نہیں ہے جس کا پڑوسی اس کے ظلم اور دست درازی سے محفوظ نہ ہو۔

کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے؟

اگر وہ مدد کا طالب ہو تو اس کی مدد کرو' اگر وہ قرضہ مانگے تو اس کو قرضہ دو' اگر وہ فقر و فاقہ کا شکار ہو تو اس کو نفع پہنچاؤ' اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو' اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو مبارک باد دو' مصیبت میں گرفتار ہو تو صبر کی تلقین کرو' اگر وہ مر جائے تو اس کے پیچھے قبرستان تک جاؤ' اس کے گھر سے اونچا گھر بنا کر اس کے گھر کی ہوا نہ روکو' البتہ اگر وہ اجازت دے تو اپنا گھر اونچا کر سکتے ہو' تم اپنی ہانڈی کے گوشت خوشبو سے اس کو تکلیف مت پہنچاؤ الا یہ کہ اس کے گھر بھی بھیجو اور اگر اپنے بچوں کے لئے میوے خریدو تو اس کے یہاں بھی بھیجو' اگر تم ایسا نہ کر سکو تو اپنے گھر میں چپکے سے لاؤ اور تمہارے بچے میوے لے کر باہر کھاتے ہوئے نہ نکلیں ورنہ تمہارے غریب پڑوسی کے بچے غمگین ہوں گے اور کڑھن محسوس کریں گے۔"

○ ایمان کب درست ہوتا ہے؟

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
لَا یَسْتَقِیْمُ قَلْبُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُہٗ، وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ رَجُلٌ
لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ احمد و ابن ابی الدنیا)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور اس کا دل ٹھیک نہیں ہو سکتا جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو اور کوئی ایسا شخص جنت میں نہ جاسکے گا جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں۔"

○ صرف دو آدمی رشک کے قابل ہیں:

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ
وَالنَّھَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یُنْفِقُہٗ فِی الْحَقِّ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ
(مسند احمد)

ترجمہ: حضرت سالمؒ اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو ہی آدمی رشک کے قابل ہیں:
ایک وہ جسے اللہ نے قرآن کا علم دیا تو وہ اسے پڑھتا پڑھاتا اور اس پر عمل کرتا ہے، رات کے اوقات میں بھی دن کے اوقات میں بھی،
اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا جسے وہ رات اور دن کے اوقات میں صحیح جگہ پر خرچ کرتا ہے۔"

○ کون لوگ اللہ کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَالرِّبَا فِیْ قَرْیَةٍ فَقَدْ اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰہِ۔

(ترغیب ترہیب بحوالہ حاکم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "جب کسی قوم یا بستی میں بدکاری اور سود خوری نمایاں طور پر ہونے لگے تو یوں سمجھو گویا لوگوں نے اپنے عذاب الٰہی کے مستحق ہونے کا اعلان کیا۔"

○ چار اہم نصیحتیں:

وَعَنْ اَبِیْ جُرَیٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: رَأَیْتُ رَجُلًا یَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْیِهٖ، لَا یَقُوْلُ شَیْئًا اِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ۔

قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟

قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

قُلْتُ عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

قَالَ: لَا تَقُلْ: عَلَیْكَ السَّلَامُ، عَلَیْكَ السَّلَامُ تَحِیَّةُ الْمَیِّتِ

قُلِ: السَّلَامُ عَلَیْكَ۔

قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ؟

قَالَ: اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ الَّذِیْ اِذَا اَصَابَكَ ضُرٌّ، فَدَعَوْتَهٗ كَشَفَهٗ عَنْكَ وَاِنْ اَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهٗ اَنْبَتَهَا لَكَ، وَاِذَا كُنْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ، اَوْ فَلَاةٍ، فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهٗ رَدَّهَا عَلَیْكَ

قَالَ قُلْتُ: اِعْهَدْ اِلَيَّ۔

قَالَ: لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا، فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهٗ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا شَاةً

قَالَ: وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِّنَ الْمَعْرُوْفِ،

وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ، فَاِنْ اَبَيْتَ، فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ،

وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ، فَاِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ،

وَاِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُهٗ فِيْهِ فَاِنَّمَا

وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابوداؤد، ترمذی و نسائی)

ترجمہ: حضرت جابر بن سلیمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کا مرجع بنا ہوا ہے جو بات اس کی زبان سے نکلتی ہے اسے قبول کر لیتے ہیں' اختلاف نہیں کرتے۔ میں نے پوچھا۔ "یہ کون شخص ہے؟"

لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

میں ان کے پاس گیا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا علیک السلام یا رسول اللہ

آپ ﷺ نے فرمایا علیک السلام نہ کہو' جب کوئی مر گیا ہو تو اسے اس طرح دعا دیتے ہیں تم السلام علیک کہا کرو۔ (جب زندہ آدمی کو سلام کرو۔)"

میں نے پوچھا۔ "آپ اللہ کے رسول ہیں؟"

حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں میں اللہ کا رسول ہوں جسے تم مصیبت میں پکارو تو مصیبت دور کر دے اور اگر پانی نہ برسے اور اسے تم پکارو تو پانی برسائے اور غلہ اگائے اور اگر تم کسی چٹیل علاقے یا بیابان میں سفر کر رہے ہو اور تمہاری اونٹنی کھو جائے اور اسے پکارو تو تمہاری اونٹنی واپس لائے۔"

میں نے عرض کیا۔ "مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "کبھی کسی کو گالی نہ دینا' برا بھلا نہ کہنا۔" (جابر بن سلیمؓ کہتے ہیں) اس کے بعد میں نے نہ تو کسی آزاد کو گالی دی اور نہ غلام کو اور نہ کبھی کسی اونٹ یا بکری کو برا بھلا کہا۔

حضور ﷺ نے دوسری وصیت یہ فرمائی۔ "کسی کے ساتھ احسان کو حقیر نہ جانو (یوں نہ سوچو کہ میں یہ معمولی احسان کیا کروں کیونکہ ہر احسان چاہے وہ کتنا ہی معمولی ہو اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے۔)

اور اے جابر تم اپنا تہبند نصف پنڈلی تک رکھو اور زیادہ سے زیادہ ٹخنوں تک کی گنجائش ہے' خبردار ٹخنوں کے نیچے تمہارا تہبند نہ جائے اس لئے کہ یہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔

اور اگر کوئی آدمی تمہیں برا بھلا کہے اور تمہارے کسی عیب کو بیان کرکے شرمندہ کرے جو اسے معلوم ہو تو تم اس کے کسی عیب سے عار مت دلاؤ جو تمہیں معلوم ہو تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔"

○ ظلم اور حرص و بخل سے بچو:

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:
اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ،
وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ، حَمَلَھُمْ عَلٰی
اَنْ سَفَکُوْا دِمَآءَھُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَھُمْ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ظلم سے بچو' اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے تاریکیوں (مصیبتوں) کا

موجب بنے گا اور شح سے بچو' اس لئے کہ اسی چیز نے تم سے پہلے کے لوگوں کو تباہ کیا۔ اسی نے لوگوں کو قتل و خونریزی پر آمادہ کیا اور جان' مال' آبرو کی بربادی اور دوسرے گناہوں کی محرک ہوئی۔"

تشریح: شح کے معنی مال کی حرص' بخل اور خود غرضی کے ہیں' لینے کی خواہش اور دینے سے انکار و اعراض۔

○ پانچ برائیوں سے بچو:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خِصَالٌ خَمْسٌ اِنِ ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَنَزَلْنَ بِكُمْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ،

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ فِيْ اَسْلَافِهِمْ،

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا اُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ،

وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا،

وَلَا نَقَضُوْا عَهْدَ اللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا سَلَّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَيَاْخُذُ بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ،

وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا [illegible] بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ ۔ [illegible] (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو

خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پانچ برائیاں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہوئے اور یہ تمہارے اندر گھس آئیں تو بہت برا ہوگا۔ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ پانچوں برائیاں تمہارے اندر پیدا ہوں۔

(1) زنا: یہ اگر کسی گروہ میں علانیہ ہونے لگے تو انہیں ایسی ایسی بیماریاں لاحق ہوں گی جو پہلوں میں نہیں تھیں۔

(2) ناپ اور تول میں کمی: یہ برائی کسی قوم میں پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر قحط اور خشک سالی مسلط کرتا ہے اور وہ قوم ظالم اقتدار کے ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔

(3) زکوٰۃ نہ دینا: یہ خرابی جن لوگوں میں پیدا ہوتی ہے ان پر آسمان سے پانی برسنا رک جاتا ہے۔ اگر اس علاقے میں جانور یا چڑیاں نہ ہوں تو ذرا بھی بارش نہ ہو۔

(4) اللہ اور رسول ﷺ سے غداری اور عہد شکنی: یہ خرابی جب رونما ہوتی ہے تو اللہ ان کے اوپر غیر مسلم دشمن کو مسلط کر دیتا ہے جو ان کی بہت کچھ چیزیں چھین لیتا ہے۔

(5) حکمرانی: اگر مسلمان حکمران خدا کی کتاب کے مطابق حکومت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ مسلم معاشرہ میں پھوٹ ڈال دیتا ہے اور وہ آپس میں کشت و خون کرنے لگتے ہیں۔"

○ دو چیزیں وبال جان ہوں گی:

وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
كُلُّ بُنْيَانٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِكَفِّهٖ
اِلٰى رَاْسِهٖ وَكُلُّ عِلْمٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَنْ عَمِلَ بِهٖ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت واثلہ ابن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال بنے گی سوائے اس عمارت کے جو اس طرح ہو اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ فرمایا:

اور ہر علم صاحب علم کے لئے وبال بن جائے گا سوائے اس شخص کے جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔"

تشریح: اس حدیث کے پہلے حصے کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت اونچی شاندار عمارت بنانے کی فکر نہ کرنی چاہئے اور ہاتھ سے سر کی طرف جو اشارہ فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمارت اتنی اونچی ہونی چاہئے کہ چھت سے سر نہ ٹکرائے کیونکہ اونچی اور شاندار عمارت وہی لوگ بناتے ہیں جن کے دل میں تفاخر کا جذبہ ہوتا ہے چاہے انہیں اس کا احساس نہ ہو اور اس طرح کی دنیا سازی اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں گھر بنانے کی فکر یا تو بالکل نہیں ہے یا بہت کم ہے۔

○ خدا کے تین محبوب بندے کون کون ہیں؟

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:
ثَلَاثَۃٌ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ وَیَضْحَکُ اِلَیْھِمْ وَیَسْتَبْشِرُ بِھِمْ،
(۱) اَلَّذِیْ اِذَا انْکَشَفَتْ فِئَۃٌ قَاتَلَ وَرَآءَھَا بِنَفْسِہٖ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، فَاِمَّا اَنْ یُقْتَلَ، وَاِمَّا اَنْ یَنْصُرَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَیَکْفِیَہٗ، فَیَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا کَیْفَ صَبَرَ لِیْ بِنَفْسِہٖ،
(۲) وَالَّذِیْ لَہٗ امْرَاَۃٌ حَسَنَۃٌ وَّفِرَاشٌ لَیِّنٌ حَسَنٌ فَیَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَیَقُوْمُ یَذَرُ شَھْوَتَہٗ وَیَذْکُرُنِیْ، وَلَوْ شَآءَ رَقَدَ،
(۳) وَالَّذِیْ اِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ وَّکَانَ مَعَہٗ رَکْبٌ فَسَھِرُوْا ثُمَّ ھَجَعُوْا، فَقَامَ مِنَ السَّحَرِ فِیْ ضَرَّآءَ وَسَرَّآءَ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے

فرمایا:

"تین قسم کے لوگ ہیں جو اللہ کو محبوب ہیں۔

اول وہ مجاہد کہ جب فوج کا کوئی دستہ بھاگ کھڑا ہو تو یہ جما رہے اور اللہ عزوجل کی خاطر لڑتا رہے پھر یا تو قتل ہو جائے یا اللہ اس کی مدد فرمائے تو اللہ فرشتوں سے کہتا ہے میرے اس بندے کو دیکھو میری خاطر کس طرح یہ میدان جنگ میں ڈٹا رہا۔

دوسرا شخص وہ جو رات میں نرم و نازک بستر پر اپنی بہترین بیوی کے ساتھ سویا ہوا ہے لیکن جب تہجد کا وقت ہوتا ہے تو یہ اٹھتا ہے اور اللہ کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ دیکھو! یہ اپنی میٹھی نیند کو چھوڑتا ہے اور مجھے یاد کرتا ہے حالانکہ اگر چاہتا تو سویا رہتا۔

تیسرے وہ شخص جو سفر میں ہو، قافلے میں بہت سے اور لوگ ہوں وہ لوگ کچھ دیر جاگ کر سو گئے لیکن یہ شخص آخر شب میں اٹھا اور تہجد کی نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ تکلیف کی حالت میں بھی پڑھتا ہے اور آرام کی حالت میں بھی پڑھتا ہے۔"

○ السلام علیکم کو رواج دو:

وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

دَبَّ اِلَيْكُمْ دَآءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ: اَلْبَغْضَآءُ وَالْحَسَدُ، وَالْبَغْضَآءُ

هِيَ الْحَالِقَةُ لَيْسَ حَالِقَةَ الشَّعْرِ، وَلٰكِنْ حَالِقَةُ الدِّيْنِ،

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا

تُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تَحَابُّوْا،

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ لَكُمْ ذٰلِكَ؟

اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بزار)

ترجمہ: عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری --- عداوت و حسد --- تمہارے اندر بھی گھس آئے گی' عداوت تو جڑ سے کاٹ دینے والی شے ہے' یہ بالوں کو نہیں مونڈتی بلکہ دین کو مونڈتی ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں نہ جاسکو گے جب تک مومن نہ بنو اور مومن بن نہیں سکتے جب تک باہم میل ملاپ اور محبت نہ ہو۔

کیا میں بتاؤں یہ باہمی محبت کیونکر پیدا ہوگی؟

''السلام علیکم کو رواج دو۔''

تشریح: سلام کے معنی رحمت کے ہیں' جب ہم یہ کلمہ محبت کسی سے کہتے ہیں تو گویا اس سے کہتے ہیں بھائی تمہارے اوپر خدا کی رحمت ہو' خدا تمہیں ہر طرح کی آفتوں اور مصیبتوں سے بچائے اور وہ بھی اس کے جواب میں ہمیں خیر و رحمت کی دعا دیتا ہے--- پھر اس کلمہ کے ذریعہ ہم اس بات کا آپ اعلان کرتے ہیں کہ تم میری طرف سے اپنی جان اور آبرو کے بارے میں مطمئن رہو' میری طرف سے کشت و خونریزی' مال کے چھیننے اور ہتھیا لینے کا اور آبروریزی کا خطرہ نہ محسوس کرو اور مخاطب بھی اسی کا اعلان کرتا ہے۔ السلام علیکم کے معنی و مفہوم کے جاننے اور پورے شعور کے ساتھ اس کلمہ کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

○ مومن ہی کو اپنا ساتھی بناؤ:

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِیٌّ ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

ترجمہ: "ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے۔ تم کسی مومن ہی کو اپنا ساتھی بناؤ اور متقی آدمی کے سوا کسی اور کو کھانا نہ کھلاؤ (فاسق و فاجر آدمیوں کو دعوت طعام نہ دو۔)"

تشریح: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا ہم نشین کیسے ہوں، کن لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

یعنی ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھ "جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے جن کی گفتگو سے تمہاری دینی معلومات میں اضافہ ہو، جن کا عمل تمہیں آخرت یاد دلائے۔"

○ نبی ﷺ کے محبوب اور مبغوض کون ہیں؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:
اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَیَّ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا اَلْمُوَطَّئُوْنَ اَكْنَافًا
اَلَّذِیْنَ یَأْلَفُوْنَ وَیُؤْلَفُوْنَ،
وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَیَّ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِیْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّةِ
اَلْمُلْتَمِسُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَیْبَ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں، نرم خو ہوں، وہ لوگوں سے انس رکھتے ہوں اور لوگ ان سے مانوس ہوں۔

اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں۔"

○ حضور ﷺ کی چار وصیتیں:

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ:

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ۔

قَالَ: عَلَیْکَ بِالْاِیَاسِ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ وَاِیَّاکَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّہُ الْفَقْرُ الْحَاضِرُ، وَصَلِّ صَلَاتَکَ وَاَنْتَ مُوَدِّعٌ وَاِیَّاکَ وَمَا یُعْتَذَرُ مِنْہُ۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ حاکم و بیہقی)

ترجمہ: سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگوں کے مال سے اپنے آپ کو مایوس اور مستغنی بنالو۔ مال کے لالچ سے بچو اس لئے کہ یہ سب سے بڑی محتاجی ہے اور نماز اس طرح پڑھو گویا دنیا سے تم جا رہے ہو اور ایسا کام نہ کرو جس سے معذرت کرنی پڑے۔"

○ چار بہترین نعمتیں:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَھُنَّ، فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ:

قَلْبًا شَاکِرًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّبَدَنًا عَلَی الْبَلَآءِ صَابِرًا، وَّزَوْجَۃً لَّا تَبْغِیْہِ حُوْبًا فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چار چیزیں

جس شخص کو مل جائیں تو اسے دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی مل گئی'
اللہ کی نعمتوں پر شکر سے معمور دل' اللہ کا ذکر اور چرچا کرنے والی زبان' مصیبتوں کو سہنے والا جسم اور ایسی بیوی جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتی اور عفت کے ساتھ زندگی گزارتی ہے۔"

○ تین قسم کے انسان مصیبت ہیں:

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:
ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْفَوَاقِرِ:
اِمَامٌ اِنْ اَحْسَنْتَ لَمْ يَشْكُرْ وَاِنْ اَسَأْتَ لَمْ يَغْفِرْ،
وَجَارُ سُوْءٍ اِنْ رَاٰى خَيْرًا دَفَنَهٗ وَاِنْ رَاٰى شَرًّا اَذَاعَهٗ،
وَامْرَاَةٌ اِنْ حَضَرْتَ اٰذَتْكَ وَاِنْ غِبْتَ عَنْهَا خَانَتْكَ۔

(ترغیب و ترہیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید ؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تین قسم کے انسان مصیبت اور آفت ہیں:
(1) وہ حاکم اور امیر جس کی اچھی طرح اطاعت کرو تو اس کی قدر نہ کرے اور کوئی غلطی کر بیٹھو تو معاف نہ کرے' سزا دیئے بغیر نہ چھوڑے۔
(2) برا پڑوسی' اگر تم اس کے ساتھ بھلائی کرو تو اس کا نام تک نہ لے' کہیں چرچا نہ کرے اور اگر برائی دیکھے تو ہر جگہ پھیلاتا پھرے۔
(3) وہ بیوی جو تمہیں ایذا دے جب تم گھر میں آو' تمہاری غیر موجودگی میں خیانت کرے۔ (بدکاری اور گھر کی حفاظت نہ کرنا مراد ہے۔)"

○ شبہات سے بچنا چاہئے:

عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِیْنَۃٌ، وَّالْکِذْبَ رِیْبَۃٌ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: حضرت حسنؓ فرماتے ہیں مجھے (اپنے نانا) رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اچھی طرح یاد ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

جس میں تمہیں تردد ہے وہ پہلو چھوڑ دو' دوسرا پہلو اختیار کرو جس میں تمہیں تردد نہیں ہے۔ سچائی اور راستی موجب اطمینان ہوتی ہے اور جھوٹ اور غلط بیانی دل میں تردد پیدا کرتی ہے۔"

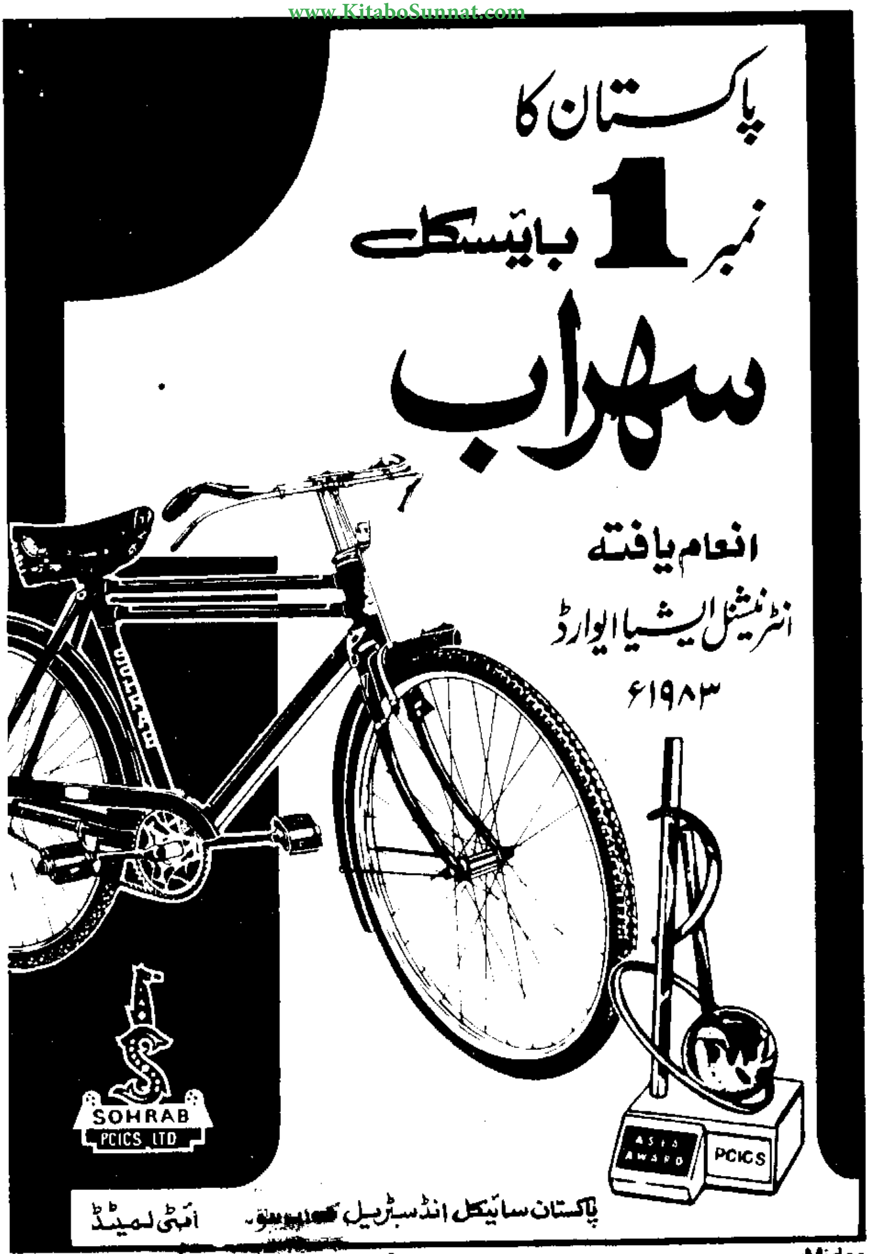
تشریح: ایک چیز حلال ہے یا حرام صحیح ہے یا غلط' حق ہے یا باطل' اس میں آدمی کو تردد لاحق ہو' بعض پہلوؤں سے صحیح معلوم ہوتی ہو اور بعض پہلوؤں سے غلط' تو مومن کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے دور ہی رہے۔ یہی علامت بعض دوسری حدیثوں میں اہل تقویٰ کی بتائی گئی ہے۔

○ مال داری' تندرستی اور قلبی خوشی اللہ کی نعمتیں ہیں:

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا بَاْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ، وَالصِّحَّۃُ لِمَنِ اتَّقٰی خَیْرٌ مِّنَ الْغِنٰی، وَطِیْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِیْمِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے مال دار ہونے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور


پاکستان کا
نمبر 1 بائیسکل
سہراب
انعام یافتہ
انٹرنیشنل ایشیا ایوارڈ
۱۹۸۳ء
SOHRAB
PCICS LTD
ASIA AWARD
PCICS
پاکستان سائیکل انڈسٹریل
لمیٹڈ
Midas

تندرستی اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے مال داری سے بہتر چیز ہے اور قلب کی خوشی اور انبساط اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔"

تشریح: اس حدیث میں تین باتیں بتائی گئی ہیں:

(1) مالداری اور تقویٰ میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ اللہ سے ڈرنے والا آدمی اگر مالدار بننے کی کوشش کرے گا تو وہ لازماً اپنے مال کی زیادتی سے اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش کرے گا۔

(2) تندرستی مالداری سے زیادہ قیمتی شے ہے۔ اس کی بدولت آدمی زیادہ سے زیادہ خدا کی عبادت کر سکتا ہے اور اس کی راہ میں کمزوروں سے زیادہ دوڑ دھوپ کر سکتا ہے۔

(3) آدمی کو اطمینان قلب حاصل ہو تو یہ اوپر کی دونوں نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اور تینوں نعمتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں پوچھ ہوگی کہ زائد از ضرورت مال کہاں خرچ کیا، صحت سے دین کو کیا فائدہ پہنچا اور قلبی مسرت، انبساط اور انشراح جیسی عظیم نعمت کا شکر کہاں تک ادا کیا۔ غرض تینوں مذکورہ چیزیں اللہ کی نعمتیں ہیں۔

نو باتوں کا حکم:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ،

خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ (۲) وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَا (۳) وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰى (۴) وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ (۵) وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ (۶) وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ (۷) وَاَنْ يَّكُوْنَ صَمْتِیْ فِكْرًا

(۸) وَنُطْقِیْ ذِکْرًا (۹) وَنَظَرِیْ عِبْرَۃً وَّاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْہٰی عَنِ الْمُنْکَرِ

(مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔

(1) کھلے اور چھپے ہر حال میں خدا سے ڈروں۔

(2) کسی پر مہربان ہوں یا کسی کے خلاف غصے میں ہوں دونوں حالتوں میں انصاف ہی کی بات کہوں۔

(3) راستی و اعتدال پر قائم رہوں چاہے امیر ہوں یا فقیر۔

(4) جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں۔

(5) جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں۔

(6) جو مجھ پر زیادتی کرے میں اسے معاف کروں۔

(7) میری خاموشی غور و فکر کی خاموشی ہو۔

(8) میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔

(9) میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔"

تعمیر سیرت و کردار

○ شکر گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ،
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ،
غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
"جو شخص کھانا کھائے اور پھر یہ کہے'
شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے یہ کھانا دیا بغیر میری اپنی تدبیر اور طاقت کے'
تو اس سے جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جائیں گے۔"

تشریح: یعنی ایک شخص کھانا کھا کر یہ کہتا ہے کہ اللہ میرے منعم و محسن نے مجھے کھانا بخشا' اس میں میری اپنی تدبیر اور جسمانی اور ذہنی قوت کا کیا دخل؟ "اپنی تدبیر" کیسی؟ اپنی قوت کیا؟ میں نہایت درجہ لاچار مخلوق ہوں اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب پروردگار ہی کی بخشش ہے اور یہ کھانا بھی اس کی بخشش ہے' اگر وہ نہ دیتا تو مجھے کہاں سے ملتا۔

جس آدمی کا یہ حال ہو کہ محنت کر کے کماتا ہے اور کمائی سامنے آتی ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ میرے رب کی بخشش ہے تو سوچنے کی بات ہے کہ وہ جان بوجھ کر گناہ کرے گا؟ --- اور اگر گناہ ہو جائیں تو فوراً معافی کے لئے اپنے رب سے درخواست نہ کرے گا؟ اس کے گناہ معاف نہ ہوں گے تو اور کس کے ہوں گے؟

○ نئے لباس پر شکر گزاری کا اظہار:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ،

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاہُ بِاسْمِہٖ عِمَامَۃً اَوْ قَمِیْصًا اَوْ رِدَاءً، یَقُوْلُ،

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے' عمامہ' کرتا یا چادر تو اس کا نام لے کر فرماتے:

"اے اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے پہنایا' میں تجھ سے اس کے خیر کا طلب گار ہوں اور میں تیری پناہ میں اپنے آپ کو دیتا ہوں اس کپڑے کی برائی سے اور اس کے مقصد کے برے پہلو سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔"

تشریح: کپڑا ہو یا کوئی دوسری چیز' اس کا استعمال برائی میں بھی ہو سکتا ہے اور بھلائی میں بھی۔ مومن کپڑے کو خدا کا انعام جانتا ہے اور اس کے ملنے پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہے کہ میں یہ نعمت استعمال کرتے ہوئے برا کام نہ کروں' کسی برے مقصد کے لئے اسے استعمال نہ کروں بلکہ مجھے اس کی توفیق ملے کہ اس کا استعمال اچھے مقصد کے لئے ہو۔ اس کا یہ سوچنے کا ڈھنگ صرف کپڑے کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا بلکہ ہر نعمت پاکر وہ یوں ہی سوچتا ہے اور اسی طرح کی دعا مانگتا ہے۔

○ سوار ہوتے وقت شکر ادا کرنا:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَۃَ قَالَ شَھِدْتُّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اُتِیَ بِدَابَّۃٍ لِیَرْکَبَھَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الرِّکَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ،

فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ سورہ الزخرف آیت ۱۳، ۱۴ (ابوداؤد)

ترجمہ: علی بن ربیعہؒ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ابن طالبؓ کو دیکھا کہ ان کے پاس سواری کا جانور لایا گیا تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرمایا۔ "اللہ کے نام سے۔"

پھر جب اس کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ گئے تو فرمایا:

"اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے قابو میں اس کو دیا۔ ہم اپنی طاقت کے بل پر اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے اور ہم اپنے رب کے پاس پلٹ کر جانے والے ہیں۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اونٹوں، گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو انسان کے لئے مسخر نہ کیا ہوتا تو انسان جو ان سے طاقت میں کم اور جسم میں چھوٹا ہے، انہیں کیسے قابو میں لا سکتا؟ لیکن اللہ نے ان کے لئے ایسا قانون بنایا ہے کہ نہایت آسانی سے قابو میں آجاتے ہیں۔ مومن اس پر شکر کرتا ہے اور اس کا ذہن فوراً آخرت کی طرف پلٹ جاتا ہے کہ خدا نے مجھے یہ سب نعمتیں بخشیں۔ ان کا وہ مجھ سے حساب لے گا۔

○ سوتے اور جاگتے وقت کی دعائیں:

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ،

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا،

وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ،

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ:

نبی ﷺ جب رات کو سونے کے لئے لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے:

"اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔"

اور جب جاگتے تھے تو یہ فرماتے تھے کہ

"شکر ہے اللہ کا اس نے ہم کو زندہ کیا موت دینے کے بعد اور ہم کو پھر جی کر اس کے پاس جانا ہے۔"

تشریح: جب آدمی کے دل میں آخرت کی فکر گھر کر لیتی ہے تو سوتے وقت اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اللہ کا نام لیتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا کا نام میرے ساتھ ہر وقت رہے' مرتے وقت بھی اور زندگی میں بھی' سوتے وقت بھی اور سو کر اٹھنے کے بعد بھی اور جب وہ سو کر اٹھتا ہے تو اللہ کا شکر کرتا ہے کہ اس نے عمل کے لئے مزید مہلت دی۔ اگر کل میں نے کوتاہی کی تھی تو آج مجھے کوتاہی نہ کرنی چاہئے اور یہ ایک دن کی جو مہلت ملی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

یہی حال اس کا ہر دن ہوتا ہے' جب وہ سو کر اٹھتا ہے تو اسے آخرت اور اس کا حساب کتاب یاد آجاتا ہے کہ مجھے ایک دن موت آئے گی اور پھر زندہ ہو کر حساب کتاب کے لئے رب کے پاس جانا ہے۔

○ نعمت اسلام پر شکر کا اظہار:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ مُعَاوِیَۃُ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ،

فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ ھٰھُنَا؟

فَقَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ

وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا۔ (مسلم)

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے بتایا کہ:
ایک دن حضور ﷺ گھر سے نکل کر آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا:
"ساتھیو! تم یہاں کیوں بیٹھے ہو اور کیا کر رہے ہو؟"
انہوں نے کہا۔ "ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔ اس کے احسانات جو اس نے ہم پر کیے ہم انہیں یاد کر رہے ہیں۔ ہم اس احسان کو یاد کر رہے ہیں کہ اللہ نے ہمارے پاس اپنا دین بھیجا اور ہمیں ایمان لانے کی توفیق بخشی اور ہم کو سیدھا راستہ دکھایا۔"

○ اولاد کی موت پر صبر کا اظہار:

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ،
اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلَائِكَتِهٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ
فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ،
فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟
فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ،
فَيَقُوْلُ فَمَاذَا قَالَ عَبْدِیْ؟
فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ،
فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ
(ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب کسی بندے کا کوئی لڑکا مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے۔

کیا تم نے میرے بندے کے لڑکے کی جان قبض کر لی؟

وہ کہتے ہیں کہ ہاں!

پھر وہ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان قبض کر لی؟

وہ کہتے ہیں کہ ہاں!

پھر وہ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟

وہ کہتے ہیں کہ اس مصیبت پر اس نے تیری حمد کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔

تب اللہ ان سے کہتا ہے' میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔"

تشریح: اس بندۂ مومن نے حمد کی یعنی یہ کہا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے میں بیٹے کے چھن جانے پر تجھ سے بدگمان نہیں ہوں تو جو کچھ کرتا ہے وہ ظلم و ناانصافی نہیں کرتا۔ اپنی چیز اگر کوئی لے لے تو اس سے ناراضی کیوں؟

انا للہ وانا الیہ راجعون! یہ صبر کا کلمہ ہے اور انسان کو صبر کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ کے غلام اور بندے ہیں' ہمارا کام اس کی منشاء کے مطابق دنیا میں زندگی گزارنا ہے اور اسی کے پاس لوٹ کر جائیں گے۔ اگر ہم نے مصیبت پر صبر کیا تو اچھا بدلہ ملے گا ورنہ برے بدلے سے دوچار ہوں گے۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ اس طرح کا سوچنا مصیبت کو آسان کر دیتا ہے۔

○ صبر اور شکر خیر کثیر کا باعث ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ،
اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ،
اِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ،
وَاِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ،
فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ۔ (مسلم، صہیبؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مومن کی حالت بھی عجب ہوتی ہے'
وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے اس سے خیر اور بھلائی ہی سمیٹتا ہے اور یہ مومن کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔
اگر وہ تنگ دستی' بیماری اور دکھ کی حالت میں ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے'
اور کشادگی کی حالت میں ہوتا ہے تو شکر کرتا ہے'
اور یہ دونوں حالتیں اس کے لئے بھلائی کا سبب بنتی ہیں۔"

جذبہ شکر پیدا کرنے کی تدبیر:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ،
وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ،
فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ (مسلم۔ابوہریرہ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"وہ لوگ جو تم سے مال و دولت اور دنیاوی جاہ و مرتبہ میں کم ہیں ان کی طرف دیکھو (تو تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو گا۔)

اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو جو تم سے مال و دولت میں اور دنیاوی ساز و سامان میں بڑھے ہوئے ہیں'

تاکہ جو نعمتیں تمہیں اس وقت ملی ہوئی ہیں' وہ تمہاری نگاہ میں حقیر نہ ہوں۔ (ورنہ خدا کی ناشکری کا جذبہ ابھر آئے گا۔)"

○ حیاء بھلائیوں کا سرچشمہ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،

اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ (بخاری، مسلم۔ عمران بن حصین)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"حیاء کی صفت صرف بہتری لاتی ہے۔"

تشریح: یعنی حیاء کی صفت وہ صفت ہے جو بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ صفت جس شخص کے اندر ہو گی وہ برائی کے پاس نہیں پھٹکے گا اور بھلائی کرنے کی طرف وہ مائل ہو گا

امام نوویؒ نے ریاض الصالحین میں حیاء کی حقیقت بتاتے ہوئے لکھا ہے:

حَقِيْقَةُ الْحَيَاءِ خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلَى تَرْكِ الْقَبِيْحِ وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِيْ حَقِّ ذِي الْحَقِّ،

وَقَالَ الْجُنَيْدُ اَلْحَيَاءُ رُؤْيَةُ الْآلَاءِ اَيِ النِّعَمِ وَرُؤْيَةُ التَّقْصِيْرِ فَيَتَوَلَّدُ بَيْنَهُمَا حَالَةٌ تُسَمّٰى حَيَاءً۔

"حیاء ایک وصف ہے جو انسان کو برے کام نہ کرنے پر ابھارتا ہے اور اہل حق کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی سے روکتا ہے
اور حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور پھر یہ سوچتا ہے کہ اس منعم کا شکر ادا کرنے میں مجھ سے کتنی کوتاہی ہوتی ہے' تو اس سے آدمی کے دل میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے' اسی کا نام حیاء ہے۔"

○ صبر کرنا بہترین نیکی ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
مَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ،
وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

(بخاری، مسلم۔ ابو سعید خدری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا اللہ اس کو صبر دے گا'
اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔"

تشریح: یعنی جو شخص آزمائش میں پڑنے پر صبر کرتا ہے تو اس وقت تک صبر نہیں کر سکتا جب تک کہ خدا پر اس کو اعتماد اور یقین نہ ہو پھر وہ شخص ہرگز صبر نہیں کر سکتا جس کے اندر شکر کی صفت نہ پائی جاتی ہو۔ اس طرح صبر کی صفت اپنے ساتھ بے شمار خوبیاں سمیٹتی ہے۔

○ فطری رنج پر صبر کرنا:

عَنْ اُسَامَةَ قَالَ،

اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ ابْنِيْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا،

فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ

عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ،

فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ

وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ،

فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِيُّ فَاَقْعَدَهُ فِيْ حِجْرِهِ وَنَفْسُهُ

تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ،

فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا؟

فَقَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهِ۔

(بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ

نبی ﷺ کی صاحبزادی نے کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا جاں کنی کی حالت میں ہے تشریف لائیں۔

آپ ﷺ نے سلام کہلا بھیجا اور یہ کہ "جو کچھ اللہ لیتا ہے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ دیتا ہے وہ اسی کا ہے اور ہر چیز اس کے یہاں طے شدہ ہوتی ہے اور ہر ایک کی مدت مقرر ہوتی ہے۔ تو تم آخرت میں اجر پانے کی نیت سے صبر کرو۔

پھر انھوں نے تاکید کے ساتھ کہلا بھیجا کہ ضرور تشریف لائیں۔ تب آپ ﷺ کے ساتھ سعد بن عبادہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ اور کچھ دوسرے لوگ گئے۔ بچے کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے گود میں اٹھایا۔ اس وقت اس کا دم نکل رہا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر نبی ﷺ کی آنکھوں سے آنسو

کرنے لگے'

تو سعد بن عبادہؓ نے کہا' یہ کیا ہے؟ (یعنی آپ روتے ہیں' کیا یہ صبر کے خلاف بات نہیں ہے؟)"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "نہیں یہ صبر کے خلاف بات نہیں ہے' یہ رحم کا جذبہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے۔"

صبر گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

مَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِہٖ وَوَلَدِہٖ وَمَالِہٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ تَعَالٰی وَمَا عَلَیْہِ خَطِیْئَۃٌ۔ (ترمذی۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مومن مردوں اور عورتوں پر وقتاً فوقتاً آزمائشیں آتی رہتی ہیں۔ کبھی خود اس پر مصیبت آتی ہے' کبھی اس کا لڑکا مرجاتا ہے' کبھی اس کا مال تباہ ہو جاتا ہے (اور وہ ان تمام مصیبتوں میں صبر اختیار کرتا ہے اور اس طرح اس کے قلب کی صفائی ہوتی رہتی ہے اور برائیوں سے دور ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ جب اللہ سے ملتا ہے تو اس حال میں ملتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔"

صبر سے خطائیں معاف ہوتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا ھَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ مِنْ خَطَایَاہُ۔ (متفق علیہ)

Mahana Munafa
Certificate
14.25%

مُنافع میں اوّل

آئی ڈی بی پی

ماہانہ منافع سرٹیفکیٹ

شرح منافع سب سے زیادہ

14.25

فیصد سالانہ





- سرمایہ کاری کی کم از کم حد ۱۰ ہزار روپے۔ زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں۔
- سرمایہ کاری کی مدت ۵ سال قبل از وقت بھنانے کی سہولت۔
- انفرادی طور پر یا شراکت میں کوئی بھی شخص یا ادارہ سرمایہ کاری کر سکتا ہے۔
- متوقع شرح منافع ۲۵ء۱۴ فیصد سالانہ، ماہانہ بنیاد پر قابل ادائیگی۔
- سرمایہ کاری مکمل طور پر محفوظ۔

انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بینک آف پاکستان

(حکومت پاکستان کا تشکیل کردہ)

ہیڈ آفس :- اسٹیٹ لائف بلڈنگ نمبر ۲، ویلس روڈ کراچی فون: ۹۸ - ۲۴۱۹۱۷۰ - ۲۴۱۹۱۷۱

ڈی ایف یونیورسل بینک

مزید تفصیلات کیلئے تشریف لائیں

PID (Islamabad)

IBLAGH اِبلاغ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس کسی مسلمان کو کوئی قلبی تکلیف، کوئی جسمانی بیماری، کوئی دکھ اور غم پہنچتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ بھی اس کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔"

آزمائش میں راضی برضا اور صابر رہنا:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ،
وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ،
فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَى وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ ۔ (ترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"آزمائش جتنی سخت ہوگی اتنا ہی بڑا انعام ملے گا (بشرطیکہ آدمی مصیبت سے گھبرا کر راہ حق سے بھاگ نہ کھڑا ہو) اور اللہ تعالیٰ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو مزید نکھارنے اور صاف کرنے کے لئے آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔

پس جو لوگ خدا کے فیصلے پر راضی رہیں اور صبر کریں تو اللہ ان سے خوش ہوتا ہے اور جو لوگ اس آزمائش میں اللہ سے ناراض ہوں تو اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔"

ایمان باللہ پر قائم رہو:

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ.

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْئَلُ عَنْہُ اَحَدًا غَیْرَکَ،

قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ (مسلم)

ترجمہ: سفیان ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا:

"اسلام کے سلسلہ میں ایسی جامع بات مجھے بتا دیجئے کہ پھر کسی اور سے مجھے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ امنت باللہ کہو اور پھر اس پر جم جاؤ۔"

تشریح: آدمی اسلام کو اختیار کرکے اسے اپنی زندگی کا دین بنالے اور پھر کیسے ہی ناسازگار حالات سے گزرنا پڑے، اس پر جما رہے تو اسے دنیا اور آخرت میں کامیابی نصیب ہوگی۔

○ صبر کرنے والا خوش بخت ہوتا ہے:

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ.

اِنَّ السَّعِیْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ (ثَلَاثًا)

وَلَمَنِ ابْتُلِیَ فَصَبَرَ فَوَاھًا۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ

میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

"بلاشبہ خوش نصیب ہے وہ شخص جو فتنوں سے محفوظ رہا"۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی۔

لیکن جو امتحان اور آزمائش میں ڈالا گیا پھر بھی حق پر جما رہا تو اس کے کیا کہنے۔ ایسے

آدمی کے لئے شاباشی ہے۔"

تشریح: فتنوں سے مراد وہ آزمائشیں ہیں جن سے مومن کا اس زمانہ میں سابقہ پڑتا ہے جب باطل حاکم اور غالب ہو اور حق مغلوب اور محکوم ہو تو دین حق اختیار کرنے والوں کو اور اس پر چلنے والوں کو کیسی کیسی زحمتیں پیش آتی ہیں ان کے بیان کی حاجت نہیں۔

ایسے زمانہ میں باطل اور اہل باطل کی پیدا کی ہوئی رکاوٹوں اور ڈالی ہوئی مصیبتوں کے باوجود ایک شخص حق پر جما رہتا ہے تو حضور ﷺ کی طرف سے شاباشی اور دعا کا مستحق ہے۔

طبرانی نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ مضمون ارشاد ہوا ہے کہ جب دین کا سیاسی نظام بگڑ جائے گا تو مسلمانوں پر ایسے حکمران ہوں گے جو غلط رخ پر سوسائٹی کو لے جائیں گے۔ اگر ان کی بات مانی جائے تو لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور اگر ان کی بات کوئی نہ مانے تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس پر لوگوں نے پوچھا کیف نصنع یا رسول اللہ یعنی ایسے حالات میں ہمیں آپ ﷺ کیا ہدایت دیتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"كَمَا صَنَعَ أَصْحَابُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ،
نُشِرُوْا بِالْمِنْشَارِ وَحُمِلُوْا عَلَى الْخُشُبِ،
مَوْتٌ فِيْ طَاعَةِ اللهِ خَيْرٌ مِّنْ حَيَاةٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللهِ۔

ترجمہ: "تمہیں وہی کچھ اس زمانہ میں کرنا ہو گا جو عیسٰی ابن مریمؑ کے ساتھیوں نے کیا۔

وہ آروں سے چیرے گئے اور سولیوں پر لٹکائے گئے لیکن انہوں نے باطل کے آگے ہتھیار نہیں ڈالے۔

اللہ کی اطاعت میں مرجانا اس زندگی سے بہتر ہے جو اللہ کی نافرمانی میں بسر ہو۔"

○ صبر کی راہ میں سخت مشکلات آتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ،

یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِیْهِمْ عَلٰی دِیْنِهٖ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ

(ترمذی مشکوٰۃ۔ انس رضؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ایک ایسا وقت آجائے گا جس میں اہل دین کے لئے دین پر جمے رہنا انگارے کو ہاتھ میں لینے کی طرح ہو گا۔"

تشریح: مطلب یہ کہ حالات انتہائی ناساز گار ہوں گے۔ باطل کا غلبہ ہو گا' حق مغلوب ہو گا' لوگوں کی اکثریت دنیا پرست ہو جائے گی۔ ایسی حالت میں دین پر جمنے والوں کو خوشخبری دی گئی ہے۔ انگاروں سے کھیلنا بہادری کا کام ہو سکتا ہے' بزدل لوگ اس طرح کا کھیل نہیں کھلا کرتے۔

○ اللہ پر توکل کرنا:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ،

لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِهٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یُرْزَقُ الطَّیْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ:

"تم لوگ اگر اللہ پر ٹھیک سے توکل کرو تو وہ تمہیں روزی دے گا جیسے کہ وہ چڑیوں

کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو جب روزی کی تلاش میں گھونسلوں سے روانہ ہوتی ہیں تو ان کے پیٹ پچکے ہوئے ہوتے ہیں اور شام کو جب اپنے گھونسلوں میں آتی ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔"

آدمی کی خوش نصیبی اور بدنصیبی:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللهُ لَهُ،

وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللهِ،

وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللهُ۔ (ترمذی۔ سعد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"آدمی کی خوش نصیبی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ اس کے لئے فیصلہ کرے اس سے راضی ہو، اس پر قناعت کرے۔

اور آدمی کی بدبختی یہ ہے کہ اللہ سے خیر اور بھلائی کی دعا نہ کرے،

اور آدمی کی بدنصیبی یہ ہے کہ اللہ کے حکم اور فیصلہ پر ناراض ہو"

توکل کے معنی ہیں اللہ کو اپنا وکیل بنانا اور اس پر پورا اعتماد کرنا اور وکیل کہتے ہیں سرپرست کو اور سرپرست اس کو کہتے ہیں جو بہتری اور بھلائی کی بات سوچے اور خرابیوں سے بچائے۔

تشریح: مومن یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ آئے وہ بھلائی ہے، اسی میں میرے لئے بہتری ہے، خدا جس حال میں رکھے گا میں اس میں خوش ہوں۔ مومن اپنی سی کوشش کرتا ہے اور پھر اپنے معاملہ کو خدا کے حوالے کر دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ اے رب! تیرے کمزور بندہ نے اس کام کے کرنے میں اپنی پوری کوشش کر لی، میں کمزور اور

ناتواں ہوں۔ اس کام میں جو کوتاہی رہ گئی ہے وہ تو پوری کردے' تو غالب اور طاقتور ہے۔

○ تدبیر کے بعد توکل کرو:

قَالَ رَجُلٌ،

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْقِلُھَا وَ اَتَوَکَّلُ اَوْ اُطْلِقُھَا وَ اَتَوَکَّلُ؟

قَالَ اِعْقِلْھَا وَتَوَکَّلْ۔ (ترمذی۔ انس)

ترجمہ: ایک آدمی نے کہا کہ:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی اونٹنی کو باندھوں اور اللہ پر توکل کروں یا اسے چھوڑ دوں اور توکل کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلے تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔"

تشریح: کسی چیز کو حاصل کرنے کی جو تدبیر ہو سکتی ہے آدمی وہ پوری طرح کرے اور پھر خدا سے دعا کرے کہ میں نے تو ممکن تدبیر کر لی' اب تو مدد فرما۔ صحیح معنوں میں توکل یہ ہے۔

○ توکل اطمینان کا ذریعہ بنتا ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

اِنَّ قَلْبَ ابْنِ اٰدَمَ بِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃٌ،

فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَہُ الشُّعَبَ کُلَّھَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ بِاَیِّ وَادٍ اَھْلَکَہُ.

وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ الشُّعَبَ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص ؓ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"آدمی کا دل ہر وادی میں بھٹکتا رہتا ہے،

تو جو شخص اپنے دل کو وادیوں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے گا تو اللہ کو پروانہ ہوگی کہ اس کو کون سی وادی تباہ کرتی ہے،

اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان وادیوں اور راستوں میں بھٹکنے اور تباہ ہونے سے بچائے گا۔"

تشریح: اگر آدمی اللہ کو اپنا وکیل اور سرپرست نہیں بناتا تو اس کا دل ہمیشہ پریشان رہے گا اور مختلف قسم کے جذبات کا گھر بنا رہے گا لیکن جو شخص اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑ دے گا اس کو یکسوئی حاصل ہوگی۔

○ بندے کی توبہ پر اللہ خوش ہوتا ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ،

اَللهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِىْ اَرْضٍ فَلَاةٍ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"بندہ گناہ کرنے کے بعد معافی مانگنے کے لئے جب اللہ کی طرف پلٹتا ہے تو اللہ کو اپنے بندے کے پلٹنے پر اس شخص کے مقابلہ میں زیادہ خوشی ہوتی ہے جس نے اپنی اونٹنی جس پر اس کی زندگی کا دارومدار تھا کسی بیاباں میں کھودی ہو۔ پھر اس نے اچانک اسے پالیا ہو (تو وہ اس اونٹ کو پاکر جتنا خوش ہوتا اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، ایسے ہی آدمی کے توبہ کرنے پر اللہ خوش ہوتا ہے بلکہ خدا کی خوشی اس کے مقابلہ میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ وہ رحم وکرم کا سرچشمہ ہے۔)"

○ صلح کرانا بھی نیکی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

تَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَةٌ،

وَتُعِیْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَیْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَیْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ،

وَالْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ،

وَبِکُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِیْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ،

وَتُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا:

"دو آدمیوں کے درمیان صلح کرادو' یہ بھی نیکی ہے۔

تم کسی کو اپنی سواری پر بٹھالو یا اس کا بوجھ اپنی سواری پر رکھ لو' یہ بھی نیکی ہے۔

اچھی بات کہنا بھی نیکی ہے'

تمہارا ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے نیکی ہے'

راستہ سے کانٹے پتھر ہٹا دینا بھی نیکی ہے۔"

تشریح: ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ تم اپنے جاہ و مرتبہ سے کسی آدمی کو فائدہ پہنچاؤ یہ نیکی ہے۔ ایک آدمی اپنے مدعا کو عمدہ طریق سے نہیں بیان کر سکتا اور تمہیں یہ نعمت ملی ہوئی ہے تو اپنے بھائی کی وکالت کرنا اور اس کی ترجمانی کرنا بھی نیکی ہے۔ تمہیں قوت دی گئی ہے تو کسی کمزور کی مدد کرو' یہ نیکی ہے۔ تمہارے پاس علم ہے تو دوسروں کو صحیح بات بتانا بھی نیکی ہے۔

○ ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ،

عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ،

قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْ؟

قَالَ، يَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ؟

قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟

قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ؟

قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟

قَالَ يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِالْخَيْرِ،

قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟

قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے"

تو میں نے کہا کہ اگر کسی کے پاس مال نہ ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا' وہ کمائے' خود کھائے اور غریبوں کو بھی دے۔

میں نے کہا' اگر وہ یہ نہ کر سکے تو؟

آپ ﷺ نے فرمایا' کسی ضرورت مند' مصیبت زدہ آدمی کی مدد کرے۔

میں نے کہا' اگر وہ یہ نہ کر سکے تو؟

آپ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کو نیکی کرنے پر ابھارے۔

میں نے کہا کہ اگر اس نے یہ نہ کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو تکلیف نہ دے یہ بھی نیکی ہے۔"

○ ضرورت کے وقت دوسروں کے کام آؤ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ،

مَنْ كَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کے وقت اس کے کام آئے گا' اللہ اس کی ضرورت کے وقت مدد کرے گا۔"

تشریح: ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ "اللہ نے اپنے کچھ بندے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر پیدا کئے ہیں۔ لوگ اپنی ضروریات ان تک پہنچاتے ہیں اور وہ پوری کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے غصہ اور عذاب سے محفوظ رہیں گے۔"

○ اللہ کے لئے کیا جانے والا نیک کام ہی مقبول ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ،

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِیَ غَيْرِیْ فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ،

هُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَ لَهٗ۔ (مسلم، ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں دوسرے شرکاء کے مقابلہ میں شرک سے زیادہ بے نیاز

ہوں۔

جس شخص نے کوئی نیک کام کیا اور اس میں میرے ساتھ اس نے کسی اور کو بھی شریک کیا تو میرا اس کے عمل سے کوئی تعلق نہیں، میں اس کے عمل سے بیزار ہوں۔

وہ عمل تو اس دوسرے کا حصہ ہے جس کو میرے ساتھ اس نے شریک کیا۔"

تشریح: اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ نیکی کا جو کام بھی ہو، چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے ہو، چاہے وہ نماز ہو یا خدا کے بندوں کی خدمت، اگر اس کا محرک نام و نمود اور شہرت حاصل کرنا ہو یا کسی گروہ یا فرد سے شاباشی لینا ہو تو اللہ کے یہاں اس کی حیثیت محض صفر کی ہوگی اور اگر اللہ کی خوشنودی بھی اس کا محرک ہے اور لوگوں کی شاباشی لینی بھی مقصود ہے تو وہ عمل بے کار ہو کر رہ جائے گا اور اگر ابتداء میں تو خدا کی خوشنودی نے عمل پر ابھارا مگر بعد میں دوسروں کی خوشنودی نے اس کی جگہ لے لی تو یہ عمل بھی بے کار جائے گا۔

○ اسماء الحسنٰی کو یاد رکھنے والا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا، مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ کے ننانوے نام ہیں، سو سے ایک کم جو ان کو یاد رکھے گا جنت میں داخل ہو گا۔"

تشریح: "یاد رکھنے" کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ان کے معنی و مفہوم کو جانے اور ان کے جو تقاضے اور مطالبے ہیں انہیں پورا کرے، دوسرے الفاظ میں آدمی ان صفات کو

اپنے اندر جذب کرے اور اپنی پوری زندگی میں ان کے تقاضوں پر عمل کرے۔ چند اسماء الہی کا ذکر اختصار کے ساتھ ذیل میں کیا جاتا ہے:

اللہ یہ اس ذات کا نام ہے جس نے ساری کائنات کو وجود بخشا ہے۔ یہ لفظ غیر خدا کے لئے کبھی نہیں بولا گیا' یہ جس مادہ سے بنا ہے' اس کے دو معنی ہیں محبت سے کسی کی طرف لپکنا' بڑھنا اور خطرات سے بچنے کے لئے کسی کی طرف بھاگنا اور اس کی پناہ میں اپنے آپ کو دینا۔ پس اللہ ہمارا الٰہ ہے۔

○ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لِرَجُلٍ وَّھُوَ یَعِظُہٗ،

اِغْتَنِمْ خَمْسًا،

شَبَابَکَ قَبْلَ ھَرَمِکَ،

وَصِحَّتَکَ قَبْلَ سُقْمِکَ،

وَغِنَاکَ قَبْلَ فَقْرِکَ،

وَفَرَاغَکَ قَبْلَ شُغْلِکَ،

وَحَیَاتَکَ قَبْلَ مَوْتِکَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بات فرمائی:

"تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔

اپنی جوانی کو انتہائی بڑھاپا آنے سے پہلے'

اور اپنی صحت کو بیماری سے پہلے'

اور اپنی خوشحالی کو اپنی محتاجی سے پہلے '
اور اپنی فراغت کو مشغولیت سے پہلے '
اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔۔"

تشریح: یعنی جوانی میں خوب عمل کرلو کیونکہ سخت بڑھاپے کی حالت میں باوجود خواہش کے کچھ نہیں کر سکو گے اور اپنی تندرستی کو آخرت کی تیاری میں لگاؤ۔۔ ہو سکتا ہے کہ بیمار پڑ جاؤ اور کچھ نہ کر سکو اور جب اللہ خوشحالی دے تو اس سے آخرت کا کام لو' ہو سکتا ہے کہ تم غریب ہو جاؤ اور پھر خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا موقعہ ہی نہ رہے — غرض یہ کہ اس پوری زندگی کو خدا کے کام میں لگاؤ ورنہ موت آکر عمل کے سارے امکانات کو ختم کر دے گی۔۔

○ موت کو بہت زیادہ یاد کرو:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ،
خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوۃٍ فَرَأَ النَّاسَ کَاَنَّھُمْ یَکْتَشِرُوْنَ قَالَ،
اَمَا اِنَّکُمْ لَوْ اَکْثَرْتُمْ ذِکْرَھَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَکُمْ عَمَّا اَرٰی، اَلْمَوْتِ،
فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ،
فَاِنَّہٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ،
فَیَقُوْلُ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَۃِ وَاَنَا بَیْتُ التُّرَابِ،
وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ،
وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَہُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَھْلًا،
اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذْ وُلِّیْتُکَ الْیَوْمَ،

وَصِرْتَ اِلَیَّ، فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ،

قَالَ فَیَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَیُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَی الْجَنَّةِ،

وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْکَافِرُ. قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَهْلًا،

اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ اِلَیَّ، فَاِذْ وُلِّیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ،

قَالَ فَیَلْتَئِمُ عَلَیْهِ حَتّٰی تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ، قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ،

قَالَ وَیُقَیَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّیْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ، مَا اَنْبَتَتْ شَیْئًا مَّا بَقِیَتِ الدُّنْیَا فَیَنْهَسْنَهٗ وَیَخْدِشْنَهٗ حَتّٰی یُفْضٰی بِهٖ اِلَی الْحِسَابِ، قَالَ،

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ:

ایک دن حضور ﷺ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے' آپ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی موت کو زیادہ یاد کرتے تو وہ ہنسنے سے روک دیتی۔

موت کو بہت زیادہ یاد کرو جو تمام لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی ہے

اور قبر ہر دن یہ کہتی ہے کہ میں مسافرت کا گھر ہوں، میں تنہائی کی کوٹھڑی ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

اور جب کوئی مومن بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال کرتی ہے۔

کہتی ہے کہ تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب آدمی تھا تو جب آج تو میری ذمہ داری میں دے دیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو تو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اس مومن بندہ کے لئے تاحد نگاہ وہ قبر وسیع و کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور جب کوئی بدکار یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال نہیں کرتی۔

کہتی ہے تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ آدمی تھا۔ اب جب کہ تجھے میرے حوالہ کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کتنا برا سلوک کرتی ہوں'

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر قبر اس کے لئے بھینچے گی اور تنگ ہو گی' یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔ یہ فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کیا۔ اس کے بعد فرمایا:

اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیئے جائیں گے جن میں سے ہر ایک اتنا زہریلا ہو گا کہ زمین پر اگر وہ پھونک مارے تو اس کے زہر کے اثر سے ہمیشہ کے لئے زمین کچھ بھی پیدا کرنے کے قابل نہ رہ جائے گی۔ پھر یہ سب اژدھے اس کو ڈسیں گے اور نوچیں گے۔ ایسا ہی اس کے ساتھ ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ حساب کا دن آجائے گا اور وہ خدا کی عدالت میں حساب دینے کے لئے پیش ہو جائے گا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر آدمی کے لئے جنت کے باغوں میں

سے ایک باغ بنتا ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔"

تشریح: جب کوئی شخص اپنی حد تک دنیا میں برائیوں سے لڑتا اور آخرت کی تیاری کرتا ہوا مرتا ہے تو اس بیچ والی زندگی میں جسے قبر کہا جاتا ہے اس کے ساتھ اللہ مہربانی کا برتاؤ کرتا ہے اور وہ خوشی و مسرت محسوس کرتا ہے اور جو شخص زندگی بھر برے کام کرتا رہا اور بغیر توبہ مر گیا تو اس کے ساتھ کچھ اس طرح کا معاملہ ہوگا جیسا کہ عدالت میں پیش ہونے سے پہلے حوالات میں ہوتا ہے۔ حدیث کے آخری ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اگر چاہے تو اپنے عمل سے قبر والی زندگی کو آرام و راحت کی زندگی بنائے یا پھر بدکاری کی حالت میں یہ زندگی گزارے اور پھر قبر کے عذاب سے دوچار کرے۔

○ قبروں کی زیارت کیا کرو:

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔ (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں نے پہلے تم کو قبرستان میں جانے سے روک دیا تھا (تاکہ توحید کا عقیدہ پوری طرح دل میں جم جائے) سو اب تم جاؤ۔"

تشریح: مسلم کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ "اب اگر چاہو تو جاؤ کیونکہ قبریں آخرت کی یاد تازہ کرتی ہیں۔"

○ اپنے آپ کو عیش کوشی سے بچاؤ:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَى الْيَمَنِ ا

لمبی زندگی پاکر بھی نیک نہ بننے والا:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

اَعْذَرَ اللّٰہُ اِلٰی امْرِیٍٔ اَخَّرَ اَجَلَہٗ حَتّٰی بَلَّغَہٗ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔ (بخاری۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ آدمی جس کو اللہ نے لمبی زندگی دی یہاں تک کہ وہ ساٹھ برس کی عمر کو پہنچ گیا (اور پھر بھی وہ نیک نہ بن سکا) تو اللہ کے یہاں اس شخص کے پاس کچھ کہنے کو باقی نہیں رہے گا۔"

اللہ سے پوری طرح شرماؤ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ،

قُلْنَا اِنَّا نَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ،

قَالَ لَیْسَ ذٰلِکَ،

وَلٰکِنِ الْاِسْتِحْیَاءُ مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّاْسَ

وَمَا وَعٰی،

وَالْبَطْنَ وَمَا حَوٰی،

وَتَذْکُرَ الْمَوْتَ وَالْبِلٰی۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ تَرَکَ زِیْنَۃَ الدُّنْیَا وَاٰثَرَ الْاٰخِرَۃَ عَلَی الْاُوْلٰی۔

فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَدِ اسْتَحْیَا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ۔ (ترمذی)

○ لمبی زندگی پا کر بھی نیک نہ بننے والا:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَى امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ (بخاری۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ آدمی جس کو اللہ نے لمبی زندگی دی یہاں تک کہ وہ ساٹھ برس کی عمر کو پہنچ گیا (اور پھر بھی وہ نیک نہ بن سکا) تو اللہ کے یہاں اس شخص کے پاس کچھ کہنے کو باقی نہیں رہے گا۔"

○ اللہ سے پوری طرح شرماؤ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ،

قُلْنَا اِنَّا نَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ،

قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ،

وَلٰكِنِ الْاِسْتِحْيَاءُ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰى،

وَالْبَطْنَ وَمَا حَوٰى،

وَتَذْكُرَ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى.

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا وَ اٰثَرَ الْاٰخِرَةَ عَلَى الْاُوْلٰى،

فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

"اللہ سے پوری طرح شرماؤ۔"

ہم نے کہا۔ "اے اللہ کے رسول! خدا کا شکر ہے کہ ہم اللہ سے شرماتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ سے شرمانے کا اتنا ہی مطلب نہیں ہے بلکہ اللہ سے پوری طرح شرمانے کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے سر اور سر میں آنے والے خیالات کی نگرانی کرتا رہے اور پیٹ کے اندر جانے والی غذا کی دیکھ بھال کرتا رہے۔

اور موت کے نتیجہ میں سڑ گل جانے اور فنا ہو جانے کو یاد رکھے۔

(اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اور جو شخص آخرت کا طالب ہوتا ہے وہ دنیا کی زینت و آرائش کو ترک کر دیتا ہے اور ہر موقعہ پر آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے۔

پس جو شخص یہ سب کرتا ہے وہی درحقیقت اللہ سے ٹھیک ٹھیک شرماتا ہے۔"

○ ہر نماز آخری نماز سمجھ کر پڑھو:

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ،

عِظْنِیْ وَاَوْجِزْ،

فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِیْ صَلٰوتِکَ فَصَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ،

وَلَا تُکَلِّمْ بِکَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْہُ غَدًا،

وَاَجْمِعِ الْیَاْسَ مِمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا۔

"اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے نہایت مختصر اور جامع نصیحت فرما دیجئے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو اس شخص

کی طرح نماز پڑھو جو دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہے۔

اور اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت میں اس کا حساب ہو تو تمہارے پاس کچھ کہنے کے لئے نہ رہ جائے۔

اور لوگوں کے پاس جو کچھ مال و اسباب ہے' اس سے تم بالکل بے نیاز ہو جاؤ۔"

تشریح: یعنی جو شخص اس دنیا سے جا رہا ہو اور اسے یقین ہو گیا ہو کہ اب میں زندہ نہیں رہ سکتا تو ایسا شخص نہایت خشوع سے نماز پڑھے گا۔ اس کا دل پوری طرح سے خدا کی طرف متوجہ ہو گا اور نماز پڑھتے ہوئے دنیا کی وادیوں میں اس کا دل بھٹکتا نہیں پھرے گا۔

وہ بات جو آدمی زبان سے نکالتا ہے اگر وہ خلاف حق ہے اور آدمی نے اپنی اس دنیا کی زندگی میں اس سے معافی نہیں مانگی ہے تو ظاہر ہے کہ حساب کے وقت اس کے پاس کچھ کہنے اور معذرت کرنے کے لئے کیا باقی رہ جائے گا اور آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے مال و اسباب اور دولت کی فراوانی پر رشک نہ کرو' کیونکہ یہ فانی ہے۔ جب تک دنیا سے آدمی کے اندر بے نیازی نہیں پیدا ہوتی' آخرت کی بلندیوں تک اس کی نگاہ نہیں جا سکتی۔

○ قیامت کے دن پانچ باتوں کا حساب ہو گا:

عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ،

عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ،

وَعَنْ عِلْمِہٖ فِیْمَا فَعَلَ،

وَعَنْ مَّالِہٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ،

وَعَنْ جِسْمِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ۔ (ترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"قیامت کے دن اللہ کی عدالت سے آدمی نہیں ہٹ سکتا جب تک اس سے پانچ باتوں کے بارہ میں حساب نہیں لے لیا جاتا۔

اس سے پوچھا جائے گا کہ عمر کن مشاغل میں گزاری؟

دین کا علم حاصل کیا تو اس پر کہاں تک عمل کیا؟

مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

جسم کو کس کام میں گھلایا؟"

○ بخیریت منزل پر پہنچنے کی شرط:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،

مَنْ خَافَ اَدْلَجَ،

وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ،

اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ غَالِیَةٌ،

اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ الْجَنَّةُ۔ (ترمذی۔ ابوہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس مسافر کو ڈر ہو کہ وہ راستہ میں رہ جائے گا اور وقت پر منزل پر نہ پہنچ سکے گا وہ رات کو سوتا نہیں بلکہ اپنا سفر رات کے آغاز میں ہی شروع کر دیتا ہے'

اور جو ایسا کرتا ہے وہ بخیریت وقت پر منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

سن لو! اللہ کا مال بھاری قیمت میں ملے گا'

سن لو! اللہ کا مال جنت ہے۔"

○ قیامت کے دن قرآن کی طرف سے شفاعت:

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رض قَالَ،
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ،
يُؤْتٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا،
تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں کہ:
میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا:
"قیامت کے دن قرآن اور قرآن کو ماننے والے جو اس پر عمل کرتے تھے خدا کی جناب میں لائے جائیں گے۔
اور سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پورے قرآن کی نمائندگی کرتی ہوئی اپنے عمل کرنے والے کے لئے اللہ سے سفارش کریں گی یہ شخص آپ کی رحمت و مغفرت کا مستحق ہے لہٰذا اس کو رحمت سے نوازا جائے۔"

○ قرآن کے آداب کیا کیا ہیں؟

عَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ ــــ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ،
وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ،
وَاَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ،
وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ فَاِنَّ لَهٗ ثَوَابًا۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اے قرآن کے ماننے والو! قرآن کو تکیہ نہ بنانا۔

اور رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرنا۔

اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دینا اور اس کے الفاظ کو صحیح طریقہ سے پڑھنا اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرنا تاکہ تم کامیاب ہو۔

اور اس کے ذریعہ دنیاوی نتیجہ کی خواہش نہ کرنا بلکہ خدا کی خوشنودی کے لئے اس کو پڑھنا۔"

تشریح: قرآن کو تکیہ بنانا سے مراد اس سے غافل ہونا ہے اور آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا علم حاصل کر کے اس کو دنیاوی جاہ و مرتبہ اور مال و دولت حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بنانا جیسا کہ ایک حدیث میں خبر دی گئی ہے کہ کچھ لوگ قرآن کا علم حاصل کر کے اسے دنیا کی دولت کے حصول کے لئے زینہ بنائیں گے۔

○ تلاوت قرآن سے نور الٰہی کا حصول:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، فَقُلْتُ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ،

قَالَ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ اَزْیَنُ لِاَمْرِکَ کُلِّہٖ،

قُلْتُ زِدْنِیْ،

قَالَ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ،

فَاِنَّہٗ ذِکْرٌ لَّکَ فِی السَّمَاءِ وَ نُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا۔

"کچھ وصیت فرمائیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، یہ چیز تمہارے پورے دین اور تمام معاملات کو ٹھیک حالت میں رکھنے والی ہے"

میں نے کہا۔ "کچھ اور فرمائیں۔"

آپ ﷺ نے کہا "اپنے آپ کو قرآن کی تلاوت اور ذکر کا پابند بنالو تو خدا تمہیں آسمان پر یاد کرے گا اور زندگی کی تاریکیوں میں یہ دونوں چیزیں تمہارے لئے روشنی کا کام دیں گی۔"

تشریح: "اللہ یاد کرے گا۔" کا مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں نہیں بھولے گا، تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ اللہ کی یاد اور قرآن کی تلاوت سے مومن کو روشنی ملتی ہے اور زندگی کی تاریکیوں میں مومن صحیح راہ پالیتا ہے۔

○ دل کا زنگ کیسے دور ہوتا ہے؟

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ:

اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَاُ كَمَا يَصْدَاُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاؤُهَا؟

قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ۔ (مشکوٰۃ ابن عمرؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا:

"دل کو بھی زنگ لگتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی سے زنگ لگتا ہے۔"

پوچھا گیا کہ "دلوں کے زنگ کو دور کرنے والی کیا چیز ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "دلوں کا زنگ اس طرح دور ہوتا ہے کہ آدمی موت کو بہت یاد کرے اور دوسرے یہ کہ قرآن کی تلاوت کرے۔"

تشریح: موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی یہ سوچے کہ زندگی کی مہلت بس ایک ہی مہلت ہے۔ دوبارہ عمل کرنے کے لئے مہلت نہ ملے گی اور تلاوت کے معنی قرآن کے الفاظ کو صحیح طریقہ سے پڑھنا اور اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔ قرآن مجید اور احادیث میں جہاں بھی اس لفظ کا پورا مفہوم بیان ہوا ہے یہی بیان ہوا ہے

○ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے والا:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،
یَقُوْلُ اللّٰہُ، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا،
وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا،
وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں'

اور جو میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں'

اور جو میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔"

تشریح: یعنی جو شخص اپنے ارادہ و اختیار سے خدا کی راہ پر چلنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو خدا کا اس کے ساتھ معاملہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے اس سفر کو آسان کر دیتا ہے۔ بندہ اس کی طرف لپکتا ہے تو چونکہ اس کے اندر کمزوری ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر شفقت کرتا

ہے اور بڑھ کر اس کو اپنے سے قریب کرلیتا ہے جیسے کہ بچہ اپنے باپ کی طرف لپکتا ہے لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے نہیں پہنچ جاتا تو باپ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے اور اسے گود میں اٹھالیتا ہے اور اپنے سینہ سے چمٹالیتا ہے۔

○ قرب الٰہی حاصل کرنے والے کا مقام:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،
وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْئٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ،
وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ،
وَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ
وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا۔ (بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ اپنے جن اعمال سے میرا قرب حاصل کرتا ہے' ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھ کو وہ اعمال ہیں جن کو میں نے اس کے اوپر فرض کیا ہے'

اور میرا بندہ برابر نفلوں کے ذریعہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے'

اور جب میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔"

تشریح: جو شخص اللہ سے قربت اور نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے خدا کے فرض کئے ہوئے احکام پر عمل کرنے کی فکر کرتا ہے۔ پھر اتنے ہی پر بس نہیں کرتا بلکہ بطور خود اللہ کی محبت کے غلبہ کی وجہ سے نفل نمازوں اور نفلی روزوں اور نفل صدقہ اور

دوسرے نیکی کے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے جسم و جان کی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو اللہ اپنی حفاظت و نگرانی میں لے لیتا ہے' اب اس کی آنکھ' کان' ہاتھ اور پاؤں اور اس کی ساری قوتیں اللہ کی خوشنودی میں لگ جاتی ہیں اور شیطان اس کی قوتوں کا کوئی حصہ نہیں پاتا۔

○ تہجد کی ترغیب:

عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَیْقَظَ لَیْلَةً فَقَالَ،
سُبْحَانَ اللّٰہِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّیْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ،
مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ،
مَنْ یُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ،
یَارُبَّ کَاسِیَةٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَةٌ فِی الْاٰخِرَةِ۔ (بخاری)

ترجمہ: ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی ﷺ سو کر اٹھے اور فرمایا:
"پاک ہے اللہ کی ذات' یہ رات کس قدر فتنوں سے بھری ہوئی ہے جن سے بچنے کی فکر کرنا چاہئے'
اور یہ رات اپنے اندر کتنے خزانے رکھتی ہے (یعنی رحمت کے خزانے) جن کو سمیٹنا چاہئے۔۔۔
ان پردہ میں رہنے والیوں کو کون جگائے؟
بہت سے لوگ ہیں جن کا عیب اس دنیا میں چھپا ہوا ہے آخرت میں ان کا پردہ ہٹ جائے گا۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں کو تہجد کے لئے اٹھنے پر

ابھارتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ خدا کی رحمت کا خزانہ سمیٹنے کی فکر کرو۔ دنیا میں تم نبی کی بیوی کہلاتی ہو اور تمہیں اس پہلو سے بلند مقام حاصل ہے لیکن عمل نہ کرو گی تو خدا کے یہاں یہ کچھ کام نہیں آئے گا۔ کام اگر آئے گا تو تمہارا عمل کام آئے گا نبی کی بیوی ہونا وہاں کام نہ آئے گا۔

○ تم دونوں تہجد نہیں پڑھتے؟

عَنْ عَلِيٍّ ،

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا فَقَالَ اَلَا تُصَلِّيَانِ ؟ (بخاری مسلم)

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ

"نبی ﷺ ایک رات میں تہجد کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھ سے اور فاطمہؓ سے کہا 'کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟"

○ تم فلاں کی طرح نہ ہو جانا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ، قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ
قِيَامَ اللَّيْلِ - (بخاری مسلم)

ترجمہ: عبداللہ (عمرو بن العاصؓ کے بیٹے) کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عبداللہ تم فلاں کی طرح نہ ہو جاؤ جو تہجد کے لئے اٹھتا تھا پھر اس نے اٹھنا چھوڑ دیا۔"

○ عمل پابندی سے کرنا چاہئے:

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ.
اَیُّ الْعَمَلِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ.
قَالَتْ اَلدَّائِمُ.
قُلْتُ فَاَیَّ حِیْنٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ؟
قَالَتْ کَانَ یَقُوْمُ حِیْنَ سَمِعَ الصَّارِخَ۔ (بخاری مسلم)

ترجمہ: مسروقؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ:
"حضور ﷺ کو کس طرح کا عمل زیادہ پسند تھا؟"
انہوں نے جواب دیا۔ "وہ کام جس کو پابندی سے کیا جائے، آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا"
میں نے پوچھا۔ "حضور ﷺ رات میں کس وقت (تہجد کے لئے) اٹھتے تھے؟"
حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ "آپ ﷺ اس وقت اٹھتے جس وقت مرغ آواز دیتا ہے۔ (یعنی آخر شب میں۔)"

○ تہجد کا وقت نزول رحمت کا وقت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،
یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی
ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ فَیَقُوْلُ،
مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ،
مَنْ یَّسْئَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ،

مَنۡ يَّسۡتَغۡفِرُنِيۡ فَاَغۡفِرَ لَهٗ۔ (بخاری، مسلم۔ ابو ہریرہؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نظر آنے والے آسمان پر آتا ہے اور بندوں کو بلاتا ہے' کہتا ہے کہ'

کون مجھے پکارتا ہے کہ اس کی مدد کو دوڑوں'

کون مجھ سے مانگتا ہے کہ اسے دوں'

کون مجھ سے معافی مانگتا ہے کہ اسے معاف کر دوں۔"

○ تین افضل دینار:

عَنۡ ثَوۡبَانَ قَالَ، قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ

اَفۡضَلُ دِيۡنَارٍ يُنۡفِقُهٗ عَلٰى عِيَالِهٖ،

وَدِيۡنَارٌ عَلٰى دَابَّتِهٖ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

وَدِيۡنَارٌ يُنۡفِقُهٗ عَلٰى اَصۡحَابِهٖ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ۔ (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہ دینار افضل ہے جسے آدمی اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے'

اور وہ دینار افضل ہے جسے آدمی خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سواری خریدنے میں خرچ کرتا ہے'

اور وہ دینار افضل ہے جسے آدمی اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے ان ساتھیوں پر جو خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔"

○ سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا
فَقَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنٰی.
وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ
قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ (بخاری مسلم)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ:
"کون سا صدقہ اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ صدقہ سب سے افضل ہے جو تو اس زمانہ میں کرے جبکہ تو صحیح و تندرست ہے اور تجھے محتاجی کا بھی ڈر ہے اور یہ بھی توقع ہے کہ تجھے مزید مال مل سکتا ہے' ایسے زمانہ میں صدقہ کرنا سب سے افضل ہے
اور تو ایسا نہ کر کہ جب تیری جان حلق میں آجائے اور مرنے لگے تب تو صدقہ کرے اور یوں کہے کہ اتنا فلاں کا ہے اتنا فلاں کا ہے (اب تیرے کہنے کا کیا فائدہ؟ اب تو وہ فلاں کا ہو ہی چکا۔)"

○ ان کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ.
مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا.
اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا. وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا
تَلَفًا۔ (بخاری مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ اللہ کی طرف سے دو فرشتے اترتے ہیں جن میں سے ایک خرچ کرنے والے بندہ کے لئے دعا کرتا ہے' کہتا ہے کہ

اے اللہ! تو خرچ کرنے والے کو اچھا عوض دے'

اور دوسرا فرشتہ تنگ دل بخیلوں کے حق میں بددعا کرتا ہے' کہتا ہے کہ

اے اللہ! بخل کرنے والے کو تباہی و بربادی دے۔"

○ زائد از ضرورت مال خرچ کرو:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

یَابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ،

وَاِنْ تُمْسِکْہُ شَرٌّ لَّکَ،

وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ،

وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (ترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے آدم کے بیٹے! اگر تو اپنے زائد از ضرورت مال کو خدا کے محتاج بندوں اور دین کے کاموں پر لگائے تو یہ تیرے حق میں بہتر ہو گا'

اور اگر تو ضرورت سے زائد مال کو اہل ضرورت پر خرچ نہیں کرے گا تو آخر کار یہ تیرے حق میں برا ہو گا۔

اور اگر تیرے پاس زائد از ضرورت مال نہیں ہے بلکہ اتنا ہی مال ہے جو تیری بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہے تو اگر تو اس میں سے خرچ نہ کرے تو خرچ نہ کرنے پر

اللہ تجھے ملامت نہیں کرے گا۔

اور اپنا صدقہ ان لوگوں سے شروع کرو جن کی تم کفالت کرتے ہو۔"

○ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا صلہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

قَالَ اللهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْكَ۔ (مسلم، بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"تو میرے محتاج بندوں پر اور دین کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے خرچ کرے گا تو میں تجھ پر خرچ کروں گا۔"

تشریح: "تجھ پر خرچ کروں گا" کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جو کچھ اپنی کمائی میں سے خدا کے محتاج بندوں کی ضروریات کے سلسلہ میں خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ پیسہ ضائع نہیں جائے گا بلکہ وہ اس کا بدلہ آخرت میں بھی پائے گا اور یہاں بھی۔ دنیا میں اس کے مال میں برکت ہوگی اور آخرت میں جو کچھ اسے ملے گا اس کا اندازہ یہاں نہیں کیا جا سکتا۔

○ مال دار کنجوسوں کی ہلاکت:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ

ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ،

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ

فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ هُمْ؟

قَالَ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا

اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا:

"وہ لوگ تباہ و برباد ہوگئے۔"

میں نے کہا۔ "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، کون لوگ تباہ و برباد ہو گئے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "وہ تباہ و برباد ہو گئے جو مال دار ہونے کے باوجود خرچ نہیں کرتے، کامیاب صرف وہی ہوگا جو اپنی دولت لٹائے، سامنے والوں کو دے، پیچھے والوں کو دے اور بائیں جانب والوں کو دے اور ایسے مال دار خرچ کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں۔"

○ جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ بِیْ اِذَا ذَكَرَنِیْ تَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ ۔

(بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں جب اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں تو اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

تشریح: "اس کے ساتھ ہوتا ہوں" سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنی

حفاظت و نگرانی میں لے لیتا ہے اور برائی و نافرمانی سے اس کو بچاتا ہے۔ نیز یہ حدیث بتاتی ہے کہ اللہ کی یاد قلب کی توجہ کے ساتھ زبان سے ہونی چاہئے۔

○ اللہ کی یاد زندگی ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،
مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔
(بخاری، مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جس کے اندر زندگی پائی جاتی ہے۔
اور اس شخص کی مثال جو اللہ کو یاد نہیں رکھتا ایسی ہے جیسے کہ کوئی میت۔"

تشریح: اللہ کی یاد دل کو زندگی بخشتی ہے اور اس سے غفلت انسان کے دل پر موت طاری کر دیتی ہے۔ اس انسانی ڈھانچہ کی زندگی کھانے پر منحصر ہے۔ اگر کھانا نہ ملے تو یہ ڈھانچہ مر جاتا ہے اور اس ڈھانچہ کے اندر جو روح ہے اس کی غذا اللہ کی یاد ہے۔ اگر اسے یہ غذا نہ ملے تو اس پر موت طاری ہو جاتی ہے، چاہے اس کا ظاہری خول (جسم) کتنا ہی طاقتور ہو۔

○ خدا کو یاد کرنے کا طریقہ:

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ کَلَامًا اَقُوْلُہٗ،

فقال قل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ. اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ.

فَقَالَ هٰؤُلَاءِ لِرَبِّیْ فَمَا لِیْ؟

فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ (مسلم)

ترجمہ: سعد ابن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی عرب حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا۔

"مجھے ایک ایسی عبادت سکھا دیجئے جس سے میں اپنے خدا کو یاد کروں۔"

تو آپ ﷺ نے فرمایا' یہ کہو:

لا الٰہ الخ۔۔۔ یعنی اس کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جس سے محبت کی جائے اور جس کی اطاعت و عبادت کی جائے' وہ اکیلا ہے' الوہیت میں' اس کا کوئی شریک نہیں' اللہ سب سے بڑا ہے اور اسی کے لئے شکر و تعریف ہے' اللہ ہر نقص و عیب سے پاک ہے' لوگوں کا پالنے والا اور آقا ہے' بندہ کے پاس کوئی تدبیر اور کوئی قوت نہیں ہے' تدبیر و قوت بندہ کو صرف اللہ کے سہارے ملتی ہے جو مکمل اقتدار کا مالک اور علم اور انصاف کے ساتھ اقتدار کو استعمال کرنے والا ہے۔"

اس شخص نے کہا۔ "یہ تو اللہ کے لئے ہوا میرے لئے کیا ہے' میں کیا لوں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا' تم کہو۔ "اللھم آخر تک۔۔۔۔

جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اے اللہ تو میرے گناہ معاف کر دے' مجھ پر رحم کر' مجھے سیدھے رستہ پر چلا اور مجھے روزی دے۔۔"

○ سید الاستغفار:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے عمدہ استغفار کی دعا یہ ہے کہ تم کہو اللھم (آخر تک) ترجمہ یہ ہے:

"اے اللہ تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا کیا' میں تیرا بندہ ہوں' میں نے تجھ سے بندگی اور اطاعت کا جو قول و قرار کیا ہے اس پر اپنے امکان بھر قائم رہوں گا۔ جو گناہ میں نے کئے ہیں ان کے برے نتائج سے بچنے کے لئے تیری پناہ کا طلب گار ہوں' تو نے مجھ پر جتنے احسانات کئے ہیں ان کا مجھے اقرار ہے اور میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے گناہ کئے ہیں' پس اے میرے رب! میرے جرم کو معاف کردے' تیرے سوا میرے گناہوں کو اور کون معاف کرنے والا ہے۔"

○ سونے کا طریقہ اور دعا:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ .... ثُمَّ يَقُوْلُ،

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ

(بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ (حضور ﷺ جب رات میں بستر پر سونے

کے لئے جاتے تو دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے) فرماتے:

"اے میرے رب! تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے سہارے یہ اٹھے گا' اگر تو (اسی رات سونے میں) میری جان قبض کرلے تو اس پر رحم کیجیو اور اگر زندگی کی مہلت دے تو میری حفاظت کیجیو' اس طریقہ سے جس طریقہ پر تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

○ پریشان اور غم زدہ آدمی کی دعا:

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

دَعْوَةُ الْمَكْرُوْبِ،

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَ

اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پریشان اور غم زدہ آدمی یہ دعا کرے اللہم (آخر تک) ترجمہ یہ ہے:

اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں' تو مجھے پل بھر کے لئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر (اپنی نگرانی میں رکھ) اور میرے جملہ احوال و معاملات کو درست کردے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

تشریح: جب تک کوئی بندہ اللہ کی حفاظت و نگرانی میں رہتا ہے' نفس کا اس پر قابو نہیں چلتا اور وہ اس سے گناہ کا کام نہیں کراپاتا' لیکن جونہی اللہ کی حفاظت سے بندہ اپنے آپ کو محروم کرلیتا ہے' نفس اس کو تباہی کی راہ پر ڈال دیتا ہے' اسی لئے مومن دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ کرو ورنہ میں تباہ ہو جاؤں گا اور میری پوری زندگی کو صالح بنادے' درست کردے۔

○ اے اللہ میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ،

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَ

ضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ - (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا فرماتے اللّٰھم (آخر تک)

"اے میرے اللہ! میں تیری پناہ میں اپنے آپ کو دیتا ہوں پریشانی سے، غم سے، درماندگی سے، سستی و کاہلی سے، قرضہ کے بوجھ سے اور آدمیوں کے غلبہ پانے سے۔"

تشریح: خدا کی پناہ میں اپنے آپ کو دینے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو اپنی کمزوری و بے بسی کا احساس ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں کمزور ہوں، اس لئے وہ اپنے طاقتور آقا کی پناہ چاہتا ہے تاکہ وہ اسے ان خرابیوں سے بچائے۔

آنے والی مصیبت سے جو پریشانی اور مصیبت لاحق ہوتی ہے اسے ہم کہتے ہیں اور حزن دکھ کو کہتے ہیں جو مصیبت کے آنے کے بعد لاحق ہوتی ہے۔ "عجز" کے معنی ہیں کسی کام کو نہ کر سکنا اور "کسل" بے وقوفی اور بے تدبیری کے معنی میں بولا جاتا ہے یعنی یہ کہ آدمی سوچتا ہے کہ یہ تو آسان کام ہے، رات میں کر لیں گے لیکن رات گزر جاتی ہے اور وہ نہیں کر سکا تو کہتا ہے اچھا خیر کل ہو جائے گا۔ اس طرح کام کا اصل موقعہ کھو دیتا ہے۔ اس دعا کا حاصل یہ ہے کہ مومن اپنے رب سے کہتا ہے کہ اے اللہ! میری حفاظت و نگرانی کر، آنے والے خطرات کی وجہ سے میرا دل پریشان نہ ہو اور جب مصبت آجائے تو مجھے صبر دے جو چیز کھو جائے اس پر رنج نہ کروں اور تیری راہ پر چلنے میں کاہلی اور سہل انگاری میرے پاس نہ پھٹکے اور مجھ پر لوگوں کا اتنا قرض نہ چڑھ جائے کہ میں اسے ادا نہ کر سکوں اور فکر میں گھلتا رہوں اور برے لوگوں کو مجھ پر مسلط نہ کر۔

○ اے اللہ میرا نفس تیری نافرمانی نہ کرے:

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا۔ (مسلم، زید بن ارقم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے:

اللھم (آخر تک) ترجمہ یہ ہے:

اے میرے اللہ تو میرے نفس کو ایسا کر دے کہ وہ تیری نافرمانی سے بچے اور تیری سزا سے ڈرے اور اسے بری صفات سے پاک کر' تو اس کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے' تو اس کا سرپرست اور آقا ہے۔

اے میرے اللہ' میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو مجھے نفع نہ دے اور اس دل سے جو تیرے سامنے پست نہ ہو اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔"

تشریح: نفع دینے والا علم وہ علم ہے جو دنیا میں آدمی کو تقویٰ سکھاتا' عمل پر ابھارتا اور خدا کی رحمت کا مستحق بناتا ہے۔"

نفس کے آسودہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو دنیا کا سروسامان جتنا بھی ملے نفس اس پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کی بھوک برابر بڑھتی ہی جاتی ہے اور دعا قبول نہ ہونے کے بہت سے اسباب ہیں جن میں سے ایک سبب یہ ہے کہ آدمی کی کمائی حرام ہو۔

○ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں:

كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ

وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ۔ (مسلم، عبداللہ بن عمرؓ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے اللھم (آخر تک) ترجمہ یہ ہے:
اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ جو نعمت تو نے بخشی ہے (میری بداعمالیوں کی وجہ سے) چھن جائے اور جو عافیت مجھے حاصل ہے اس سے میں محروم ہو جاؤں اور یہ کہ تیرا عذاب نازل ہو اور یہ کہ تو مجھ سے ناراض ہو، میں ان باتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

○ نماز اور خطبہ میں اعتدال ہونا چاہئے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا۔ (مسلم)

ترجمہ: "حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، آپ ﷺ کی نماز بھی معتدل ہوتی تھی اور خطبہ بھی معتدل ہوتا تھا نہ بہت طول، نہ بہت اختصار۔"

○ امامت میں مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہئے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

إِنِّي لَأَقُوْمُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَأُرِيْدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيْهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ

فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّهٖ۔ (بخاری۔ ابو قتادہؓ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"میں نماز کے لئے آتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ لمبی نماز پڑھاؤں، پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز کان میں پڑتی ہے تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ نماز لمبی کر کے بچہ کی ماں کو زحمت میں مبتلا کروں۔"

تشریح: حضور ﷺ کے عہد مبارک میں عورتیں بھی مسجد میں آتیں اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھتی تھیں، ان میں بچہ والی مائیں بھی ہوتیں، اس حدیث میں ان ہی بچوں اور عورتوں کے بارے میں ارشاد ہوا۔ اس میں ان اماموں کے لئے سبق ہے جو مقتدیوں کے حالات سے بے خبر ہو کر طویل قرات فرماتے ہیں۔

○ استطاعت کے مطابق کام کرنے کا حکم دینا:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ،

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا اَمَرَهُمْ اَمَرَهُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا يُطِيْقُوْنَ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ایسے کام کرنے کا حکم دیتے تھے جسے وہ کر سکتے، جو ان کے بس میں ہوتا۔"

○ نماز کے آداب کی تعلیم:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ،

بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ

يرحمك الله فرماني القوم بأبصارهم،

فقلت: واثكل أمياه ما شأنكم تنظرون إلي؟

فلما رأيتهم يصمتونني لكني سكت.

فلما صلى رسول الله ﷺ فبأبي هو وأمي ما رأيت معلما قبله

ولا بعده أحسن تعليما منه، ما كهرني ولا ضربني ولا شتمني.

قال إن هذه الصلاة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس،

انما هي التسبيح والتكبير وقراءة القرآن۔ (مسلم)

ترجمہ: معاویہ بن حکم سلمیؓ کہتے ہیں کہ

میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے نماز پڑھتے ہی میں یرحمک اللہ کہہ دیا' لوگوں نے مجھ پر نگاہ ڈالی۔

میں نے کہا۔ "خدا تمہیں زندہ رکھے تم لوگ کیوں مجھے دیکھتے ہو؟"

انہوں نے مجھے خاموش ہو جانے کی تلقین کی تو میں چپ ہو گیا۔

جب نبی ﷺ نماز پڑھ چکے --- میرے ماں باپ نبی ﷺ پر قربان میں نے نبی ﷺ سے بہتر تعلیم و تربیت کرنے والا نہ تو پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا --- آپ ﷺ نے نہ تو مجھے ڈانٹا نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا'

صرف اتنا کہا "یہ نماز ہے اس میں بات چیت مناسب نہیں ہے' نماز تو نام ہے اللہ کی پاکی بیان کرنے کا' اس کی بڑائی بیان کرنے کا اور قرآن پڑھنے کا۔"

○ دین کو دشوار نہ بناؤ:

بال أعرابي في المسجد، فقام الناس إليه ليقعوا فيه،

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دَعُوهُ وَأَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ

فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ۔ (بخاری - ابوہریرہ)

ترجمہ: ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اس کو مارنے پیٹنے کے لئے دوڑے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس کو چھوڑ دو' اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈال کر بہا دو۔ تم لوگ تو اس لئے برپا کئے گئے ہو کہ دین کی طرف لوگوں کو کھینچو اور دین کو ان کے لئے آسان بناؤ' تمہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے مبعوث نہیں کیا ہے کہ اپنے غیر حکیمانہ طرز عمل سے لوگوں کے لئے دین کی طرف آنا دشوار بنا دو۔"

تشریح: حضرت ابو موسیٰؓ اور معاذؓ کو یمن بھیجتے وقت حضور ﷺ نے یہ وصیت فرمائی یسرا ولا تعسرا وسکنا ولا تنفرا تم دونوں وہاں کے لوگوں کے سامنے دین کو اتنی خوبصورتی سے پیش کرنا کہ وہ انہیں آسان معلوم ہو' ایسا ڈھنگ نہ اختیار کرنا جس کے نتیجہ میں دین کو لوگ دشوار محسوس کرنے لگیں اور لوگوں کو اپنے سے مانوس کرنا' انہیں اپنے سے نہ بدکانا اور نہ متنفر کرنا

○ دو کے کھانے میں تیسرے کی شرکت:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً،

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ،

وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ، بِسَادِسٍ

اَوْ كَمَا قَالَ،

وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرَةٍ۔

(بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاجزادے عبدالرحمٰنؓ کی روایت ہے کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے۔ ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس کے گھر دو آدمیوں کا کھانا ہے تو وہ یہاں سے تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو تو پانچویں اور چھٹے آدمی کو لے جائے۔

چنانچہ میرے والد ابوبکرؓ اپنے ساتھ تین آدمیوں کو گھر لائے اور حضور ﷺ اپنے یہاں دس آدمیوں کو لے گئے۔"

تشریح: حضور ﷺ لوگوں کے قائد اور پیشوا تھے۔ وہ اگر دس آدمیوں کو اپنے یہاں نہ لے جاتے تو عام لوگ چار، چھ اور آٹھ کو خوشی خوشی کیسے لے جاتے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ذمہ دار لوگ اگر ایثار و قربانی کریں گے تو ان کے پیچھے چلنے والوں میں ان سے زیادہ قربانی و ایثار کا جذبہ ابھرے گا اور آگے چلنے والے ہی پیچھے رہیں تو پیچھے چلنے والوں میں اور پیچھے جانے کی ذہنیت ابھرے گی۔

○ لوگوں کو اسلام سے قریب کرنا چاہئے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ،

وَلَقَدْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهٖ،

فَقَالَ يَا قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءَ مَنْ لَا يَخْشَى الْفَقْرَ،

وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيدُ إِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يَلْبَثُ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى يَكُونَ الْإِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا۔

(مسلم)

ترجمہ: "حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اسلام سے قریب کرنے کی غرض سے حضور ﷺ لوگوں کو دیتے تھے۔ نبی ﷺ سے جو کچھ بھی مانگا گیا' آپ ﷺ نے مانگنے والے کو وہ چیز ضرور دی۔

ایک دفعہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی سب بکریاں دے دیں۔

تو وہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کے پاس پہنچا اور کہا۔

"اے لوگو! اسلام لاؤ اس لئے کہ محمد ﷺ اس شخص کی طرح دیتے ہیں جو فقرو فاقہ سے نہیں ڈرتا۔"

تشریح: راوی حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ بعض آدمی صرف دنیا کی غرض سے ایمان لاتے لیکن زیادہ مدت نہ گزرتی کہ اسلام ان کی روح میں اتر جاتا اور ان کی نگاہوں میں دنیا اور اسباب دنیا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔"

○ تہجد کو اپنے اوپر لازم کرلو:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَقُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ باہلیؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ

ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! تم لوگ تہجد کی نماز کو اپنے اوپر لازم کر لو' اس لئے کہ تم سے پہلے جو اللہ کے بندے گزرے ہیں ان کا یہی طریقہ رہا ہے اور یہ تمہارے رب سے قریب کرنے والی چھوٹے گناہوں کو مٹانے والی اور بڑے گناہ سے روکنے والی چیز ہے۔ (اس سے رکنے کی طاقت پیدا ہو گی۔)"

○ رات کے آخری حصے میں خدا قریب ہوتا ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:
اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ فَکُنْ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عنبہؓ فرماتے ہیں انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ:

"رب اپنے بندے سے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے' پس اگر تم سے یہ بات ہو سکے کہ تم رات کے آخری حصے میں اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہو تو ایسا کرو۔"

تشریح: رات کے آخری حصے میں جب آدمی اٹھ کر خدا کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو چونکہ پورے نشاط اور دل کی آمادگی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اس لئے اس کیفیت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز بندے کو اللہ سے قریب کرنے والی شے ہے نیز دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ کی رحمت بندوں کی طرف بہت زیادہ متوجہ ہوتی ہے اس لئے خدا کو اپنے سے قریب کرنے کے لئے اور خدا سے قریب ہونے کے لئے یہ وقت سب سے زیادہ موزوں ہے۔

○ صدقہ برکت کا ذریعہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَنْ تَصَدَّقَ بِعِدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ،
فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ
حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ،
وَفِیْ رِوَايَةٍ حَتّٰى اَنَّ اللُّقْمَةَ لَتَصِيْرُ مِثْلَ اُحُدٍ۔ (بخاری،مسلم،ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص ایک کھجور کی قیمت یا اس کے برابر کوئی چیز صدقہ کرے گا اور وہ حلال کمائی ہوگی --- اور اللہ تعالیٰ حلال اور جائز مال ہی قبول کرتا ہے --- تو اللہ تعالیٰ اس کے اس پاک صدقے کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا پھر اس کو بڑھاتا رہے گا جس طرح سے تم لوگ اپنے جانوروں کے بچوں کی پرورش کرتے اور بڑھاتے ہو یہاں تک کہ تھوڑا سا پاک صدقہ پہاڑ کے مانند ہو جائے گا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے۔ "اگر کسی نے ایک لقمہ بھی صدقہ کیا تو وہ احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گا۔"

تشریح: یعنی حلال کمائی میں سے نکالا ہوا صدقہ چاہے وہ مقدار میں تھوڑا ہو لیکن وہ بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ پہاڑ اتنا اونچا ڈھیر بن جاتا ہے اور اتنے بڑے ڈھیر کا ثواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

○ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا:

(۲۲۰) سُدِّیْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُهٗ،

قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ، وَمَا مَدَّ عَبْدٌ يَدَهُ بِصَدَقَةٍ اِلَّا اُلْقِيَتْ فِيْ يَدِ اللهِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِيْ يَدِ السَّائِلِ۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور جب کوئی بندہ صدقہ کا مال سائل کو دینے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے تو سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔"

○ صدقہ میدان حشر کا سایہ ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلُّ امْرِءٍ فِيْ ظِلِّ صَدَقَتِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔

(ترغیب بحوالہ مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک صدقہ کرنے والا اپنے صدقہ کے سایہ میں رہے گا۔"

صدقات قیامت کے دن آدمی کے لئے سایہ کی شکل اختیار کرلیں گے جو اس دن کی گرمی سے صدقہ کرنے والے کو بچائیں گے۔

○ لعن طعن اور شوہر کی ناشکری کرنے والی عورتیں:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَامَتِ امْرَاَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ

لِمَ نَحْنُ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ ؟

قَالَ لِاَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ. (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور عورتوں کو خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے عورتو! تم لوگ خصوصیت سے صدقہ دو اس لئے کہ قیامت کے دن تمہاری اکثریت جہنم میں ہوگی۔"

تو ایک عورت جو اونچے مرتبے کی عورتوں میں سے نہ تھی بلکہ عام عورتوں میں سے تھی، وہ اٹھی اور اس نے پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم لوگ جہنمیوں میں سے سب سے زیادہ کیوں ہوں گی؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس لئے کہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ تمہاری زبان مردوں کے مقابلے میں زیادہ چلتی ہے اور دوسروں پر کیچڑ اچھالنا، نکتہ چینی کرنا، عیب لگانا، غیبت کرنا، بہتان لگانا تمہارا خاص مشغلہ ہوتا ہے اور شوہر کی ناشکری بھی تم زیادہ کرتی ہو، پس اگر تم جہنم سے بچنا چاہتی ہو تو لعن طعن کرنے اور شوہروں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو۔

اس حدیث کا خاص پہلو یہ ہے کہ دین سے ناواقف عورتیں ہی جہنم میں زیادہ جائیں گی لیکن اللہ سے ڈرنے والی، زبان پر قابو رکھنے والی اور شوہروں کی وفادار عورتیں جنت میں جائیں گی۔

○ رشتہ دار کو صدقہ دینے کا دہرا اجر:

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ۔ (نسائی۔ترمذی)

ترجمہ: حضرت سلمان بن عامرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا:

"غریب مسکین کو صدقہ دینے سے صرف صدقے کا ثواب ملتا ہے اور غریب رشتہ دار کو دینے سے دہرا ثواب ملتا ہے' ایک صدقے کا دوسرا رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کا۔"

○ غریب رشتے دار کو دیا جانے والا صدقہ افضل ہے:

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّدَقَاتِ اَيُّهَا اَفْضَلُ؟

قَالَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزامؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے صدقہ کے بارے میں پوچھا کہ: "کس طرح کا صدقہ اجر و ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ صدقہ جو آدمی اپنے غریب رشتہ دار کو دے جب کہ وہ رشتہ دار اس سے دشمنی رکھتا ہے۔"

○ تنگ دست آدمی کا صدقہ سب سے بڑھ کر ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟

قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ! کس شخص کا صدقہ ثواب کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس شخص کا صدقہ جو تنگ دست ہے جس کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہے اور بمشکل اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ (نیز آپ ﷺ نے فرمایا) اور اپنے صدقے کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جن کی پرورش کے تم ذمہ دار ہو۔"

تشریح: حدیث کے آخری ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ صدقے کی ابتداء اپنے گھر سے کرو۔ اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے جس پر اجر ملے گا۔

○ صدقہ جاریہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ، اَوْ وَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ، اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ، اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ، اَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاهُ، اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ، اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ترغیب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مومن کے مرنے کے بعد اس کی کچھ نیکیوں کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے۔

کسی کو اس نے دین کی تعلیم دی ہے اور دین کا علم پھیلایا ہے تو جب تک اس کے پڑھائے ہوئے لوگ دنیا میں نیک کام کرتے رہیں گے اسے بھی ثواب ملتا رہے گا۔

اگر اس نے اپنے بچے کی تربیت کی اور اس کے نتیجے میں وہ نیک ہوا تو جب تک یہ

لڑکا نیک کام کرتا رہے گا' برابر اس کے باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔

اسی طرح کسی نے مسجد یا مدرسہ پر قرآن وقف کیا'

یا مسجد تعمیر کی'

یا مسافروں کے لئے کوئی سرائے بنوائی (یا طلباء کے لئے کوئی کمرہ تعمیر کرایا)

یا نہر کھدوائی'

یا اپنی زندگی میں حالت صحت میں کوئی اور نیک کام کیا اور اس میں اپنا پیسہ لگایا۔ (تو جب تک اس کی چیزوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے) اس کے نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا رہے گا۔"

تشریح: آدمی جب مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا کھاتہ بند کر دیا جاتا ہے لیکن ایسی اجتماعی نیکیاں جنہیں ہم صدقہ جاریہ کہتے ہیں ان کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا جب تک لوگ اس کی تعمیر کردہ یا وقف کردہ چیز سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامہ اعمال میں اس کا ثواب برابر لکھا جاتا رہے گا۔ ہمیں چاہئے کہ اس طرح کے نیک کام زیادہ سے زیادہ اپنی زندگی میں کر جائیں جن کے ثواب کا سلسلہ ختم نہ ہو۔

○ سات چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد برابر ملتا ہے:

رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

سَبْعٌ يُجْرَى لِلْعَبْدِ اَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ ،

مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْ كَرٰى نَهْرًا اَوْ حَفَرَ بِئْرًا ، اَوْ غَرَسَ نَخْلًا اَوْ بَنٰى مَسْجِدًا اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا اَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَّسْتَغْفِرُ لَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سات چیزوں کا ثواب بندے کو مرنے کے بعد برابر ملتا رہتا ہے:
(1) جس شخص نے کسی کو علم دین سکھایا' (2) یا کوئی نہر کھدوائی' (3) یا کنواں کھدوایا' (4) یا باغ لگایا' (5) یا مسجد بنوا دی' (6) یا قرآن شریف وقف کیا' (7) یا ایسی نیک اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے برابر دعا و استغفار کرتی رہتی ہے۔"

○ صدقہ دینے والے کا طرزِ عمل:

سُمِّىَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَا الْمُعْطِىْ مِنْ سَعَةٍ بِاَفْضَلَ مِنَ الْاٰخِذِ اِذَا كَانَ مُحْتَاجًا۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"وہ آدمی جو اپنے زائد مال میں سے دیتا ہے وہ لینے والے سے افضل نہیں ہے جبکہ لینے والا محتاج ہو۔"

تشریح: اس حدیث میں حضور ﷺ نے صدقہ کرنے والوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ اپنے آپ کو صدقہ لینے والے غریبوں اور محتاجوں سے اونچا نہ سمجھیں اور نہ یہ خیال کریں کہ وہ اپنے حق میں سے غریبوں کو دے کر ان پر احسان کر رہے ہیں۔ نہیں بلکہ ان کے پاس جو ضرورت سے زائد مال ہے وہ تو غریب ہی کا "حق" ہے' وہ اگر لیتا ہے تو اپنا حق لیتا ہے' دینے والا اس پر احسان کیوں جتائے اور اپنے آپ کو اس سے بڑا کیوں سمجھے' یہی نہیں بلکہ اسے تو غریب کا احسان ماننا چاہئے اس لئے کہ ضرورت سے زیادہ مال خدا کا ہے اور یہ غرباء اللہ کی طرف سے کارندے ہیں جو خدا کا حق امیروں سے وصول کرتے ہیں۔

○ قرآن اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا دستر خوان ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ، قَالَ:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَأْدُبَةُ اللّٰهِ فَاقْبَلُوْا مَأْدُبَتَهٗ مَا اسْتَطَعْتُمْ،

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ حَبْلُ اللّٰهِ وَالنُّوْرُ الْمُبِيْنُ، وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ، عِصْمَةٌ لِّمَنْ تَمَسَّكَ بِهٖ، وَنَجَاةٌ لِّمَنِ اتَّبَعَهٗ لَا يَزِيْغُ فَيُسْتَعْتَبُ، وَلَا يَعْوَجُّ فَيُقَوَّمُ، وَلَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ وَلَا يَخْلَقُ مِنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ۔ (ترغیب بحوالہ مستدرک)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا دستر خوان ہے' تو جب تک تمہارے اندر طاقت ہے خدا کے اس دستر خوان پر آؤ۔"

بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور تاریکیوں کو چھانٹنے والی روشنی ہے' فائدہ دینے والی اور شفا بخشنے والی دوا ہے اور جو لوگ اس کو مضبوطی سے تھامے رہیں گے ان کے لئے یہ محافظ ہے اور پیروی کرنے والوں کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔ یہ کتاب بے رخی نہیں کرتی کہ اس کو منانے کی ضرورت پڑے' اس کتاب میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے جسے سیدھا کرنے کی ضرورت پیش آئے' اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے اور بکثرت پڑھنے سے یہ پرانی نہیں ہوتی۔"

تشریح: قرآن کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اللہ کا دستر خوان کہہ کر بڑی اہم بات کہی ہے جس طرح غذا کے بغیر انسان کا مادی وجود برقرار نہیں رہ سکتا اور اس کی برقراری کے لئے اللہ نے غذائی سامان فراہم کیا ہے اسی طرح اس نے انسان کے روحانی وجود کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے ہدایت نامہ کی شکل میں یہ دستر خوان بچھایا ہے۔ جو لوگ جتنا زیادہ اس روحانی غذا سے استفادہ کریں گے اتنی ہی زیادہ ان کی روحانیت ترقی کرے گی۔

یہ قرآن اللہ کی رسی ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح رسی کنویں سے پانی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اسی طرح اگر کوئی خدا تک پہنچنا چاہئے تو اس رسی اور ذریعہ کا استعمال اس کے لئے ناگزیر ہے۔

قرآن کو "روشنی" کہا گیا ہے اور روشنی وہ چیز ہوتی ہے جو تاریکی کو چھانٹ دیتی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب بھی زندگی کی تاریکیوں کو چھانٹتی ہے اور خدا تک پہنچنے والے راستے کی رکاوٹوں کو دور کرتی ہے۔ یہ دنیا تاریکیوں کی دنیا ہے اس میں قدم قدم پر تاریکیاں پائی جاتی ہیں۔ جو شخص یہ روشنی اپنے ساتھ نہیں لے گا وہ کسی کھڈ میں گر کر تباہی کی نذر ہو جائے گا۔

یہ کتاب انسان کی روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہے اور اس کے اسرار اور عجیب عجیب معانی کا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ ایسا لباس بھی نہیں ہے جو کثرت استعمال سے پرانا ہوتا ہو بلکہ اس کو جتنا استعمال کیجئے اتنا ہی اس کا نیاپن اور نکھرتا ہے۔

○ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهُ، وَغَرَائِبُهُ فَرَائِضُهُ وَحُدُوْدُهُ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف پڑھو اور اس کے غرائب پر عمل کرو۔ "غرائب" سے مراد اس کے وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور وہ احکام ہیں جن کے کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے۔"

○ استغفار سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِنَّ لِلْقُلُوْبِ صَدَاءً كَصَدَاءِ النُّحَاسِ وَجَلَاؤُهَا الْاِسْتِغْفَارُ۔
(بیہقی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسے تانبے پر زنگ آجاتا ہے اور دلوں کا زنگ دور کرنے والی چیز استغفار ہے۔ (یعنی یہ کہ آدمی اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست اپنے رب سے کرے۔)"

○ چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے:

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
يَا عَائِشَةُ اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔
(ترغیب ترہیب بحوالہ نسائی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"اے عائشہؓ! وہ چھوٹے گناہ جنہیں لوگ ہلکا سمجھتے ہیں ان سے بھی اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ اللہ ان کے بارے میں بھی پوچھے گا۔"

○ توبہ گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ ہے:

وَعَنْ اَبِيْ طَوِيْلٍ شَطْبٍ الْمَمْدُوْدِ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:
اَرَاَيْتَ مَنْ عَمِلَ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا، وَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهَا شَيْئًا، وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً وَلَا دَاجَةً اِلَّا اَتَاهَا، فَهَلْ لِذٰلِكَ مِنْ تَوْبَةٍ؟

قَالَ: فَهَلْ أَسْلَمْتَ؟

قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

قَالَ: تَفْعَلُ الْخَيْرَاتِ، وَتَتْرُكُ السَّيِّئَاتِ، فَيَجْعَلُهُنَّ اللّٰهُ لَكَ خَيْرَاتٍ كُلَّهُنَّ.

قَالَ: وَغَدَرَاتِيْ وَفَجَرَاتِيْ؟ قَالَ: نَعَمْ،

قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ حَتّٰى تَوَارٰى۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بزار و طبرانی)

ترجمہ: حضرت ابو طویلؓ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ ﷺ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے تمام گناہ کر ڈالے ہوں، کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو اور اس سلسلے میں اپنے تمام ارمان پورے کر لئے ہوں، کیا ایسے شخص کے لئے توبہ ہے؟"

آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا تم اسلام لاؤ گے؟"

میں نے کہا۔ "ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ "دیکھو اسلام لانے کے بعد اچھے کام کرو اور برے کام چھوڑ دو تو ماضی میں کی گئی برائیوں کو اللہ نیکی سے بدل دے گا۔"

میں نے عرض کیا۔ "اسلام لانے سے پہلے میں نے بہت سے معاہدے توڑے ہیں، بہت سی بدکاریاں کی ہیں کیا یہ سب معاف ہو جائیں گی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ہاں! یہ سب معاف ہو جائیں گی۔"

میں مارے خوشی کے "اللہ رے تیری شانِ رحیمی، اللہ رے تیری شانِ کریمی" کہتا

ہوں واپس ہوا یہاں تک کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔"

○ سچی توبہ کا کرشمہ:

كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّينَ دِينَارًا عَلَى أَنْ يَطَأَهَا، فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنْ إِمْرَأَتِهِ ارْعَدَتْ وَبَكَتْ.

فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ؟ أَكْرَهْتُكِ؟

قَالَتْ لَا وَلَكِنَّ هٰذَا عَمَلٌ لَمْ أَعْمَلْهُ قَطُّ وَإِنَّمَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ الْحَاجَةُ.

قَالَ تَفْعَلِينَ هٰذَا وَلَمْ تَفْعَلِيهِ قَطُّ،

قَالَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ اذْهَبِي فَالدَّنَانِيرُ لَكِ ثُمَّ قَالَ وَاللهِ لَا يَعْصِي اللهَ الْكِفْلُ أَبَدًا،

فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهِ قَدْ غَفَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْكِفْلِ۔ (مسند احمد بن حنبلؒ ۲/۲۳)

ترجمہ: بنی اسرائیل میں "کفل" نام کا ایک آدمی تھا جو ہر طرح کے گناہ کرتا تھا اور کبھی توبہ وانابت اس کے اندر نہیں ابھرتی تھی۔ ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ بدکاری کرنے کے لئے ساٹھ دینار پر معاملہ طے کیا' لیکن عین بدکاری کے وقت عورت کے اندر کپکپی پیدا ہوئی اور رو پڑی' اس نے اس سے پوچھا۔ "تم روتی کیوں ہو' کیا میں نے تم کو مجبور کیا ہے؟"

اس نے کہا۔ "نہیں لیکن یہ ایک ایسا کام ہے جو کبھی میں نے نہیں کیا' اس کے لئے اس وقت محض محتاجی نے آمادہ کیا تھا۔"

اس نے کہا "جبکہ تم نے ابھی تک یہ کام نہیں کیا تو اب کرو گی؟ نہیں!"

اس کے بعد وہ اس کے پاس سے ہٹ آیا اور کہا جاؤ یہ ساٹھ دینار بھی میں نے تمہیں دیئے اور خدا سے توبہ کی کہ اب "کفل" کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔

اس کے بعد اسی رات اس کا انتقال ہو گیا' تو اس کے دروازے پر صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی پائی گئی۔ "اللہ عزوجل نے کفل کے گناہ بخش دیئے۔"

○ گناہ کو ہلکا نہ سمجھو:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ، فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهُ.

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا اَرْضَ فَلَاةٍ، فَحَضَرَ صَنِيْعُ الْقَوْمِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَجِيْءُ بِالْعُوْدِ، وَالرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى جَمَعُوْا سَوَادًا، وَاَجَّجُوْا نَارًا وَاَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِيْهَا۔ (الترغیب والترہیب بحوالہ احمد وطبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم لوگ ان گناہوں سے بھی بچو جنہیں ہلکا اور معمولی سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ یہ ہلکے گناہ آدمی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ اسے تباہ کر ڈالتے ہیں۔"

اس کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "جیسے کچھ لوگ کسی جنگل میں اترے پھر کھانا پکانے کا سوال سامنے آیا تو ہر شخص لکڑیاں چننے کے لئے جنگل گیا' جو آتا اپنے ساتھ لکڑیاں کا گٹھر لاتا' یہاں تک کہ بہت سی لکڑیاں جمع ہو گئیں اور آگ بھڑکائی گئی جس سے انہوں نے کھانا تیار کرلیا۔"


SAC
FOOD ESSENCE
ایس اے سی
(فوڈ ایسنس)
کے چند قطرے
خوشبوؤں کے خزانے، مہک اٹھے کھانے!
اپنے پسندیدہ فلیور کے چند قطرے شامل کیجیے اور آئسکریم
مشروبات اور روزمرہ کے کھانوں کو پہلے سے زیادہ خوش ذائقہ
بنائیے • کیوڑہ • زعفران • بریانی • ونیلا
آئسکریم • اناناس • کیلا • صندل
نارنگی • گلاب اور رس بھری
میں حسب منشاء خوشبو
پسند فرمائیے
SAC
زعفرانی قوام
زعفرانی قوام
بھی آزمائیے
پان کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔
SAC
THE BRAND OF GOOD VALUE
CONFORMS TO FOOD LAWS
ESSENCE
KEWRA
S. AMDEN & Co
P B No 266 KARACHI
سول ڈسٹری بیوٹر:
جاوید اینڈ کمپنی
بوتل بازار۔ کراچی فون ۲۱۵۹۰۶

تشریح: جس طرح چھوٹی چھوٹی لکڑیاں زیادہ ہو کر کھانا پکانے کا کام دیتی ہیں اسی طرح آدمی گناہ کرتا ہے اور کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو تباہ کرنے کے لئے وہ کافی ہو جاتے ہیں

○ اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَبِّہٖ عَزَّ وَجَلَّ ،

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ، ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ ،

فَمَنْ ھَمَّ بِحَسَنَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً ،

فَاِنْ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَۃٍ ،

وَمَنْ ھَمَّ بِسَیِّئَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً ،

وَاِنْ ھُوَ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ سَیِّئَۃً وَّاحِدَۃً اَوْ مَحَاھَا ،

وَلَا یَھْلِکُ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا ھَالِکٌ ۔ (ترغیب ترہیب بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ نیکیوں اور برائیوں کو لکھتا ہے تو جس شخص نے کسی نیکی کے کرنے کی نیت کی لیکن وہ نہیں کر سکا تو اس کے نامہ اعمال میں وہ ایک نیکی کی حیثیت سے درج ہو جاتی ہے۔

اور اگر اس نے ایک نیک کام کرنے کی نیت کی اور اسے کر ڈالا تو وہ ایک نیکی اللہ کے نزدیک دس نیکی لکھی جاتی ہے بلکہ سات سو گنا نیکیاں لکھی جاتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اور اگر کسی نے ایک برائی کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے نہیں کیا تو اس کے نامہ اعمال میں یہ ایک مکمل نیکی کی حیثیت سے لکھی جاتی ہے'

اور اگر برائی کی نیت کی اور اسے کر ڈالا تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی برائی لکھتا ہے یا اگر توبہ کر لی تو اس کو مٹا دیتا ہے اور برباد ہونے والا ہی اللہ کے یہاں برباد ہو گا۔"

تشریح: اس حدیث میں خدا کی بے پایاں رحمت کا ذکر ہوا ہے۔ اس سے بڑی رحمانیت اور کیا ہو گی کہ ایک نیکی کا کام جو کیا نہیں گیا صرف اس کا ارادہ کیا گیا ہے اسے اللہ تعالیٰ بندے کے نامہ اعمال میں نیکی بنا کر لکھتا ہے اور اگر نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کر ڈالا تو اسے دس نیکیوں کے برابر شمار کرتا ہے بلکہ اس سے زیادہ سات سو نیکیاں قرار دے کر درج کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کے برخلاف برائی کا ارادہ تو ہوا مگر اس نے کیا نہیں تو اس کا یہ عمل اللہ کے یہاں نیکی شمار ہوتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کیا اور اسے کر ڈالا تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور اگر توبہ کر لی تو وہ بھی معاف ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رحمت کا دامن بہت وسیع ہے۔ اب کوئی شامت زدہ بدقسمت ہی ہو گا جو گناہ پر گناہ کرتا رہے' زندگی بھر توبہ کی توفیق اس کو نہ ہو اور اسی حالت میں مر جائے تو ظاہر ہے جہنم اس کا ٹھکانہ ہو گا' جہاں کے لئے اپنے کو زندگی بھر تیار کیا' وہیں اسے پہنچنا چاہیے۔

○ اللہ کو زیادہ یاد کرو:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اٰمُرُكُمْ بِذِكْرِ اللهِ كَثِيْرًا، وَمَثَلُ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعَدُوُّ

سِرَاعًا حَتّٰى اَتٰى حِصْنًا حَصِيْنًا فَاَحْرَزَ نَفْسَهُ فِيْهِ وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ

لَا يَنْجُو مِنَ الشَّيْطَانِ اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ ۔ (ترمذی، ترغیب)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی آدمی کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ اس کا پیچھا کر رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی اور دشمنوں کے ہاتھ میں پڑنے سے بچ گیا' اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا ہے مگر اللہ کی یاد کے سہارے!"

تشریح: اللہ کی یاد سے مراد یہ ہے کہ آدمی اس کی ذات و صفات' اس کی عظمت و جبروت' اس کا رحم و کرم غرض جملہ صفات الٰہی کا پورا شعور رکھتا ہو اور یہ شعور زندہ اور طاقتور ہو تبھی وہ اپنے نہ دکھائی دینے والے دشمن ابلیس کے حملوں سے بچ سکتا ہے اور اس کی عملی تدبیر یہ ہے کہ آدمی ٹھیک سے فرض نماز ادا کرے' نوافل بالخصوص تہجد کا اہتمام کرے جو دعائیں حضور ﷺ نے دن رات کے مختلف اوقات کے لئے سکھائی ہیں انہیں یاد کرلے' ان کے معنی و مفہوم جانے اور ان کو بار بار پڑھے ۔ یہی وہ مضبوط قلعہ ہے جس میں وہ پناہ لے کر شیطان کے حملوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

○ اللہ کو خوب یاد کیا کرو:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ ۔ (مسند احمد)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کو خوب یاد کیا کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں یہ مجنون شخص ہے۔"

تشریح: یعنی خدا کی یاد میں اور اس کے تقاضے پورے کرنے میں اس طرح یکسوئی کے ساتھ مشغول ہو جاؤ کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ ظاہر بات ہے کہ دین کے کام میں جب

آدمی ہمہ تن مشغول ہو گا' خدا کے دین کے مطابق اس کی سرگرمیاں ہوں گی اور حلال و حرام کی تمیز کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرے گا تو مادی نقطۂ نظر رکھنے والے اسے پاگل ہی کہیں گے۔

○ ذاکرین کے بارے میں خدا اور فرشتوں کی گفتگو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلآئِکَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْا ھَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا.

قَالَ فَیَسْأَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ، مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ،

قَالَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَاَوْنِیْ؟

قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْکَ،

قَالَ فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ کَانُوْآ اَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا، وَاَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحًا،

قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْأَلُوْنِّیْ؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ یَسْأَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ،

قَالَ فَیَقُوْلُ وَھَلْ رَاَوْھَا؟

قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْھَا،

قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً،

قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟

قَالُوْا يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ،

قَالَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللهِ مَا رَأَوْهَا. قَالَ فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟

قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً،

قَالَ فَيَقُوْلُ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ،

قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ،

قَالَ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کے کچھ فرشتے گلیوں اور راستوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں اس غرض سے کہ کہاں کون لوگ اللہ کو یاد کر رہے ہیں' جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ کو یاد کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں' کہتے ہیں کہ یہاں آؤ یہاں وہ لوگ ہیں جن کو تم تلاش کرتے تھے۔ تو ایسے لوگوں کا آسمان تک اپنے پروں سے احاطہ کر لیتے ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے' "میرے یہ بندے کیا کہتے ہیں؟"

تو ملائکہ عرض کرتے ہیں' "یہ لوگ آپ کی تسبیح کرتے ہیں' آپ کی بڑائی بیان

کرتے ہیں اور آپ کی تعریف اور شکر ادا کرتے ہیں' آپ کی بزرگی اور عظمت بیان کرتے ہیں۔"

تو اللہ پوچھتا ہے "کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟"

ملائکہ عرض کرتے ہیں' "نہیں' بخدا اے ہمارے رب! انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔"

تو وہ پوچھتا ہے "اگر ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟"

ملائکہ عرض کرتے ہیں "اگر یہ لوگ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ آپ کی عبادت کرتے اور زیادہ سے زیادہ آپ کی بزرگی اور تسبیح میں لگ جاتے۔"

پھر وہ پوچھتا ہے کہ "میرے یہ بندے مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟"

ملائکہ عرض کرتے ہیں "یہ لوگ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔"

وہ پوچھتا ہے "کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟"

وہ عرض کرتے ہیں۔ "نہیں' اے ہمارے رب انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔"

تو وہ کہتا ہے "اگر جنت کو انہوں نے دیکھ لیا ہوتا تو ان کے شوق کا کیا عالم ہوتا؟"

وہ عرض کرتے ہیں' "اگر انہوں نے جنت دیکھ لی ہوتی تو ان کی تمنا اور بڑھ جاتی اور اس کی طلب اور رغبت اور شدید ہو جاتی۔"

پھر وہ پوچھتا ہے کہ "یہ لوگ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟"

تو وہ عرض کرتے ہیں کہ "یہ لوگ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔"

وہ کہتا ہے کہ "کیا انہوں نے جہنم کی آگ دیکھی ہے؟"

وہ عرض کرتے ہیں۔

"نہیں' بخدا انہوں نے جہنم نہیں دیکھی ہے۔"

تو وہ پوچھتا ہے کہ "اگر انہوں نے جہنم دیکھ لی ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا؟"

ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ "اگر انہوں نے جہنم کی آگ دیکھ لی ہوتی تو اور زیادہ ڈرتے اور ان کاموں سے دور بھاگتے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔"

تب اللہ تعالیٰ ملائکہ سے کہتا ہے کہ "میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کو اپنی رحمت سے نوازا۔"

تو فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ عرض کرتا ہے کہ "فلاں شخص ان میں سے نہیں ہے وہ تو کسی اور مقصد سے آیا تھا، ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور اللہ کے ذکر و تسبیح میں شریک ہو گیا۔"

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی ناکام و نامراد نہیں ہوتا بلکہ سعادت میں سے اسے بھی حصہ ملتا ہے۔"

○ خدا کی نظروں میں ذاکر کا مقام:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

یَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ، وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ، وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا، وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ، اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً۔ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے جو توقع رکھتا ہے اور جیسا گمان اس نے میرے متعلق قائم کر رکھا ہے ویسا ہی مجھے پائے گا۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے ساتھ بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں ان سے بہتر

جماعت میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف ایک بالشت بھر بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھ جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف چار ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف آہستہ آہستہ آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔"

تشریح: اس حدیث میں بندہ سے مراد بندۂ مومن ہے جس کا اعتقاد خدا کے بارے میں یہ ہے کہ وہ رحمٰن و رحیم ہے' وہ مغفرت فرمانے والا اور معاف کرنے والا ہے غرض کہ وہ خدا کی تمام صفات پر یقین رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جیسا میرے بارے میں اعتقاد رکھتا ہے' ویسا ہی مجھے پائے گا۔ میں اس پر رحمت نازل کروں گا۔ اس کو اپنے رحم و کرم کی چادر میں چھپا لوں گا۔ اس کی دنیا اور آخرت میں دستگیری کروں گا چنانچہ اس کے بعد کے جملے اس کی بہترین شرح کرتے ہیں۔

○ دعا میں جلد بازی نہ کرو:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ:

لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ،

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟

قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ،

فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا:

"بندے کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع تعلق کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔"

لوگوں نے پوچھا۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ جلد بازی کا کیا مطلب ہے؟" آپ

ﷺ نے فرمایا۔ "دعا کرنے والا یوں سوچنے لگتا ہے کہ میں نے بہت دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی۔ پس وہ تھک جاتا ہے اور دعا کرنی چھوڑ دیتا ہے۔"

○ دعا کرنے والے کیلئے تین اجروں میں سے ایک لازمی ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ

اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلَاثٍ، اِمَّا اَنْ یُعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَاِمَّا اَنْ

یَدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ، وَاِمَّا اَنْ یَصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْٓءِ مِثْلَھَا،

قَالُوْٓا اِذًا نُکْثِرُ،

قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ (مسند احمد، ترغیب)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی مسلم دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہوتی اور نہ رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے کی بات ہوتی ہے تو اللہ ایسی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے یا تو اس دنیا ہی میں اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ بنا تا ہے اور یا اس پر کوئی مصیبت یا برائی آنے والی ہوتی ہے جسے وہ اس دعا کی بدولت دور فرما دیتا ہے۔"

صحابہؓ نے کہا۔ "پھر تو ہم بہت زیادہ دعا مانگا کریں گے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ بھی بہت دینے والا ہے۔"

تشریح: اس حدیث کے ذریعہ یہ غلط فہمی دور کی گئی ہے کہ مومن جب اپنے کسی مقصد کے سلسلے میں اپنے رب سے التجا کرتا ہے پھر اگر وہ اس کے تصور کے مطابق پورا نہ ہوا تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی دعا بے کار گئی اور خدا کے بارے میں یہ تصور کرتا ہے کہ اس نے

اسے پکارا لیکن اس نے نہیں سنا۔ اس طرح وہ خدا کے بارے میں کسی نہ کسی حد تک بدگمانی اور مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں یا تو اس دنیا میں اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے یا یہ دعا اس کے لئے آخرت میں کام آتی ہے اور تیسری شکل یہ ہے کہ اس پر کوئی بہت بڑی آفت آنے والی ہوتی ہے جسے اس دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ ٹال دیتا ہے۔ اس لئے دعا پورے سوز و دردمندی کے ساتھ مانگنی چاہئے اور بہت زیادہ مانگنی چاہئے۔ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے اور وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔

○ اللہ بندے کو خالی ہاتھ لوٹاتے شرماتا ہے:

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ،

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَیْہِ یَدَیْہِ اَنْ یَرُدَّھُمَا

صِفْرًا خَائِبَتَیْنِ۔ (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ حیاء دار اور سخی ہے جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا ہے تو ناکام اور خالی ہاتھ لوٹانے سے اسے شرم آتی ہے۔"

تشریح: یہ حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے، حدیث کا مدعا یہ ہے کہ تم دنیا میں سخی اور فیاض آدمی کو دیکھتے ہو کہ جب کوئی محتاج اس کے پاس پہنچتا اور ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اس کو خالی ہاتھ لوٹانا پسند نہیں کرتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تو سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔ جب کوئی بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا بلکہ کسی نہ کسی شکل میں اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

"جس نے اپنے غلام (یا گھر کے خادم) کو دنیا میں ناحق ایک کوڑا بھی مارا ہو گا' قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔"

○ قیامت میں زمین لوگوں کے اعمال کی گواہی دے گی:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ: (یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا) (سورہ زلزال آیت ۴)

قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا؟

قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔

قَالَ: فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰی عَبْدٍ وَّ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَهْرِهَا

تَقُوْلُ: عَمِلَ کَذَا وَکَذَا۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ ابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یہ آیت پڑھی'

آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ "زمین کے اپنی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے"؟ لوگوں نے کہا' "اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو علم ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن زمین کے خبر بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے ہر انسان مرد عورت کے تمام اعمال کی گواہی دے گی جو انہوں نے زمین پر رہتے ہوئے کیے ہوں گے۔ وہ بتائے گی کہ اس نے ایسے ایسے کام کیے۔"

○ آخرت کی فکر سے غفلت کا انجام:

وَعَنْ انَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

يُجَاءُ بِابْنِ آدَمَ كَأَنَّهُ بَذَجٌ فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ،

فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: أَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ؟

فَيَقُولُ: يَارَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ، فَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ، فَارْجِعْنِي

آتِكَ بِهِ،

فَيَقُولُ لَهُ مَا قَدَّمْتَ؟

فَيَقُولُ: يَارَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ، فَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ، فَارْجِعْنِي

آتِكَ بِهِ،

فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایک آدمی قیامت کے دن اللہ کے سامنے لایا جائے گا جو لاغری اور پریشانی کی وجہ سے بکری کا بچہ معلوم ہو گا۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا" "میں نے تجھے مال دیا' نوکر چاکر دیئے' خوشحال بنایا تو تم کیا کر کے لائے ہو""؟

وہ کہے گا" "اے میرے رب' میں نے مال جمع کیا' اسے خوب بڑھایا' پہلے سے زیادہ ہو گیا لیکن دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں' مجھے اجازت دیجئے کہ دنیا میں جا کر وہ مال لے آؤں۔"

اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ "میری نعمتوں کو پا کر عمل کس طرح کے کیے (میں مال

زیادہ ہونے' بڑھانے کے سلسلے میں تو پوچھ نہیں رہا ہوں"

وہ کہے گا "اے میرے رب' میں نے مال جمع کیا اسے بڑھایا یہاں تک کہ پہلے سے زیادہ ہوا لیکن دنیا میں چھوڑ آیا ہوں مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیجئے تاکہ جا کر وہ مال لے آؤں"

"اس بدقسمت شخص نے اپنی پوری زندگی مال بڑھانے میں کھپائی اور نامہ اعمال نیکیوں سے خالی رہا۔"

○ قیامت کے دن ہر ایک سے کامل انصاف ہو گا:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ

مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ مسلم و ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"دنیا میں جن لوگوں کے حقوق مارے گئے ہوں گے انہیں قیامت کے دن ان کا حق دلایا جائے گا' یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا اس بکری کا جس کے پاس سینگ نہیں تھے اور سینگ والی بکری نے اسے مارا تھا۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اس دن مکمل انصاف ہو گا' معمولی سا بھی حق دنیا میں کسی نے دبا لیا ہے تو مظلوم کا بدلہ ظالم سے لیا جائے گا۔

○ غیبت نیکیوں کو مٹا دیتی ہے:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّ الرَّجُلَ لَيُؤْتَى كِتَابَهُ مَنْشُوْرًا،

فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ فَأَيْنَ حَسَنَاتُ كَذَا وَكَذَا عَمِلْتُهَا لَيْسَتْ فِي صَحِيْفَتِي؟

فَيَقُوْلُ: مُحِيَتْ بِاغْتِيَابِكَ النَّاسَ۔ (ترغیب ترہیب)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا نامہ اعمال لایا جائے گا" (وہ اس کو پڑھے گا) پھر کہے گا "اے میرے رب میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کیے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں۔"

اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ "لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمہارے نامہ اعمال سے مٹادی گئی ہیں۔"

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کن لوگوں کے حق میں سفارش کریں گے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَاذَا رَدَّ إِلَيْكَ رَبُّكَ فِي الشَّفَاعَةِ؟

قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ... ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَوَّلُ مَنْ يَسْأَلُنِيْ عَنْ ذٰلِكَ مِنْ أُمَّتِيْ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْعِلْمِ۔

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَا يُهِمُّنِيْ ... فِهِمْ عَلَى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ أَهَمُّ عِنْدِيْ مِنْ تَمَامِ شَفَاعَتِيْ لَهُمْ۔

وَشَفَاعَتِيْ لِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ... وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ يُصَدِّقُ لِسَانَهُ قَلْبُهُ وَقَلْبُهُ لِسَانَهُ۔ (ترغیب ...)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ:

"اے اللہ کے رسول ﷺ 'امت کی شفاعت کے بارے میں آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ نے کیا وعدہ کیا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے مجھے یقین تھا کہ تم اس کے بارے میں سب سے پہلے پوچھو گے کیونکہ میں جانتا ہوں تم علم کے بڑے حریص ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے' مجھے زیادہ سے زیادہ اپنی امت کے جنت میں داخل ہونے کی فکر ہے' مجھے اس کی فکر نہیں ہے کہ لوگ اونچا مقام پائیں' فکر اس کی ہے کہ انہیں جنت ملے۔

میں ان لوگوں کے حق میں سفارش کروں گا جو اس بات کی اخلاص کے ساتھ گواہی دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی اس طرح دیں گے کہ ان کا دل ان کی زبان کی تصدیق کرتا ہو اور زبان ان کے قلب کی تصدیق کرتی ہو۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ خلوص کے ساتھ اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لائے ہوں اور زبان اور دل میں دونوں جگہ ایمان ہو یہ گواہی دل سے نکل کر زبان پر آئی ہو' قول اور عمل میں تضاد نہ ہو۔

○ مال کی بابت غلط اور صحیح وصیت کا بدلہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً، فَإِذَا أَوْصٰى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ،

وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِيْنَ سَنَةً، فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ


Sualin
HERBAL CURE FOR COUGH COLDS AND BRONCHITIS
DOSES
ONE TO TWO TABLETS FOUR TIMES A DAY
نہایت موثر اجزا کے اضافے کے ساتھ
نئے اسٹرپ پیک میں
نئی، مفید ترین
سُعالین
گزشتہ ساٹھ سال سے انکشافاتِ حاضرہ اور انکشافاتِ جدیدہ سے ہم آہنگ
کھانسی، نزلہ و زکام کے لیے سب سے مفید اور سب سے موثر کھانسی کی ٹکیاں
انکشافاتِ ماضی اور انکشافاتِ جدیدہ نے ہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ نباتات ہی ہیں جو جسمِ انسانی میں کوئی غیر طبعی ہنگامہ آرائی کیے بغیر شفائے امراض کا سامان کرتی ہیں۔
ہمدرد اس اندازِ فکر کا پُرجوش حامی رہا ہے۔ ملکی اور عالمی سطح پر تحقیقاتِ نباتات کو ہمدرد نے اپنا موضوع بنائے رکھا ہے۔
آج ساری دنیا بھرپور اعترافات کے ساتھ نباتات سے شفائے امراض پر متوجہ ہو چکی ہے۔ اسی لیے سُعالین جس طرح پاکستان میں ایک بہترین دوائے شافی کے طور پر مقبول ہے اسی طرح دنیا بھر میں سُعالین کو قبولِ عام حاصل ہے۔
خاص طور پر تیار کردہ نئی اسٹرپ پیکنگ، تاکہ سُعالین کے نازک ضروری اجزاء مکمل طور پر محفوظ رہیں، اور استعمال پر سُعالین تیر بہدف ثابت ہو۔
SUALIN
جب کھانسی کا ٹھسکا ہو، ایک ٹکیہ سُعالین منہ میں ڈال کر چوسیے۔ منٹوں میں راحت پایئے۔ ہر قسم کی کھانسی کے لیے مفید ترین۔ سُعالین
سُعالین جوشاندے کا جوہر ہے۔ تین ٹکیاں گرم پانی میں ڈال کر نوشِ جاں کیجیے۔ نزلہ، زکام اور کھانسی سے راحت پایئے۔
مدینۃ الحکمہ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔
ہمدرد
Adarts-SUA-1/93

فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ (ترغیب وترہیب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آدمی ستر سال تک نیک کام کرتا رہتا ہے لیکن مرتے وقت وہ اپنے مال کے سلسلے میں غلط وصیت کرکے برے عمل پر اپنا خاتمہ کرتا ہے اور نتیجتاً جہنم میں چلا جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرا آدم ستر سال تک برے اعمال کرتا ہے لیکن مرتے وقت اپنی وصیت میں عدل وانصاف کی روش اختیار کرتا ہے اس طرح اس کا خاتمہ نیک کام پر ہوتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔

○ اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ، فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ اَضْحَكُ؟

قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ،

قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ، فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ؟

يَقُوْلُ بَلٰى،

فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَآ اُجِيْزُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ شَاهِدًا اِلَّا مِنِّيْ،

فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا وَالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا۔

قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيَقُوْلُ لِاَرْكَانِهِ انْطِقِيْ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ

يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ۔

فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کو ہنسی آئی، تو ہم سے دریافت کیا تمہیں معلوم ہے مجھے ہنسی کیوں آئی"؟

ہم نے عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی واقف ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے اس پر ہنسی آئی کہ قیامت کے دن ایک مجرم بندہ خدا سے کہے گا" "اے رب! آج مجھ پر ظلم تو نہیں ہوگا؟"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ "ہاں آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔"

تو وہ کہے گا "آج میں کسی کو اپنے بارے میں گواہی دینے کی اجازت نہ دوں گا میں خود ہی گواہی دوں گا

اللہ تعالیٰ کہے گا آج تو خود اپنا حساب لینے کے لئے اور تیرا نامہ اعمال تیار کرنے والے فرشتے گواہی دینے کے لئے کافی ہیں۔"

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) "چنانچہ اس کی زبان بند کر دی جائے گی اور اس کے جسم کے اعضاء کو حکم دیا جائے گا کہ تم اس کے اعمال کی گواہی دو، تو اعضاء اس کے ایک ایک عمل کی گواہی دیں گے، پھر اس کی زبان کھل جائے گی اور گویائی کی قوت لوٹ آئے گی"

تو اپنے اعضاء کو ملامت کرتے ہوئے کہے گا، "تم پر خدا کی لعنت ہو، تم پر خدا کی پھٹکار پڑے، میں تو دنیا میں تمہاری طرف سے مدافعت کرتا تھا او تم نے آج میرے خلاف گواہی دی۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تمہیں موٹا کرنے کے لئے تمہیں آرام پہنچانے کے لئے میں نے حرام و حلال کی تمیز اٹھا دی تھی، خدا کی رضا اور ناراضی کا تصور دماغ سے نکال دیا تھا اور تمہیں نے وقت پر دغا دی مجرم بنا کر چھوڑا!

○ تکبر کرنے والے چیونٹیوں کی شکل میں اٹھائے جائیں گے:

فِيهِ نِسْيَانٌ وَلَا كَذِبٌ؟

قَالَ، نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَحَابُّونَ مِنْ اَجْلِي،

وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَزَاوَرُونَ مِنْ اَجْلِي،

وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَبَاذَلُونَ مِنْ اَجْلِي،

وَقَدْ حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلَّذِينَ يَتَصَادَقُونَ مِنْ اَجْلِي۔ (ترغیب و ترہیب بحوالہ مسند احمد)

ترجمہ: شرجیل ابن شمط نے عمرو بن عبسہؓ سے پوچھا "کیا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث نہ بتائیں گے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جو سچی ہو اور بھول چوک سے بھی پاک ہو؟

انہوں نے کہا "ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو میری خاطر آپس میں دوست بنے ہوں گے، محض میری خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوں گے، محض میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہوں گے، اور محض میری خاطر وہ آپس میں دوست بنے ہوں گے۔"

تشریح: یعنی یہ دوستی اور محبت صرف اللہ کے لئے اور اللہ کے دین کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے، کوئی اور دوسرا محرک نہیں ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ کے لئے خوشنودی:

وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ،

فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ،

فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟

فَيَقُولُونَ، وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ.

فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟

فَيَقُولُونَ، وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟

فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا۔ (ترغیب وترہیب بحوالہ بخاری ومسلم وترمذی)

ترجمہ: "ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ عزوجل اہل جنت سے کہے گا "اے جنتی لوگو"

وہ لوگ اس کے جواب میں کہیں گے "اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں--- ہر طرح کی خیر وسعادت آپ کے قبضے میں ہے' فرمایئے کیا حکم ہے"؟

اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا "کیا تم لوگ اپنے عمل کا بدلہ پاکر خوش ہوئے؟"

تو وہ جواب دیں گے "اے ہمارے رب! ہم کیوں نہیں خوش ہوں گے جب کہ آپ نے ہم لوگوں کو وہ نعمتیں دیں جو کسی کو نہیں دیں""

اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا "کیا میں تم کو اس سے زیادہ افضل اور برتر چیز نہ دوں؟ وہ کہیں گے "اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔"

اللہ فرمائے گا "میں تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا' اب تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔"

تشریح: بعض دوسری حدیثوں میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ اہل جنت یہ اعلان سن کر

اتنا خوش ہوں گے کہ جنت کی نعمتیں بھول جائیں ـــ ... ، بڑی نعمت
اس بشارت کی شکل میں ملی ہے۔

زندگی لمحہ بہ لمحہ

